

4589
CIA

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّكُمْ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
 لما دلت الآية على أن الله تعالى لا يبرأ من ما يجنبه التعفف، وكان الحكم على كل واحد
 يكون محمداً وإخلافه لتعسف كما ازعكس لخل في التفتش، وكان اليتلاف
 في عاتين البليغ قد كثروا أحاديث التصوف، وكانت الرسالة للتعقيب

التَّشْفِيقُ بِمَعْرِفَةِ الْحَالِ فِي التَّصَوُّفِ

مَعَ تَرْجُمَتِهَا إِلَى الْمُتَوَسِّطِ

تَكْمِيلُ النَّصْرِ فِي تَهْيِيلِ التَّشْفِيقِ

وافية عن كليهما لما فيها من التحقيق والتعريف، خالية عن المجازفة والتكلف
 فالجاءت لعلها يعاينها الله تعالى عن التأسف، وقرب إلى التلطف، ومن
 تصديقاً لما في العلم والتعريف، كاشفاً عن بعض التصوف مولانا المولى
 الحافظ الحاج الشافعي رضي الله عنه، الذي هو العلي فلاجلنا في أواخر التلطف
 اهتم بطبعها محمد عثمان حفظه الله عن التلطف
 وفي المطبع المرفوع ومجموع المطابع الواقعة في جهلي

فہرست مضامین الشرف بمعرفت احادیث التصوف

۱۔ تمہید	۱۔ اولاد کا بائیکاٹ کا آخرت کا	۱۰۔ ادا و مروتی	۱۱۔ حقیقت تہر
۲۔ کمالیہ علم و عبادت الہیہ	۲۔ اقبال خلیفہ اربعہ ہزار	۱۲۔ تعلیم من معاشرت	۱۲۔ بیان تعویض و عا
۳۔ علم کی فضیلت اور اس کی ضرورت	۳۔ اکیاسات مظاہر تہذیب ہونا	۱۳۔ کتاب الصوم و کتاب الحج	۱۳۔ تکبیر و ترک دوام
۴۔ روح و قلم کا ستر ہونا	۴۔ مسئلہ مذکورہ صریح بالا	۱۴۔ احکام استحقاق صفائے	۱۴۔ اصل ہزاری روزہ
۵۔ علوم و احوال باطنیہ	۵۔ شعور و عبادت	۱۵۔ اتباع معاملات حق جمع	۱۵۔ تائید شریعت و عبادت و تہذیب
۶۔ علم غیر نافع کا جہل ہونا	۶۔ کتاب التسلوۃ	۱۶۔ زیارت قبر نبوی صلی	۱۶۔ مجاہدہ و طریقہ و حکمت بعض
۷۔ مجالس صوفیہ کی فضیلت	۷۔ قرینہ علم کا ملاوہ تربیتی ہونا	۱۷۔ اختیار بودن فی صلوات	۱۷۔ شکوہ اہل اللہ
۸۔ تائید علومات صوفیہ کی تائید	۸۔ تائید علم و عبادت و تہذیب	۱۸۔ کتاب آداب القرآن	۱۸۔ عدم اختیار ماضی و حال توہ
۹۔ کثرت شہرہ و بے فکر ہونا	۹۔ طریقہ تکمیل نماز	۱۹۔ ترک بعض طاغوت و اجرب و	۱۹۔ اعتدال و درجہ ہونا
۱۰۔ غلبہ کی حمایت و علم پرست ہونا	۱۰۔ حصار غلبہ کی طرف قبول ہونا	۲۰۔ اصل بعض اقباب صوفیہ	۲۰۔ کتاب آداب الکل میں بیعت ہونا
۱۱۔ علم ہی کی ضرورت	۱۱۔ علم باطن کا اصل ظاہر کرنے	۲۱۔ ثابت کرنا غلطی تو کا قلعہ	۲۱۔ توجیہ کلام مجازی
۱۲۔ علم باطن کی اصل	۱۲۔ مستلزم ہونا	۲۲۔ توابع و تبعات مجموعہ	۲۲۔ اختیار جانب سہل
۱۳۔ قرب قرآن و قرب نفس و قرب باطن	۱۳۔ قلعہ ہر باب شوشہ	۲۳۔ متفاضل باطنی و کربلی و خنی	۲۳۔ ذکر کرنا
۱۴۔ اثبات تعویض باطنی و بعض احوال	۱۴۔ توجیہ بعض احوال	۲۴۔ ترجیح جمع خاطر پر کثرت ثواب	۲۴۔ کتاب التکلیح
۱۵۔ وسیع بعض طاغوت کا ملین	۱۵۔ شہرہ و عبادت و تہذیب کا طریقہ	۲۵۔ در بعض احوال	۲۵۔ توجیہ کلام مجازی
۱۶۔ علمی و تحقیقی فی قوم و فضیلت	۱۶۔ عام تہذیب و صلوات الہی	۲۶۔ ترک بودن عبادت و شاد	۲۶۔ غیر مقصود بودن احوال
۱۷۔ اہل ارشاد	۱۷۔ ادا و مروت بر عمل	۲۷۔ ابطال علم متاخر شریعت و	۲۷۔ مجاہدہ و انتظار
۱۸۔ اخفیات معرفت عارفین	۱۸۔ وبال ترک محمولات	۲۸۔ اثبات علم دینی	۲۸۔ ہدیہ وادون بکبائص
۱۹۔ قرآن کے بعض معانی کا اہل	۱۹۔ کتاب الذکر و التذکرہ	۲۹۔ رعایت فساد و عبادت	۲۹۔ کتاب آداب و سبب المعاش
۲۰۔ ظاہر سے مخفی ہونا	۲۰۔ علم تہذیب و دیان مساوی	۳۰۔ کتاب الای و کار و الدعو	۳۰۔ توکل مع المثال فی لکھ
۲۱۔ حق تعالیٰ کا مذکور ہونا	۲۱۔ معاش مروتی	۳۱۔ ذکر کی فضیلت اور ذکر کی	۳۱۔ تہذیب
۲۲۔ ہونا اور علم نبوی کا حقیقی ہونا	۲۲۔ تاکد حقوق عبادت و عبادت	۳۲۔ دستانی میں جمع کرنے کی فضیلت	۳۲۔ کتاب الحلال و حرام
۲۳۔ ہونا	۲۳۔ مثل سابق	۳۳۔ تہذیب و ذکر فی نفس و عذر	۳۳۔ اصل چلہ
۲۴۔ روح حق کا مقصد ہونا	۲۴۔ علم تہذیب و دیان کا	۳۴۔ صوفیہ و تہذیب و ایشان	۳۴۔ معیار رتقوی

۱- مقروط کردن منظره	۶۹- عداوت نفس	۸۱- ترک جدال	۳۳- ترک توکل و انجام
۵۰- جهاد نفس	۸۱- اشد بودن نصیحت	۳۳- بیغور حکمت و آنگونه در	۵۰- عداوت نفس
۴۱- دوام انتظار فیض	۸۳- ذمت غصیب	۴۲- عمل بدون عمل باطن	۴۱- دوام انتظار فیض
۴۲- شوق و محبت	۸۳- ذمت غصیب	۴۲- کتاب التوکل و بیعت	۴۲- شوق و محبت
۵۸- معامله با شیخ و حق صلح	۸۳- قناعت و عافیت	۵۵- حقیقت توپ	۵۸- معامله با شیخ و حق صلح
نفسی از او	۸۴- ذمت بجهت فقر	۶۷- معانی از مغلوب	نفسی از او
۵۹- و معنای و حقوق	۸۴- نفع عظیم محبت شیخ	۹۴- عاری شدن تیرتیر کمال	۵۹- و معنای و حقوق
۶۰- اصل غلبه حسن خصال	۸۵- کتاب ذمت دنیا	۹۸- فرق در میان ترقی و توحی	۶۰- اصل غلبه حسن خصال
۶۱- اعزاز مغزین هر قوم	۸۵- وحشت از دنیا	۹۹- بودن دنیا آخرت	۶۱- اعزاز مغزین هر قوم
۶۱- احتیاط از موارض تهم	۸۶- تنفیر از دنیا	۱۰۰- غلبه سیر	۶۱- احتیاط از موارض تهم
حقیقت آن	۸۶- کتاب ذمت بخل	۱۰۰- بودن بار اشراف	حقیقت آن
۶۱- تطبیع خاطر و شرط او	۸۶- مثل سابق	ولایت	۶۱- تطبیع خاطر و شرط او
۶۲- عقیم بودن طاعت بجهاد	۸۶- عدم ذم دنیا	۱۰۱- ختم کردن بر کسی بدخول	۶۲- عقیم بودن طاعت بجهاد
۶۲- کتاب تهذیب نفس	معین آخرت	۱۰۲- حکمت دلالت کالمین	۶۲- کتاب تهذیب نفس
۶۲- عدم تنافی در میان	۸۶- بودن عزت و استغنا	۱۰۳- عدم اعتبار توپه برای صغر	۶۲- عدم تنافی در میان
۶۲- اموطیه و در میان کمال	۸۸- ذم بخل و وفاده	۱۰۴- سبب بیعت قائم فیض از دست	۶۲- اموطیه و در میان کمال
۶۲- احتیاط در مجامده	۸۸- کتاب ذمت جاه	کتاب صبر و شوکر	۶۲- احتیاط در مجامده
۶۲- اتقوا ذکر الله البلی فی دنیا	۸۹- ذم حرص دنیا	۱۰۴- عمل بودن باطن بر ظاهر	۶۲- اتقوا ذکر الله البلی فی دنیا
۶۲- افضل بودن جهاد	۹۰- مطلع نبودن ملکه بر	۱۰۴- محاصل معنی در حالت کمال	۶۲- افضل بودن جهاد
۶۲- نفس از جهاد کجاست	۹۰- بعض اعمال و عمل و کفری معنی	مسمی به یقین	۶۲- نفس از جهاد کجاست
۶۲- کتاب علاج شهوت و طین	۹۰- ذمت تاملش	۱۰۹- بودن جذبه ملت و صلح	۶۲- کتاب علاج شهوت و طین
۶۲- عدم تنافی در میان	۹۱- مغرور نبودن بر خود	۱۱۰- استند لوح بودن بقار	۶۲- عدم تنافی در میان
۶۲- زهد و توسع فی الماکول و المشرود	۹۲- متر تملقا و مضنفا و ز	احوال مع المعاصی	۶۲- زهد و توسع فی الماکول و المشرود
۶۲- عدم اختلاط و تامل و تامل	کتاب ذمت کبر	کتاب الخوف و الرجاء	۶۲- عدم اختلاط و تامل و تامل
۶۲- کتاب آفات اللسان	۹۲- سادگی و وضع	۱۱۲- غرور بودن رجا و برکت	۶۲- کتاب آفات اللسان
۶۲- ترک توال افعال عبث			۶۲- ترک توال افعال عبث

۱۱۲- اعتبار جابر عا جسنر	۱۲۳- فضیلت فقر-	۱۲۴- شرط بودن مناسبت	۱۲۵- اعتبار شیت فوق لعل
بدون عل-	۱۲۴- مشروط کردن بدو	در بیان شیخ وطالب	بدون قلب مدار صلاح
۱۱۳- اجمال حدیثین بالا	بشرائط مناسبت	۱۲۵- ترجیح اثبات رویت	بالادراک والتوسل
۱۱۴- انفع بودن رجا و خوف	۱۲۵- مشروط بودن قبول	پیغمبر و اهل بیت علیهم السلام	۱۲۶- الی حقیقت الاشراک
برائے حامل آفریت	بدو- بدو امرات	بر نفی آن	والتوسل-
۱۱۵- فضیلت مومن بر کفر	۱۲۶- عدم حکم قرائن مجتهد	۱۲۷- لعلان مذہب باجمہ	۱۵۵- اقتناع ادراک کتب
۱۱۶- فضیلت جزئیہ مومن	۱۲۷- بعض صفات کاملین	۱۲۸- تمییز موت مشوق	کتاب ذکر موت
بر بعض ملکہ	۱۲۸- ذم تکلف ادراف	۱۲۹- اهتمام حب زائد از	۱۵۶- فضیلت فوت
۱۱۸- استعمار التکامل حق	کتاب توحید و توکل	۱۳۰- اهتمام خوف	۱۵۷- مراقبہ موت
۱۱۹- بعض مصلح کو قید غلو	۱۲۹- مکان انکشاف قدر	۱۳۱- ممتز از سبب المشر	۱۵۸- تافع بودن اعمال
ذریعہ ذوق باطن	از کشف غوامض	۱۳۲- اتمام مصلح ہر وقت	ایجاب بر اموات را
۱۳۰- تکیہ کردن بر طاعت	۱۳۱- ذم قوم دعوی حق	۱۳۳- خوشبو الی بدن کلام	۱۵۹- تحقیق مسئلہ رویت
۱۳۱- استغاثہ بودن تیرہ کمال	کتاب المحبتہ و الشوق	۱۳۴- داخل شدن دل خوشبو	۱۶۰- تعویبت رجا را
۱۳۲- اجتماع حان مہ کمال	۱۳۳- متمتانی در بیان غلو	۱۶۱- الی بدن برائے دین	در حقوق العباد
کتاب الفقہ و الزہد	مہاسہ و کمال زہد		

تمت بالخیر

التشرف بمعرفة احادیث

مختصر مجتہدی

تکلیل لتصرف فی تشہیل سسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوة یتحقق ایچہ ایسی حدیثوں کی جو مختصر
صوفیہ کی زبانوں پر انکی تقریرات میں مشہور ہیں اور
ان کی کتابوں میں شائع ہیں جن کے اکثر حصہ کو خشک
متشدد و موضوع کہہ دیتا ہو۔ یا تو نہ معلوم نہ ہونے کے
سبب یا اسکے معنوں کو مخالف شرع خیال کر نیکی سبب
اور اس امر سے بحث کرنے کا ذمہ دار تو علم و ادب ہے
باقی میرا مقصود اس جزو میں صرف روایت کی حیثیت
سے تحقیق کرنا ہے۔ اور اصل ماخذ اس جزو کا تخریج
احادیث الاحیاء و الامام العراقی ہے۔ اور اسکے بعد اور
بھی بعض کتابیں ہیں باقی احادیث کے لئے سار جیں
جگہ ماخذ کی تصریح نہ کروں وہاں ماخذ ہی کی کتاب پر یعنی
تخریج اور باقی احادیث میں ماخذ کو چھپا کر دیا گیا ہو نہ کہ
گزشتہ کا۔ بعض اوقات ان روایات میں بعض ضعیف
ہی ہوں گے مگر وہ ضعیف اس لئے مضر نہ ہو گا کہ ان روایات جو سلسلہ
اصل مقصود ہوں وہ احادیث صحیحہ جگہ کیات قرآنیکہ مؤید و حسیہ کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و بعد فہذا تحقیق عدلۃ احادیث مما
اشہرت علی السنۃ الصوفیۃ فی خطبہم
وانتشرت فی کتبہم۔ و القی رہما یحکم
المتشکف علی اکثرہا بالوضع۔ و لعدم
معرفة السند او توہم کون مدلولہ
مبانی للشرع۔ و ہذا الذی یترکیف لبث
عنه الدرایۃ۔ و انما قصدی فی ہذہ
الدراسة هو التحقيق من حیث الدراية +
واصل ما خذہا تخریج احادیث الاحیاء
للہما للعراقی + و بعض الاسفار الاخر
للہادی + و حیث لہ اصححہا بالماخذ فہو
الاول + و فی الباقی اذکر المعلوم + و رعنا
تجمل الضعف فی بعض ہذہ الروایات +
لکن لا یغنی لتشہیل اصل المقصود فہا
بالصو احمل بالروایات + کما لا یغنی علی

من مائیس الفن + اذا كان ممن قد احسن
 الله تعالى اليه بالجمع ومن + ويزيد
 وضوحا يزيل من الشكوك + النظر في
 رسالتی حقیقہ الطریقہ من السنۃ الاثینۃ
 ومائیس السلوک من كلام ملك الملوك
 لا شراك الثلاثۃ فی المقصود الاصل +
 وان كان بعض الخصوصیات اوقم بینہما
 الفصل + وهو ان المنظور الیہ فی الرسالۃ
 اثبات الفرع بالاصول + وفي هذه الرسالۃ
 اثبات نفس الاصول بالمقول + هذا
 هو الذي ذكرته استقلا لا وقصد +
 ومع هذا لم یبعد ان اوردف مطاوی
 المقصد غلا لحادیث الاحیاء القسمین
 الاخرین تبعاً وطرح + احرهما ما اثبت
 به بعض المسائل المشهورۃ + وان لم یکن
 ثلاث المراتب ايات فی صحیف الفن مسطورۃ
 وعلى السنۃ اهلہ مذکورۃ + وثانیہا
 ما اصلہ لم یوجد + ذکرکہ عسی ان
 یفترض بہ احد + وسمیتہا بالثلاثۃ
 بمعرفۃ احادیث التصوف + وینالقیل
 مما انک انت السميع العليم + وقد علینا

فن کی خزاوت کرئیے پر مخفی نہیں جبکہ وہ اس شخص جو
 جبرحق تعالیٰ نے فہم صحیح کا احسان اور امتنان فرمایا ہو۔
 اور اس کے کارآمد اصل مقصود ان روایات ضعیفہ کا قرآن و
 حدیث ثابت ہے + وضوح یرسان + ورسالوں میں نظر کرنے
 سے اور زائد ہو جائے گی ایک حقیقہ الطریقہ دوسرے مسائل السلوک
 کیونکہ اصل مقصود میں تینوں رسالے مشترک ہیں اگرچہ بعض
 خصوصیات تینوں میں فرق بھی ہے + یہ کہ رسالہ حقیقہ الطریقہ
 ورسائل السلوک میں اصل ملحوظ مسائل کا اثبات + احادیث
 اور احادیث کی تخریج تبعاً ہے اور اس رسالہ میں اصل ملحوظ
 احادیث کا اثبات + اسانید سے (احادیث علی مسائل عجبا ہے) اور
 احادیث کا وہ ذخیرہ جسکے میں استقلا لا وقصد ذکر کیا ہے +
 تو یہی حصہ مذکور ہے کہ صوفیہ میں مشہور بھی ہے اور سنہا بھی ثابت
 ہے باقی کچھ بعد میں جو اس مقصود کے درمیان درمیان ہوا
 اس حدیث احیاء کے کہ انکے ساتھ اور کوئی قسم نہ آوے گی) اور وہ
 قسیر بھی تبعاً واستظاراً کہیں کہیں ذکر کردوں ایک دہ وایا
 جن بعض مسائل مشہورہ فنک ثابت ہوتے ہیں گروہ روایات فن
 کی کتابوں میں (مرجیہ الاستدلال علی المسائل) مذکور نہیں اور نہ
 ذکر و تفسیر سے + اہل فن کی زبان پر دائرہ اور دوسری قسم وہ روایات
 جو بعض میں ان کے میں تم کو ایسے ذکر کردا کہ تم کو کسی کو
 اس میں ملتا ہے (اور میں میں کرے اور میں اس مجموعہ کا نام
 گذرے + جمعیت احادیث التصوف زائد ہاں اس کے پر و گھار

انک انت التواب الرحیم

تشیہان الاول قال العراقی وجہ
عن و ت الحدیث من خرجہ من الامۃ
فلا یرید ذلک اللفظ بعینہ بل قد یکون
بلفظہ وقد یکون بمعناہ و بالاختلاف
علی قاعدۃ المستحجات ۱۵

الثانی قد یشیر العراقی فی التخریج الی
من یشب الیہم الحدیث من التخریجین
بطریق العربیۃ ۱۶
ہلفظ آخر والی مسلمہ مدنی تہذیب
ت والی النسائی ت والی ابن ماجہ
والی ابی داؤد والی ماوردی الخ ۱۷
المسلم متفق علیہ والی الدارقطنی
والی الطبرانی فی الاوسط طس فی الاوسط
طس والی البیہقی حق والی ابن حبان
حب والی العقیلی حق والی الحاکم ۱۸

کتاب العلم من رجب عباد الالہاء

الحديث طلب العلم فرض على كل مسلم
ابن ماجه من حديث النضر وضعف احمد
والبيهقي وغيره

بیشک آپ بڑی توجہ فرمایا ہے اور بڑی محنت دلا ہے
تنبیہ اول عراقی نے فرمایا ہے کہ میں نے ہر حدیث کو کسی نام
کی طرف منسوب کر دیا ہے جسے اس کی تخریج کی ہو تو میری مراد یہ ہے
وہ لفظ نہیں بلکہ کسی نسبت باعتبار لفظ کے ہوتی ہے
اور کبھی باعتبار معنی کے یا باعتبار اختلاف کے جیسا سترو
کا قاعدہ کا ہے۔

تنبیہ دوم۔ جن مخبرین کی طرف حدیث منسوب عراقی کہی
تخریج میں ان کو کوئی طرف حقوق کی اشارہ کرتے ہیں پس
بخاری کی طرف سے اشارہ کرتے ہیں اور کم کی طرف سے
اور ترمذی کی طرف سے اور ابی کی طرف سے اور ابن
ماجر کی طرف سے اور ابو داؤد کی طرف سے اور حاکم بخاری
سے اور ابی یوسف سے اور ابی حنبلہ سے اور ابی داؤد سے
اور دارقطنی کی طرف سے اور ابی حنبلہ کی اور ابی حنبلہ کی
طس اور اصغر کی طرف طس اور ابی حنبلہ کی طرف حق اور
ابن حبان کی طرف حب اور عقیلی کی طرف حق سے اور
حاکم کی طرف حب۔

کتاب العلم رجب عبادات احیاء

حديث ما طلبه كل مسلم من رجب
اسكو بن ماجه حديث النضر
في فضله

الحکم لیس اطلبوا العلم ولو بالصدین ابن
عدی والبیہقی فی المدخل والشعبین
حلیث النس قال لیبہقی متہ مشہور
واسانید ضعیفۃ۔

الحکم لیس الذل علی الخیر کفاحلہ الترمذی
من حلیث النس وقال خراب ورواہ مسلم
وابوداؤد والترمذی وصحیہ عن ابی
مسعود البدری بلفظ من دل علی خیر
فلہ مثل جوفاحلہ لہ۔ الاحادیث الثلثۃ
تدل علی فضل المتعلم والتعلیم وفیہ
اصلاح لجمہلۃ الصوفیۃ من ذمہم
العلم وعدہ حجاباً۔

الحکم لیس دیمایریک الی مالکیرییک
الترمذی وصحیہ والنسائی وابن حبان
من حلیث الحسن بن علی۔

الحکم لیس استفت قلبک والافق
احمر من حلیث وابصۃ اھل الحدیث
علی اعتبار الذوق والوجدان من
لہ کمال الایمان ۛ فیما تراحم فیہ
الدلیلان ۛ وهو کا الطبغیا لاهل
العرفان ۛ

قول العلم ورواہ

قول العلم ورواہ

حدیث علم کو طلب کرو اگرچہ چھین میں ابن عربی اور بیہقی نے غل
اور شب میں لسن کی حدیث سے روایت کیا ہے بیہقی نے کہا کہ یہ
متن تو مشہور ہے مگر سناویں اسکی تفسیر میں غل اور شب
شب کا جواب خطبہ میں ہے چو کہ اس عبارت میں بعض افہامات
ان روایات میں بعض میں ضعف بھی پاؤ گے۔

حدیث لیس بات جملہ نوال ایسا ہی ہے جیسا اسکا کر نوال
روایت کیا اسکو ترمذی حدیث النس اسکا کہ یہ غریب ہے اور
اسکو سلم والوداؤد و ترمذی تصحیح ابوسعود پر کسی اس لفظ
سے روایت کیا ہے من دل علی خیر فلہ مثل جوفاحلہ لہ
کفاحلہ تفسیر بھی ہو گئی کہ تشبیہ میں ہے یہ تینوں حدیثیں
علم کی کہنے اور سکھانے کی فضیلت پر وال میں درسن جملہ
صوفیہ کی اصلاح جو جو علم کی عزت کیا کرتے ہیں اور اسکو
مقصود کا حجاب سمجھتے ہیں۔

حدیث جو چیز تجربہ میں کھٹک پیدا کرے اسکو چوڑ کر وہ چیز
اختیار کر کھٹک نہ پیدا کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے
مع تصحیح کے اور ابن حبان نے حدیث حسن بن علی سے۔

حدیث لیس دل سے فتویٰ لے اگرچہ فتویٰ لینے والے فقہ کو
فتویٰ بھی دیں روایت کیا اسکو احمد نے حدیث والبدیع
دوسروں حدیثیں اس پر وال میں کہ فوق و دران بھی حدیثیں
ایسے شخص کا جسکو ایمان کامل حاصل ہوا اور وہ ایسے امور
میں (مستعرج جن میں دیکھیں متعاض ہوں اور یہ عمل
بالبرہان) عارفین میں شامل روایت یہ ہے۔

الحديث ان من العلم
كحديثه المكنون الحديث
ابو عبد الرحمن السلمي في
الاربعين له في النصوص
من حديث ابى هريرة باسناد
ضعيف اه وتما في الاحياء
لا يعلمه الا اهل المعرفة
بالله تعالى فاذا انظروا به
لم يجهلوا الا اهل الاختار
بالله تعالى فلا تحقر اعلمنا
انا الله تعالى علما منه
فان الله عز وجل لم يحقر
اذا تاه اياه -

الحديث ما فضل ابو بكر
الناس بكثرة صلاة ولا
بكثرة صيام الحديث الثوري
الحكيم في النوادر من قول
ابى بكر بن عبد الله المزني ولم
اجده مرفوعا وتما في الاحياء
وما فضل ابو بكره الناس بكثرة
صيام ولا صلاة ولا بكثرة

حديث بعض علماء مثنى اشيا لکی نقل میں ہوئے ہیں
روایت کیا اسکو ابو عبد الرحمن سلمی نے اپنی تصدق کی
چل حدیث میں حدیث ابی ہریرہ سے اسکو ضعیف
کے ساتھ اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ
اس علم کو جو مافوقین باللہ کے کوئی اور نہیں جانتا
پھر خیر وہ اس علم کے ساتھ گویا ہوتے ہیں تو اس
سے وہی لوگ بہالت میں رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ
کے معاملہ میں دیکھ کر کھاتے ہوئے ہیں (مرا و انکار
و کذب) کہ چونکہ اجماع القصدین کر لینا ہی ایک قسم کا
علم ہے اور دھوکہ یہ کہ وہ اپنے علم و عمل کو عند اللہ صحیح
و مقبول سمجھتے ہیں اس لیے اسے عالم کو حیرت میں آجھو
جسکو عند اللہ نے اس علم کا کچھ حصہ دیا ہو کہ نہ کھلا
تعالیٰ نے اس کو حقیر نہیں سمجھا جبکہ وہ علم اسکو دیا۔

حدیث حضرت ابو بکرؓ جو اور لوگوں سے افضل
ہو گئے تو نماز و روزہ کی کثرت سے نہیں ہوئے (مرا و نقل
مرا و نقل نماز و روزہ ہے کیونکہ کثرت ہی میں ہو
سکتی ہے) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابو بکرؓ
عبداللہ مزنی کا قول کہا ہے اور میں نے اسکو مرفوع
نہیں پایا اور پورا مضمون احیاء میں ہی اس طرح کہ
حضرت ابو بکرؓ جو لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے
ہیں تو نہ کثرت صیام سے نہ کثرت صلوٰۃ سے نہ کثرت

سداویۃ ولا فتویٰ ولا کلام
ولکن بشیء وقرنی صدراہ
اہ فی الحدیث و فی الاثر
اثبات للعلوم والاحوال
الباطنیۃ۔

الحل یث اختلاف امق رحمہ کرہ
البہقی فی رسالتہ الاشعریۃ تعلیقاً
واسندہ فی ما دخل من حدیث ابن
عباس بلقاء اختلاف اصحابی لکم رحمۃ
واسندہ ضعیف اہ فیہ ما علیہ
الصوفیۃ من التوسع والفرق بالناس
فی الاختلافات۔

الحل یث ان من العلم جہل الحدیث
ابوداؤد من حدیث بریلۃ و فی
اسندہ من یحیی اہ فیہ ما علیہ
الصوفیۃ من تہمۃ علم لا یوصل
الی اللہ تعالیٰ جہلاً۔

الحل یث اذا مر تمہیر یا ض
الجنة فار تعول الحدیث
الترمذی من حدیث انس و
حنہ وقامہ فی ارحیاء

روایت سے نہ زیادہ فتوے دینے سے نہ زیادہ علمی
تقریر سے بلکہ خاص ایک چیز کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں
جو ان کے سینہ میں بیٹھ گئی ہے اہ اس حدیث اور
اور اخیر میں اثبات ہی علوم باطنہ و احوال باطنہ کا (اول)
میں ان علوم کا ذکر ہے ثانی میں لن احوال کا)۔

حدیث میری است کا اختلاف رحمت ہی ذکر کیا کہ
یہ بتی نے اپنے رسالہ اشعرہ میں معلقاً اور بغل میں
حدیث ابن عباس سے ان الفاظ سے منکر اختلاف
اصحابی لکم رحمۃ یعنی میرے اصحاب کا اختلاف تھا
لے رحمت ہی اسے سند اسکی ضعیف ہی اہ اس حدیث
میں اصل ہی اس عادت کی جیسے صوفیہ عامل ہیں کہ
اختلافی امور میں لوگوں کے ساتھ توسع اور نرمی بخشنے
حدیث بعض علم جہل ہی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے
حدیث بریلۃ سے اور اس کی اسناد میں ایک مجہول ہی
انہیں صوفیہ کی اس عادت کی اصل ہی کہ وہ ایسے علم کو
جہل کہتے ہیں جو وصل لے اللہ نہ ہو کہما قال الشیرازی
علیکم رہ بحت تمایہ جہالت ست)۔

حدیث جب تم جنت کے باغوں پر گزرا کرو تو (انہیں)
چرا کر دو یعنی ان سے غنائے روحانی حاصل کیا کرو
روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انس سے اور پر ہی
روایت احیاء میں اس طرح ہی عرض کیا گیا کہ جنت کے

علم احوال باطنہ
العلوم والاحوال الباطنیۃ

مقلد میری طرف سے نہ بننا
الفرق بالناس

علم جہل الحدیث
ابوداؤد من حدیث بریلۃ

قیل وما ریاض الجنۃ
قال مجالس الذکر اھ فیہ فضل ظاہر
لجالس الصوفیۃ الصافیۃ فانھا
محض ذکر علما و اعملا
الحديث ان من اشعر حکم البغاری
من حدیث ابی بن کعب اھ فیہ
تقریر ما اعتادہ اکثر الصوفیۃ من
تلاویز العلوم و الحقائق فی الشعر
الحديث ما حدث احدکم قوما
یجلیثون لا یفقهونہ الا کان ذمتہ
علیہم العقیل فی الضعفاء و ابر السنی
و ابو نعیم فی الروایۃ من حدیث ابی حاس
باسناد ضعیف و مسلم فی مقدمۃ
یحییٰ موقوف علی ابن مسعود
الحديث کلہو کلمۃ
بہ ہر نفس و دہر
ینکرون حدیث البغاری
موقوف علی دہر
ابو منصور الدلمی فی
مسند الفرس من طریق
ابن نعیم و تمامہ فی الاحیاء

یابغ کیا ہیں اشد و ہوا کہ ذکر کی مجلس میں نہیں کھلی فضیلت
صوفیہ صافیہ کی مجالس کی پیگیری نہ وہ مجالس خالص
ذکر ہی ہیں خواہ علما و اعملا (یعنی یہاں افادہ علوم کا
ہوتا ہی یا تسبیح و تہلیل کا شغل ہوتا ہی)۔
حدیث بعض اشعار و کلمات میں روایت کیا اسکو بجا
لے حدیث ابی بن کعب کہ اس میں تاہم یہ اس بات
کی جس کو اکثر صوفیہ نے اختیار کیا ہے کہ علوم و حقائق
کو اشعار میں مضبوط کیا ہے۔

حدیث جب کسی کسی شخص نے کسی مجمع سے ایسی بات
کہی جسکو وہ سمجھے نہ ہوں تو وہ بات ضرور اُن کے لئے
فائدہ ہو گئی روایت کیا اسکو معتزل نے تصغیر میں اور
ابن ابی اس نے اور ابو نعیم نے یہاں حدیث ابن عباس
سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور مسلم نے اپنی صحیح کے
مقدمہ میں ابن مسعود سے موقوف روایت کی ہے۔
حدیث تھوڑا سا ہے جو کہ مذکورہ بالا ہے۔

اور یہ چیز جو کہ اہل حق و وہ نہ سمجھتے تھے
کیا اس کو بخاری نے حضرت علیؓ سے موقوف کیا ہے
ابو منصور دلمی نے مسند الفرس میں ابو نعیم کے طریق
سے اس کو مرفوع کیا ہے اور پوری روایت اعیان
میں اس طرح ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی اور اس کے
رسول کی تادیب کی جائے یعنی جب بات کو ہو

ہر مثنوی کی فضیلت

تقریر صورت کی صورت کو اکثر اشعار میں مذکور ہے

تصویر کا ذکر الصوفیہ میں ہے

ابو داؤد فی الخیر

استویرون

ان یكذب الله

ورسولہ -

الحديث عن معاشر الانبياء امرنا
ان نازل الناس من اهلهم الحديث
روينا في جزء من حديث ابى بكر
الشيخ من حديث عمه اخصونه
وعند ابى داود من حديث عائشة
انزلوا الناس من اهلهم وقامه في
الاحياء وتكلمهم على قدر عقولهم
اهمية ما عليه المجتوبون من
الصوفية من تعليم كل بما
هو اهل له وكم ان بعض العلوم
من العامة -

الحديث العلم علمان علم على اللسان
الحديث القومى الحكيم في النواذر
وابن عبد البر من حديث الحسن عن
جابر بن اسناد جيد واعل ابن الجوزى
وقامه في الاحياء بعد قوله على
اللسان فذلك حجة الله
على خلقه

رواه ابن الجوزى في النواذر
وابن عبد البر في الاحياء

قرآن و حدیث کے موافق اور سمجھ میں آئے نہیں اور
اس لئے کسی نے اس کو سچ نہ سمجھا تو تم سب نے خدا
رسول کی تکذیب کی -

حدیث ہم انبیاء کی جماعت کو حکم ہوا کہ لوگوں
کو ان کے مرتبوں پر رکھیں ہم سے ابو بکر شیخ کی
حدیث کے ایک جرد میں اس کی روایت حدیث
عمرؓ سے اس سے مختصر روایت کی گئی ہے ابو داؤد
کی روایت میں حدیث عائشہؓ سے یہ ہے کہ لوگوں
کو ان کے مرتبوں پر رکھو اور پوری روایت احیاء میں
ہے کہ ہم کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ ان سے ان کے
مقتل کے موافق کلام کیا کریں لہ - اس میں ہدایت
ہے اس عمل پر جس پر صوفیہ محققین عامل ہیں کہ ہر
شخص کو وہی تعلیم کرتے ہیں جس کا وہ اہل ہو اور
بعض علوم کو عام سے مخفی رکھتے ہیں -

حدیث علم دو قسم ہے ایک علم دھن انبان پر انہ اسکو
حکیم تہذیب نے نواد میں ادیان عبدالبر حسن کی
روایت سے جابر سے سند جدید کے ساتھ نقل کیا ہے
ادیان الجوزی نے اسکو معلول کہا ہے اور پوری روایت
احیاء میں اس طرح ہے کہ علی اللسان کے بعد یہ بھی
ہے کہ یہ علم (ذہانی) تو اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اسکی
مخلوق پر یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام پایا گیا

وعلم فی القلب فذلک علم
النافع فیہ تقسیم العلم الی ما
على اللسان المحض وذل المقابل
على کونه غیر نافع والی ما فی
القلب وسماه نافعاً وھذا
ھو التفسیر للعلم الظاہر
الذی یدمہ القوم ای ما ھو
الظاہر المحض لا یصل اثرہ
الی القلب والحديث نص
فی ذلک -

الحديث اذا رايت الرجل
قد اوتي حديثاً وھذا الحديث
ابن ماجہ من حديث غلاد
بأسن وضعیف وقد أمہ فی
الاحیاء فاقتربوا منه فأنہ
یلقن الحکمة اھ تنبیہ و
حیث اقول فیما بعد تمامہ
فما دی من الاحیاء ولا الکریم
الحديث من عمل بھما
علم ورثہ اللہ علم قائم
یعلمہ ابو نعیم فی الحلیہ

کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا اور ایک علم
ہے غالب میں (یعنی اس کا اثر قلب پر ہو) سو یہ علم
نافع ہر طرف اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں
کی طرف ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو اور مقابلہ کا
علم نافع کے ساتھ اس کے غیر نافع ہونے پر دلالت کرتا ہے
اور دوسرا وہ علم جو قلب میں ہو۔ اور اس کو نافع فرما
ہے۔ اور یہی (قسم اول) تفسیر ہے علم ظاہر کی جسکی
صوفیہ صفت کیا کرتے ہیں۔ جو ظاہر محض ہو جس کا
اثر قلب پر نہ پہنچا ہو کہ قلب میں محبت و خشیت بخیر
پیدا کرے۔ اور حدیث اس مطلب میں صریح ہے۔

حدیث جب تم دیکھو کسی شخص کو کہ اسکو غامضی
اور زہم عطا کیا گیا ہے اگر اس کو ابن ماجہ نے ابن
خلاد کی حدیث سے اسناد ضعیف کے ساتھ روایت
کیا ہے۔ اور پورا مضمون احباب میں اس طرح ہے کہ آپ
تھمہ سے قریب ہوا کرو۔ کیونکہ اس کو حکمت (یعنی
علم حقائق) کی تلقین کی جاتی ہے فقط (مجاہد اللہ)
تنبیہ آگے چل تمارے کا لفظ کہو گھا وہ اسیلے
ہوگا۔ اب احیاء کا نام بار بار نہ لو گھا۔

حدیث جو شخص اپنے اس علم پر عمل کرتا ہو جو اس نے
حاصل کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا علم عطا فرمائے کہ
جو اس نے حاصل نہیں کیا۔ اس کو ابو نعیم نے طبع میں

من حدیث انس وضعفہ
الحديثان اصل لما
يسمونه العلم الباطن
الذي يترتب على
العمل ولا دخل فيه
للدرايس -

الحديث لا يزال العبد
يتقرب الى بالنوافل حتى
احبه فاذا احبته كنت
له سمعاً وبصراً متفق عليه
من حديث ابى هريرة بلفظ
كنت سمعه وبصره وهو
في الحلية كما ذكره المؤلف
من حديث انس بسند
ضعيف اه واذكر
المؤلف كنت سمعه الذي
يسمعه به الحديث قلت
في المشكوة عن البخاري فقلت
سمعه الذي يسمعه به وبصره
الذي يبصر به وسيله التي
يمطش بها ورجاه الترمذي

انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف ہی
کہا ہے۔ یہ دونوں حدیث اصل میں اس کی جبکہ
علم باطن کہتے ہیں جو عمل پر مرتب ہوتا ہے اور
جس میں درس تدریس کو کچھ دخل نہیں رہتا چنانچہ
درث کے لفظ میں اس کے غیر مکتب ہونے کی
طرف اشارہ ہے۔

حدیث (حق نقلاً کا ارشاد ہے کہ) بندہ برابر
نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا
ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں
جو حجب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا
سمع و بصر ہو جاتا ہوں۔ روایت کیا اس کو بخاری
و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ان
الفاظ سے کہ كنت سمعه وبصره اور وہ علیہ السلام
کے الفاظ (كنت لسمعاً وبصراً) کے موافق حضرت
انس کی روایت سے بند ضعیف وارد ہے اور وہ
نے جو ذکر کیا ہے یہ الفاظ ہیں كنت سمعه الذي يسمعه به
الحديث میں کہتا ہوں کہ مشکوة میں بخاری سے
یہ ہے کہ میں اس کا سمع بن جاتا ہوں جس سے
وہ مستجاب اور اس کا بصر ہو جاتا ہوں جس سے
وہ دیکھتا ہے اور اس کا دست و پا ہو جاتا ہوں
جو سے وہ پکڑتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے۔

وما تقرب الی عبدی بشئ
 احب الی من ادخلہ ما اقدر
 علیہ والحديث اصل
 لا اصطلاحی الصوفیۃ
 قرب الغرائض وقرب النوافل
 وقد ذكرت حقیقۃ ہما و
 کون العوائیز موافقا للحديث
 فی کلید مشنور ومسائل المشنور
 الحکایت لما تلاقى رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فمن یرد اللہ ان یدلہ
 یشرح صدرہ لا لا سلام
 الحکایت الحاکم والبدیع
 فی الزہد من حدیث ابن
 مسعود وقامہ فقیل لہ
 ما هذا الشر فقال ان النور
 اذا قدت فی القلب انشر
 لہ الصلہ ما وانفسہ قیل فقل
 لذلک من عند اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نعم البقا ان عذرہ عن البقا ان عذرہ
 ان لا یخونہ رستہ بیدہ قیل نعم

اور شرف کا جزو حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے
 ہیں کہ میرے بندہ نے کسی عمل کے ذریعہ سے میرا
 قرب حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک ادائے
 فرض سے زیادہ محبوب ہو۔ **ق** اور یہ حدیث
 اصل ہے صوفیہ کے ان دو اصطلاحوں کی قرب
 غرائض وقرب نوافل۔ اور میں نے ان دونوں کی
 حقیقت اور ان دونوں عنوانوں کا حدیث کے
 موافق ہونا کلیہ مشنوری مسائل مشنوری میں ذکر کیا ہے
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
 اس بیت کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہر بات
 اللہ تعالیٰ کو منظور ہوئی ہے تو اس کا سینہ اسلام
 کے لئے کھول دیتے ہیں لہذا اس حدیث کو حاکم
 اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعود کی روایت سے
 نقل کیا۔ اور پھر یہ حدیث یہ ہے کہ آپ کے عرض
 کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے آپ نے ارشاد
 فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہے تو اس کے
 سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے عرض
 کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپ نے فرمایا
 ہاں اور غرور دنیا سے ہٹ جانا۔ اور دار غلور
 (آخرت) کی طرف متوجہ ہو جانا۔ اور موت آنے سے
 پہلے اس کے لئے تیار ہو جانا **ف** اس حدیث میں

قرب الغرائض وقرب النوافل

ابن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نوراطنی کا اثبات ہے اور نیز بعض احوال مومہوہ
کا اثبات ہے اور نیز اس میں کاملین کی بعض علامات
مذکورہ ہیں۔

حدیث پیر اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا بنی اپنی
امت میں روایت کیا اس کو ابن حبان نے کتاب
الضعفاء میں ابن عمرؓ کی روایت سے بضعیف
میں کہتا ہوں کہ پیر سے مراد پیر اڑ سال (بڑھا)
ہے مذکور (پیر یعنی) مرشد کیونکہ یہ اطلاق جدید ہے
(زمانہ نبویؐ میں نہ تھا اس لئے یہ معنی مراد نہیں
ہو سکتے) امداسی لئے امام غزالیؒ اس کو شرف
عقل کے بیان میں لائے ہیں اور اس کی وجہ میں
یہ کہ ہے کہ فضیلت دُاس کی کثرت مال کے
سبب دُاس کے عظیم الجثہ ہونے کے سبب نہ
ریادت قوت کے سبب بلکہ زیادتی تجربہ کے سبب
ہے جو کہ اس کی عقل کا ثمر ہے اہ (یہ تقریر صاف
دلائل کرتی ہے عقل کے مذکور پر) البتہ یہ صنون
(فضیلت مرشد کا) ایک دوسری حدیث سے ثابت
ہوئے کہ یہ کہ علماء و ارباب ہیں انبیاء کے روایت
کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور
ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابو داؤد کی روایت
سے جبکہ تخریج عراقی میں مذکور ہے اور نیز میں

اثبات لب نور لب اطنی و
اثبات بعض الاحوال الوہیۃ
وفیہ بعض علامات الکاملین
الحل یث الشیخ فی قومہ
کالتبیین فی امتہ ابن حبان فی
الضعفاء من حدیث ابن عمرؓ
وابو منصور الدیلمی من حدیث
ابی سراقہ بسند ضعیف قلت
المراد بالشیخ الکبیر السنۃ
المرشد لکون هذا الاطلاق
مستقداً من شہ اور دہ
الغزالی فی بیان شرف العقل
وقال فی حلتہ لیس ذلک
لکثرة ماله ولا لکبر شخصہ و
لا لزیادۃ قوتہ بل لزیادۃ تجربۃ
التي هی ثمرۃ عقلہ اہ نعم یشیث
هذا المعنی من حدیث العلماء
ورفعۃ الانبیاء مراد ابو داؤد و
الترمذی وابن ماجہ ابن حبان فی
صحیحہ من حدیث ابی داؤد و
مذکور فی التخریج قلت

یعنی معنی الشیخ فی قومہ واثبات بعض الاحوال الوہیۃ

فصل فی معرفة الحدیث الثانی علی
فضل اهل الارشاد ظاہرین
استنباطہ من الحدیث الاول
ایضا لا یصلح جعل مدار الفضل
مطابق العقل والتجربة فالذی
یتعلق بالدين بالاولی وكونه فی
اهل الارشاد مشاهد فهم
احق بهذا الفضل۔

الحديث اذا تقرب الناس
بانواع البر فقترب انت بعقلك
ابو نعیم فی الحلیة من حدیث
علی اذ اکتسب الناس من انعام
الله لیتقربوا بها الی ربنا عز وجل
فالاكتسب انت من انواع العقل
تسبهم بالزلة والقربی اسنادہ
ضعیف قلت اورجہ المولوی الرضوی
فی مشنویہ وشرح الحسن شرع کما هو
دایمہم الله تعالی وفیه اثبات
لفضل المعارف الدینیة واهلها
وظاهران اعظم مصداقه
عقل العرفاء

میں کہتا ہوں کہ حدیث ثانی کی دلالت مرشدین کی فضیلت
پر ظاہر ہے اور بعد ازاں اس کا استنباط حدیث
اول سے ہی اس طرح ممکن ہے کہ جب ارٹھے شخص
کی فضیلت کا مدار مطلق عقل و تجربہ کو محیط رہا گیا
تو جس عقل و تجربہ کا تعلق دین سے ہوگا وہ تو بدیع
اولے مدار فضیلت ہوگا اور اسے عقل و تجربہ کا مرشدین
میں ہونا شامہ سے معلوم ہے تو وہ اس فضیلت
کے زیادہ مستحق ہونگے۔

حدیث رجب اور لوگ نیکی کے مختلف انواع
سے تقرب حاصل کریں تو تم اپنی عقل سے تقرب
حاصل کرو اس کو ابو نعیم نے معلیہ میں حضرت علیؓ
کی روایت سے ذکر کیا اس طرح کہ جب اور لوگ
نیکی کے انواع کا کتاب کریں تم عقل کے انواع
کا کتاب کرو۔ تم ان سب سے نزدیک اور قرب
میں بڑھ جاؤ گے اور اس کی اسناد ضعیف ہے
میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مولانا رومیؒ اپنی
مشنوی میں لائے ہیں اور اس کی نہایت خوبی
سے شرح فرمائی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے اور
اس میں اثبات ہے علوم دینیہ اور اس کے مدار
کی فضیلت کا اور ظاہر ہے کہ اس (عقل مذکور فی
الحدیث) کا سب سے بڑا صدق عارفین

اہل الطريق الذی یصلونہ ویصلون
 بہ الی المحبوب الحقیقی ومن ثم
 قالوا رکعتا العارف افضل من لفت
 رکعة غیر العارف۔

الحديث ان للقرآن
 ظاهراً وباطناً الحديث
 ابن حبان فی صحیحہ
 من حدیث ابن مسعود
 بخبره وتسمیامہ وحلاً
 ومطلعاً دل على
 کون بعض القرآن عظیم من اهل الظاهر
 فی القرآن بحيث لا
 یصل الیه افهام
 العوام والنحواس
 کالعموم ویر فیلس
 لاهل الظاهر المنکیر
 على اهل الباطن
 فی مثل تلك
 العلوم اذا لم
 ینفعها الدلیل
 القاطع

اہل طریقت کی عقل ہے جس سے محبوب حقیقی تک خود
 پہنچتے اور دوسروں کو پہنچاتے ہیں اور اسی
 جگہ سے کہا گیا ہے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف
 کی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

حدیث۔ قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے ایک
 باطن ہے اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن
 مسعود کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اور تفسیر کا
 یہ ہے کہ نیز قرآن کے ظاہر و باطن کی ایک حد
 (بھی) ہے (کہ وہاں اہل ظاہر یا اہل باطن کا
 ادراک ختم ہو جاتا ہے)۔ اور ایک طریق الملاح
 (بھی) ہے (کہ اُس طریق کے ذریعہ سے وہاں تک
 ادراک کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ ظاہر قرآن کے
 ادراک کا طریق لغات و عربیت و اسباب نزول وغیرہ
 کی جہارت ہے اور باطن قرآن کے ادراک کا طریق
 علوم مذکورہ کے ساتھ ذوق اجتہاد و نور معرفت و
 امثالہا ہے علی اختلاف مراتب البطون) **ف**
 یہ حدیث اس پر دال ہے کہ بعض اسرار قرآن مجید میں
 ایسے ہیں جن تک عوام اور غرض کا لغوام کے
 افہام کی رسائی نہیں ہوتی تو اس حالت میں اہل
 ظاہر کو یہ حق نہیں کہ اہل باطن پر ایسے علوم میں
 تکبر (واعتراض) کریں بشرطیکہ کوئی دلیل قطعی

من اللغة

او الشرع

الحل یش الا حصی ثناء عليك
انت كما اثبتت على نفسك مسلم
من حدیث عائشة انھا سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول ذلك في سجدة اء دل الحد
على امرين احدهما كون الحق سبحانه
وتعالى غير مدرك بالكنه لیسید
العالمین والعالمین فكيف لغیره من
العالمین والعالمین فان الاحصاء
بالشيء هو ادراكه بالكنه فانقضاء
الاحصاء انتفاء الادراك بالكنه و
الثاني كون علم صلى الله عليه وسلم
غير محيط بالواقعیات فان كما لا تده
تعالى من الواقعیات وقد جعل صلى الله
عليه وسلم له غیر محیط به هذا

الحل یش ان الله

سبعین حجایا من نور

لو كشفها لاحرق

سجحات وجهه

نوی یا شرعی ان علوم کی نفی نہ کرتی ہو اور نہ
انکار واجب ہے۔

حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ میں آپ کی شان کا احاطہ نہیں کر سکتا
آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے اپنی خود شان
فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت
سے کہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے متناہ حدیث
دو آفر پر وال ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ادراک
بالکنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نہیں
ہو اور دوسرے کو تو کیا ہوتا کیونکہ کسی شے کا
احاطہ ہے کہ اس کا ادراک بالکنہ ہو تو احاطہ
کا انتفاء ادراک بالکنہ کا انتفاء ہے۔ اور دوسرا
امر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام واقعیات
کو محیط نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے کمالات واقعیات
میں سے ہیں اور آپ اپنے علم کو ان کے لئے انکو
غیر محیط فرمایا ہے۔

حدیث حق تعالیٰ کے (سامنے) شتر حجاب ہیں

نور کے گروہ ان کو کھول دیں تو ان کی ذات کے

انوار تمام ان چیزوں کو جلا دالیں جن کو ان کی

بصر ادراک کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ ان کے

حدیثی روایات میں ان کے علم کو احاطہ کرنے کا ذکر نہیں ہے

حدیثی روایات میں ان کے علم کو احاطہ کرنے کا ذکر نہیں ہے

ما دراکہ بصرة ابو الشیخ ابن حبان
فی کتاب العظمة من حدیث
ابن ہریرۃ بین اللہ و بین
الملائکۃ الذین حول العرش
سبعون حجابا من نور و اسنادہ
ضعیف و فیہ ایضاً من حدیث
انس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لجریل
هل ترى ربک قال ان
بیسی و بینہ سبعین حجابا
من نور و ظلمة و فی الاکبر
للطبرانی من حدیث سهل
بن سعد دون اللہ تعالی
العت حجاب من نور و
ظلمة و مسلم من حدیث
ابی موسی حجابہ النور
لو کشفہ لحرقت سبحات
وجہہ ما انت ہی الیہ
بصرہ من خلقہ و لا یزواجہ
ادرا کہ بصرہ قلت
و مسلم فی روایۃ النور

روایت کا شیخ سنا میں نے اس کا ایک نسخہ لکھا اور اس میں ہے

مستطاب و ریدۃ الحق فی الحال و احوال و کرمۃ فی الحال

ادرا کہ بصرہ کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ
ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں (روایت کیا ابوح
البوشیح ابن حبان نے کتاب العظمة میں ابو ہریرہ
کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور ان ملائکہ کے
درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی میں ہیں ستر حجاب
نور کے ہیں اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور
اسی کتاب میں حضرت انسؓ کی روایت سے ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل
علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو دیکھتے ہو
انہوں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان میں
ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور طہرائی کے اکہر
میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے کہ حق تعالیٰ
کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور سلم
میں ابو موسیٰ کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب
نور ہے اگر وہ ان کو کھولیں تو ان کی ذات کے
انوار تمام ان مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک پہنچی
بصرہ پہنچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ ان کی بصرہ کی
رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا
کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں ادرکہ
بصرہ ہے (جیسا سب سے اولیٰ روایت میں تھا)
میں کتابوں کے رسم کی ایک ایسی ہی سجا اللہ کے (اندر ہے)

النار، وفي كذا العمال (ج ۲)
ص ۲۵۰) برواية الطبراني
في الكبير عن ابن عمر وسهل
بن سعد بعد قوله وظلمة
من زيادة ما تسمع نفس من
حسن تلك الحجب الازهدة
اه ف فيه اثبات للمحب
بين العبد وبين ربه تعالى
وهذا الاطلاق شائع
على السنة الصوفية و
فيه امتناع لم روية الله
تعالى في الحال مطلقا و
في المال برفق حجاب الكبرياء
الذي حاصله الادراك
باللذنه -

الحديث قلب العبد بين
اصبعين من اصابع الرحمن مسلم
من حديث عبد الله بن عمرو
ف في الحديث كون بعض احوال
القلب غير اختياري مطلقا و
بعضها غير اختياري بالاختيار

النور کے) النار ہے (یعنی اُن کا حجاب نار ہوا سی
نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرمایا) اور کثرت لہا
میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر و سہل بن سعد
کے وظلمة کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان
ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ کوٹن لے کہ فوراً
داخل جائے ف اس حدیث میں اثبات ہے
جوابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں او
لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت
سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا
متنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور
فی المال (یعنی آخرت میں) حجاب کبریا کے مرتفع
ہو جانے سے جس کا حاصل ادراک بالکثرہ و ادراک
علی الامتناع اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو
جو کہ مقدم ہے رویت کا مستلزم انعدام درک
فرمایا اور انعدام میں رویت متنع ہے۔

حدیث بندہ کا دل حق تعالیٰ کی انگلیوں میں
سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ذکر کیا اس کے
سلم نے عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے ف
اس حدیث میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقاً غیر
اختیاری ہونا اور بعض کا اختیاری ہونا کے اعتبار
سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے ز اور انگلیوں کے

المستقل

الحديث المجربين الله في
الارض الحاكم وصحبه من حيث
عبد الله بن عمر وقت وزاد في
كتاب الحج من حديث ابن
عباس يصاخر بها خلقه
ف في الحديث كون بعض
الاشياء المعظمة مظاهرا
لبعض التجليات الالهية
وبناء على ذلك المظهرية سمي
الحج مينا تجويزا -

الحديث اني لاجد نفس
الوجن من جانب اليمين احمد
من حديث ابى هريرة في حديث
قال فيه واجد نفس ركب من
قبل اليمين ورجاله ثقات
ف فيه ثانی ما قبله حيث
سمي البركات الخاصة لبعض
الكل نفس الوجن بناء على ذلك
القبلي (ونفس هذا الحركة الغاء)
الحديث حديث تبج الحصى

معنى كوضا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے)۔

حدیث حجر اسود (گویا حق تعالیٰ کا دست
مبارک ہے دنیا میں حاکم نے مع تصبیح اسکو عبد اللہ
بن عمر کی روایت سے نقل کیا اور کتاب الحج
میں ابن عباس کی روایت سے یہ اور زیادہ کیا
کہ اس سے اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرمائی گئے
ف اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بعض کائنات
مظہر بعض تجلیات الہیہ کے مظاہر ہوتے ہیں اور
اسی منظریت کی بنا پر حجر اسود کو دست مبارک
مہاراً فرمایا گیا (اس سے زیادہ گفتگو اس مضمون
میں نہ کرنا چاہئے)۔

حدیث میں حق تعالیٰ کا دم مبارک بین کی نظر
سے پاتا ہوں احمد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے
اس حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا
ہے کہ میں تہائے رب کا دم مبارک بین کی نظر
سے پاتا ہوں اور اس کے رجال ثقت ہیں ف
اس میں بھی وہی مسئلہ مذکور ہے جو اس کے قبل
کی حدیث میں تھا اس حیثیت سے کہ بعض کائناتیں
کی برکات خاصہ کو رحمن کا دم مبارک فرمایا اسی
تجلی خاص (کی منظریت) کی بنا پر۔

حدیث سنگریزوں کے بیج کی حدیث ابو

وہاں تہا حجر اسود اور اس کا ذکر ان تجلیات

۱۸

سنگریزوں کی حدیث ابو

ماہر بن اذنا

المبیہ حق فی دلائل النبوة من حدیث
ابن ذرہ وقال صالح بن ابی الاحولین
بالحفاظ والمحفوظ والایۃ رجل من بنی
سلیع یسمی فافیه اثبات للشعور
فی الجمادات وهو من جملة المحسوس
عند اهل الكشف۔

الحلیث الشراک

اخفی فی امتی من دہیب
التمل علی الصفا ابو یعلی
وابن عدی وابن حبان
فی الضعفاء من حدیث
ابی بکر ولا احمد و
الطبرانی نخوع من
حدیث ابی موسیٰ
فافیہ ما یدل
علیہ اهل الارشاد
سألتی الطریق من
التدقیق فی الاعمال
الباطنة وبعده
اهل الظاہر علوا
وتشدد۔

یہ سچی نے دلائل النبوة میں ابو ذر کی روایت
سے ذکر کیا اور یہی کہا کہ صالح بن ابی الاحولین
نہیں ہے اور محفوظ بنی سلیم کے ایک شخص غیر معلوم
الاسم کی روایت ہے ف اس میں جادات کے
ذی شعور ہونے کا اثبات ہے اور اہل کشف کے
نزدیک تقویہ بجلہ محسوسات کہے۔

حدیث شکر میری امت میں (یعنی بعض
میں) صاف چٹان پر چوٹی کے چلنے کی آواز
سے ہی زیادہ صغی ہوگا۔ ذکر کیا اس کو ابو یعلیٰ اور
ابن عدی نے اور ابن حبان نے ضعیف میں ابو بکر
کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے اسی کے
قریب ابو موسیٰ کی روایت سے نقل کیا ہے
ف اس حدیث میں وہ امر مذکور ہے جو اہل ارشاد
ساکلان طریق کو جلاتے ہیں یعنی اعمال
بالطنین میں تفریق (وکاوش) اور اہل ظاہر اس کو
غلوا و تشدد و شمار کرتے ہیں (اور اس وجہ سے
اہل طریق پر انکار کرتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے شرک کا ایک درجہ ایسا بھی ارشاد
فرمایا اور ظاہر ہے کہ مقصود اس تعبیر سے اہتمام
تحرز ہے یہ تدقیق نہیں تو کیا ہے مگر متفق نہیں ہوا

شکر میری امت میں

۱۹

ابو موسیٰ

الطریق

کتاب الصلوٰۃ

الحديث ان اقرب
ما يكون العبد الى الله ان
يكون ساجدا من حديث
ابى هريرة فيه كون حقيقة
قرب العابد وراء العلم
لان قرب العبد
لا يختص بالعابد وهو
القرب الخاص المأمور
بتحصيله -

الحديث من صلى ركعتين
لم يحدا فيهما نفسه بشئ
من الدنيا عفر له ما تقدم
من ذنبه ابن ابي شيبة في
المصنف من حديث صلة بن
اشيم مرسل وهو في الصحيحين
من حديث عثمان بن ابي
دور قوله بشئ من الدنيا وزاد
طس الاجاز فيه ان حديث
النفوس الذي يغفل بها الصلوٰۃ
هو ما كان عن قصد واختيار كما هو

کتاب الصلوٰۃ

حدیث سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ
کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ سجدہ
میں ہو روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ رضی
روایت سے ف اس حدیث میں اس پر دلالت
ہے کہ اہل طاعت کے قرب کی حقیقت قرب علمی
کے سوا ہے کیونکہ قرب علمی تو اہل عبادت کے
ساتھ خاص نہیں (اور یہاں ساجد کے ساتھ
خاص کیا گیا ہے) اور یہ وہ قرب خاص ہے جو حقی
تحصیل کا امر کیا گیا ہے۔

حدیث جو شخص ایسی دو رکعتیں پڑھے جن میں
اپنے نفس سے کسی قسم کی دنیا کی باتیں نہ کرے
اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں
روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے صلیب بن اشیم
کی حدیث سے مرسل اور یہ حدیث صحیحین میں حسن
عثمان کی روایت سے اول میں زیادت کے ساتھ
ہے اور اس میں بشئ من الدنيا نہیں ہے۔ اور
طبرانی نے اوسط میں الا بخبر وطمأنا ہے۔ اس
حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو حدیث النفس کمال
صلوٰۃ میں غفل ہے وہ ہے جو قصد و اختیار
سے ہو۔

حدیث سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ

کون القرب الخاص وراء العلم

۲۰

النفوس الذي يغفل بها الصلوٰۃ هو ما كان عن قصد واختيار كما هو

مدلول قولہ یحدث فان
 الحدیث غیر الحدیث ثم
 هو لا یذم وطلقا بل ما کان
 من الدنیا واما ما کان من
 الدنیا ای الدین فانه غیر
 مذموم لکنه حضور بالضروری
 وبعده خرج الجواب عما یورد
 علی قول عمر بن النبی لا یجوز
 جیشی وانا فی الصلوٰۃ واما
 غیر الضروری فینقیض قولہ
 علیہ السلام فی مثل هذا
 الحدیث مقبلا علیہما بقلبه
 لان الاقبال علی الصلوٰۃ
 لا یجتمعت مع الاقبال علی غیر
 الصلوٰۃ وخرج بالضروری هو
 ما ادی علیہ رافع اخذا
 من قوله من الدنیا و
 قوله الا بخیر فی
 هذا الحدیث
 ولیراجع
 الی المحققین

جیسکے محدث کا لفظ اسپر وال ہے کیونکہ محدث
 اور ہے اور محدث اور (اور حدیث میں محدث آیا
 ہے) پھر وہ (حدیث النفس اختیاری) بھی علی الاطلاق
 مذموم نہیں بلکہ وہ (مذموم ہے) جو دنیا کی قبیل سے
 ہو اور جو غیر یعنی دین ہے وہ مذموم نہیں لیکن یہ
 (مذموم نہ ہونا) ضروری کے ساتھ خاص ہے اور
 اسی سے اس اشکال کا جواب نکل آیا جو حضرت
 عمرؓ کے قول پر وارد کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں
 کہ میں اپنے لشکر کی تیاری کیا کرتا ہوں اور غزائی
 حالت میں ہوتا ہوں (حاصل جواب یہی ہے کہ یہ
 حدیث النفس کو اختیاری ہو مگر دین اور ضروری) ۲۱
 باقی جو غیر ضروری ہوا اس کی نفی اس حدیث سے
 ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ایک ایسی ہی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ان دو
 رکعتوں پر اپنے قلب سے مترجم ہے (اور یعنی)
 اس لئے (ہوتی ہے) کہ توجہ لے الصلوٰۃ توجہ الی
 غیر الصلوٰۃ کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور اس ضروری
 (یعنی حدیث النفس) کے جائز رکھنے کی طرف
 میری رائے کی رسانی ہوئی ہے جس کو دن دنیا
 اور الا بخیر سے اخذ کیا ہے جو اس حدیث میں ہے
 دو حکم متفقین سے ہیں چنانچہ کیا جائے۔

الحديث انما الصلوة تمسكن
 ودعاء ونضمة من بخروج
 من حديث الفضل بن عباس
 باسناد مضطرب وتمامه
 انما الصلوة تمسكن وتواضع
 ونضمة وتساوية وتنادي
 تقنع بيدك تقول اللهم
 اللهم من لم يفعل فحي
 خراج قلت وفي الترغيب
 باب التهيب من عدم
 اتمام الركوع عن ستر الركوع
 والنسائي وصحیح ابن خزيمة
 في اخر الحديث وتنعيم يدك
 يقول ترفعها الى ربك مستقبلا
 ببطونها ودهك ونقول يارب
 يارب ومن لم يفعل ذلك فهو
 كذا اكد الاماي ناقص في الفضيلة
 لا في الصحة قلت هل علم طوبى في الشرح
 في الصلوة وعلم مشرعية الدعاء
 تحلي الصلوة كما هو متأكد الصلوة
 والله لينفون رفع يديك الى

الصلوة والاداء عند هذا

۲۲

حديث نماز تو ان چیزوں کا نام ہو انہا رکعت
 اور دعا اور نضمة روایت کیا اس کو ترمذی نے
 اور نسائی نے اس کے قریب قریب فضل بن
 عباس کی حدیث سے باسناد مضطرب اور
 پوری حدیث (احیا میں) اس طرح ہے کہ نماز
 میں چیزوں کا نام ہے انہا رکعت اور تواضع
 اور نضمة اور رقت قلب اور انہا نمازات اور
 یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللهم اللهم کہو (یعنی دعا کرو)
 جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادا ہو رہی ہے میں
 کہتا ہوں کہ ترفع ید یک الی ربک کو ترجیح میں ہی
 ترمذی اور نسائی اور صحیح ابن خزيمة سے نقل کیا
 ہے یعنی دونوں ہاتھ پروردگار سے دعا کرنے کے
 لئے اس طرح اٹھاؤ کہ پتیلیوں کا بیج چھو کی طرف
 ہے اور یارب یارب کہو اور ایسا نہ کرے ٹھکی
 نماز ناقص ہے اور اس کے ترک کو جو موجب نقصان
 فرمایا گیا ہے۔ یہ نقصان فضیلت میں ہے نہ کہ
 صحت میں **ف** دو چیزوں پر اس سے دلالت
 ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے
 نماز کے بعد دعا کا مشروع ہونا جیسا صلحا اور
 نمازیں میں مستأویہ کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا
 نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔

یہ حدیث صحیح ہے

الحديث الاصلية فصل
صلوة مودع ابن ماجه من حديث
ابن ايوب ولامن حديث سعد
بن ابى وقاص وقال صحيح الاسناد
والبيهقي في الزهد من حديث
ابن عمر بن من حديث انس
بنخوة فيه تعليه طريق
تكميل الصلوة بمراقبه احتمال
كون هذه الصلوة اخو الصلوة
وهو عجيب يشاهد من
جرب -

الحديث حديث عائشة
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يحدثنا ونحن نذكره فاذا حضرت
الصلوة كان له لصيغته ولم يعرفه
الا نردى في الصلوة من حديث
سويد بن غفلة مرسل كان النبي
صلى الله عليه وسلم اذا سمع الاذان
كان له لا يعرف احد من الناس ف
هذا هو الولاء والعشق الذي يتركه
الكثر من الظاهر

حديث حب تم نماز پڑھو تو اس شخص کی سی نماز
پڑھو جو دنیا کو چھوڑنے والا ہو اور اس وجہ
اس نماز کو آخری نماز سمجھنے والا ہو روایت کیا
اس کو ابن ماجہ نے ابو ایوب کی حدیث سے اور
حاکم نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے اور
حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا اور بیہقی نے
زہری میں ابن عمر کی حدیث سے روایت کیا اور
انس کی حدیث سے اس کے قریب قریب
اس حدیث میں تسلیم ہے طریقہ تکمیل نماز کی اس
مراقبہ کے کہ یہ احتمال رکھے کہ شاید یہ آخری نماز
ہو اور یہ طریق عجیب ہے جو تجربہ کر لیا مشاہدہ کر لیا

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے اور ہم
آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو
آپ کی یہ حالت ہو جاتی کہ گویا نہ آپ ہم کو پہچانتے
ہوں اور نہ ہم آپ کو از دنی سے منع فرمیں سوئے
بن غفلہ کی حدیث سے مرسل روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سننے
تھے تو یہ حالت ہو جاتی کہ گویا آپ کسی کو نہیں
پہچانتے یہ وہی از خود رفتگی اور غشی ہے
جسکے اکثر اہل شہر میں اور حدیث سے قائل ہیں

حاکم نے اس حدیث کو صحیح
الاسناد کہا

۳۴

اللہ والہ
والہ

الحال یثا لا ینظر لہ فی الصلوۃ لا یحضر الرجل فی صلوۃ قلبہ مع بد نہ لہ لحد بعد اللفظ وروی عن ابن نصر فی کتاب الصلوۃ من روایۃ عثمان بن ابی دھریش مرسلاً لا یقبل اللہ من عبد عمل بحق یشہد قلبہ مع بد نہ ورواہ ابو منصور و الدیلمی فی مسند الفرج و من حدیث ابی بن کعب و اسنادہ ضعیف۔

فافیہ دلالة صریحة علی کون احضار القلب الاختیاری لا الحضور الغیر الاختیاری شرط القبول الطاعة۔

الحال یثا رای راجلا یعبث بلحیة فی الصلوۃ وقال لو خضع قلبہ لاختفت جوارحہ حکیم فی النوادر من حدیث ابی ہریرۃ

حدیث اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتے جس میں آدمی اپنے قلب کو اپنے بدن کے ساتھ حاضر نہ کرے میں نے اس حدیث کو ان نکتوں سے نہیں پایا اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں عثمان بن ابی دھریش کی روایت سے مرسل گیارہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔ یہاں تک کہ اس کا قلب اُس کے بدن کے ساتھ حاضر نہ ہو اور اس کو ابو منصور و دہلی نے سنن الفرج میں ابی بن کعب کی حدیث سے روایت کیا اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

ف اس میں صریح دلالت ہے اس پر کہ قلب کا حاضر رکھنا جو کہ فعل اختیاری ہے شرط ہے قبول طاعت کی نہ کہ قلب کا حاضر رہنا جو کہ امر غیر اختیاری ہے (اور احضار کا شرط نہ کہنا تفریط ہے اور حضور کا شرط نہ کہنا افراط ہے)۔ حدیث آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی سے شغل کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کا قلب خضوع والا ہوتا تو اس کے جوارح بھی خضوع والے ہوتے۔ اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابو ہریرہ سے سنہ ضعیف ہے۔

۳۳

اشد احضار القلب شرط القبول
خلافہ کہ شرط قبول نہ

بسمند ضعيف والمعروف
انه من قول سعيد بن
المسيب راواة ابن ابي شيبة
في المصنف وفيه رجل لم
يسم فانه كذب
دعوى الباطن اذا خالفه
الظاهر -

الحديث حديث النخعي
عن صلوة الحاقن الى قواله
ومر من حديث عائشة لا
صلوة بخضرة طعنا مروا هو
يدافع الازخيشان وق
فيه اصل ما عليه اهل
الطريق من قطع
الاسباب

المشروشة

الحديث الحديث ان ابا
طلحة صلى في حائله فيه شجر
فاجمعه ريش طائر في الشجر الحديث
في سحره في الصلوة وتصدق
بالحائط ما لك

روایت کیا ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور اس کی سند میں ایک ایسا شخص ہے جس کا نام نہیں بتلایا گیا کہ اس میں اس پر ولایت ہے کہ باطن کا دعویٰ کرنا کاذب ہے جب تک ظاہری حالت اُس کے خلاف ہو اور بلکہ باطن جب درست ہو گا ظاہر ضرور ہی درست ہو گا حدیث جس میں ممانعت ہے نہاد ٹرنٹ سے ایسے شخص کے جس پر مہیشاب پانچواں کاذب ہو اس قول تک کہ مسلم نے حدیث ممانعت سے روایت کی ہے کہ کمانے کے سامنے آنے پر ناز نہیں اور نہ ایسی حالت میں کہ مہیشاب پانچواں اس سے کٹا کشتی کرتے ہوں ف اس حدیث میں اصل ہے اہل طریق کے اس معمول کی کہ وہ اسباب شوشہ قلب کو قطع کرتے رہتے ہیں ۔

حدیث یہ روایت کہ ابو طلحہ نے اپنے ایک
 بلغم میں نفاذ پطیح جس میں ایک درخت تھا اس
 درخت میں ان کو ایک پرندہ کا پر خشنا معلوم ہوا
 پوری حدیث الیٰکم مہتمنی الصلوٰۃ اس بلغم کو
 تصدیق کرنے کے باب میں ہے امام مالک نے

ایستاد احمد اصداح الباطن اصلاح النظام
اصلاح النظم اصلاح الخلق ہے سستون پر

قطر الاسلاميا المستور
قطر ٢٠٠٠
٢٥

عن عبد الله بن
ابى بكر ان ابا طلحة
الانصاري قد ذكر
بقوله **ق** فيه
اصل الخيرة يعنى
ازالة ما يمنعه عن
المحبوب و

المطلوب

الحديث ارخا يا بلال

قط في العلل من حديث بلال

ولابى داود بخرو من حديث

رجل من الصحابة لم يسم

بلسان صحيح **ق** الحديث

عملان الراحة بالاشتغال

بالصلوة ومقدماتها والا

راحة بالفرار عنها والاولى

راحة اللقواء والغاينة راحة

الهناء واما الراحة بجهت الانقلا

فخط المحبوبين وعلامتها

عدم امر شياهم

بالاشتغال

عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے کہ ابو طلحہ

الانصاری نے لفظ پھر اسی طرح ذکر کیا جیسا

اوپر گذرا **ق** اس حدیث میں حال غیرت

کی اہل ہے یعنی ایسی چیز کو چلنے سے جدا کر

دینا جو کہ محبوب اور مطلوب ہے مانع ہو جیسا

ان صحابی کو بلوغ کی طرف توجہ ہونے سے نماز

میں سہو ہوا انہوں نے اس کو اپنی ملک

خارج کر دیا ۔

حدیث اے بلال ہم کو راحت دے ۔

دارقطنی نے علل میں حدیث بلال سے روایت

کیا اور ابو داؤد نے اس کے قریب بسانا صحیح

لیکھا اے صحابی کی حدیث سے روایت کیا

جن کا نام نہیں لیا گیا **ق** اس حدیث کے

دو محل ہیں ایک راحت دینا نمازیں اور

مقامات میں مشغول ہونے کے ساتھ اور دوسرا

راحت دینا نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ

پہلی راحت راحت لقائ کی ہے اور دوسری راحت

راحت رضائی کی ہے (اور دونوں مطلوب ہیں)

باقی یہ راحت کہ بوجہ ارگیا یہ خطی مجتہدین

کا اور اس راحت کی علامت یہ ہے کہ وہ

لوگ مشغولی سے راحت نہیں پاتے جیسے

كثرهم بالاقطار
 دون الصوم بخلاف
 حال الواصلين فان
 لهم بالصوم فرجة
 وبلا فطر فرجة
الحديث قال ابن حبان
 كيف الحياء من الله قال
 استحي منه كما تستحي من
 الرجل الصالح من حق ما لا
 الخراطل في مكام الاخلاق حق
 في الشعب من حديث سعيد
 بن زيد مرسل بخلاف وارسله
 حق بزيادة ابن عمر في السند
 وفي العلل قطع ابن عمر له
 وقال انه اشبه ثقب بالصواب
 لوروه من حديث سعيد بن زيد
 احد العشرة **ففيه**
 تسهيل للاستحياء المانع
 عن المعصية باستحضار ان
 لور اني فلان الصالح من
 قواي ما اقدمت عليها

وہ لوگ افطار سے خوش ہوتے ہیں روزہ سے
 خوش نہیں ہوتے بخلاف حال واصلین کے کہ انکو
 روزہ سے بھی ایک فرحت ہوتی ہے (رحمت
 تعالیٰ) اور افطار سے دوسری فرحت ہوتی ہے
 (فرحت رضا)۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ
 سے جاکر ناپکے ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس
 سے ایسی جاکر دو جیسے اپنی قوم کے مرد صالح
 سے کرتے ہو سو خدا تعالیٰ نے نیکارم افطار میں
 روایت کیا ہے اور یہی نے شعب میں حدیث
 سعید بن زید سے مرسل روایت کیا اسی کے
 قریب اور یہی نے سند میں ابن عمر کی زیادتج
 کے ساتھ روایت کیا اور علل میں دارقطنی نے
 ابن عمر سے ان ہی کا قول روایت کیا اور یہ
 بھی کہا کہ یہ صواب کے مشابہ تر ہے جو ہر اسکے
 کہ سعید بن زید کی حدیث سے وارو ہوا ہے
 جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے میں **ف** اس میں
 اسان طریقے کی تعلیم ہے حالکی جو کہ مانع ہے
 معصیت ہے اس طور پر کہ اس امر کو مستحضر
 رکھا جائے کہ اگر مجھ کو فلاں بزرگ میری قوم
 کا دیکھتا ہوتا تو میں معصیت پر کبھی اقدام نہ کرتا

قط فاعلم ان یسقی
منہ۔

الحديث حديث الوتر
سبع عشرة ابن المبارک
من حديث طاؤس مرسل
كان يصلي سبع عشرة ركعة
من الليل **ف** فيه عدم
تحديد صلوة الليل بعشر
او اثني عشرة فلا ينكر
على ما كان بعض
المشائخ يصلون مائة
ركعة او اكثر
بالليل۔

الحديث حديث لولا
صبيان راضع ومشائخ ركم
الحديث حق وضعفة من
حديث ابن هريرة وتمامها
وجاء ثم رجع لصب عليكم
العذاب صبا **ف** فيه
قطع لعرق العجب
بما اقية الاستعادة

توجع تعالى اس کا زیادہ سوچ ہے کہ اس سے
حیا کی جائے۔

حديث وتر یعنی صلوة اللیل جس میں
تہجد اور وتر دونوں آگے استرو رکعت ہیں
ابن مبارک نے طاؤس کی حدیث سے روایت
کیا ہے کہ آپ شب میں استرو رکعت پڑھتے
تھے (تہجد و وتر کی) **ف** اس حدیث میں
اس پر دلالت ہے کہ صلوة اللیل دس یا بارہ
رکعت کے ساتھ محدود نہیں پس اس عادت
پر انکار نہ کیا جائے گا کہ بعض مشائخ شب میں
سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے (اور یہ زیادت
تحدیثیات پر زیادت انہیں ہے اور یہ فرق سمجھنا
اکثر مواقع پر مجتہدین ہی کا کام ہے)۔

حديث۔ اگر شیر خوار بچے نہ ہوتے او
کو زہ پشت بوڑھے نہ ہوتے اس کو یہ بقی نے
ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے او
ضعیف بھی کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے
اور چرنے والے ہاتھ نہ ہوتے تو تم پر عذاب
بارش کی طرح برساتا اس میں خود بینی
کی جڑ قطع کر دی گئی ہے اس طرح سے کہ ایسے
لوگوں سے فائدہ حاصل ہونے کا مراقبہ کیا جائے

من يستحقون

الحديث حب الاعمال الى
الله اذومها وان قل اخرجها من
حديث عائشة رفق وهذا
مما لا يختلف فيه اثنان من
اهل الطريق -

الحديث حديث عائشة
من عبد الله عبادة شر تركها
ملافة لمقت الله ورواه ابن السني
في رياضته المتعبدين موقفا على
عائشة رفق المقت له دجبا
اذنا المحرم ان من المحبة الخاصة
وان اريد به المتبادر محمل
على الافضاء اليه في الاكثر
وصرح به اهل البصيرة و
الخبرة من اهل الطريق ان
الاعراض له بداية وهو التزلزل
ونهاية وهو مقت العبد
لله تعالى الموجب لمقت
الله تعالى له نغوب الله
من الحور

جو حقیر کچھ جانتے ہیں۔

حدیث سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو وہ
عمل ہے جو دائم ہو گو قلیل ہی ہو اس کو بخاری
وسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے روایت
کیا ہے **ف** اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہل
طریق میں سے دو تفصیل میں بھی اختلاف نہیں
حدیث حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ جو شخص
کوئی عبادت شروع کرے پھر اسکو اٹک کر چھوڑ دے
اللہ تعالیٰ اس کو مبغض رکھتا ہے اور ابن السنی
نے اس کو ریاض المتعبدين میں حضرت عائشہؓ
پر موقفاً روایت کیا ہے **ف** بمنوفیت کے
درجات میں ادنیٰ درجہ محبت خاصہ سے محروم ہو
جاتا ہے اور اگر منہ منباد ہی مراد لے جاویں
(یعنی نفرت و عداوت) تو اس پر محمول کیا جاوے گا
کہ اس (درجہ متبادرہ) کی طرف اکثر منفی ہو جاتا
ہے اور اہل طریق میں اہل بصیرت و اہل تجربہ
نے اس کی تصریح کی ہے کہ اعراض کی ایک
ابتداء ہے اور وہ ترک ہے اور ایک انتہاء ہے
اور وہ بندہ کا بغض کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ
جو موجب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے بغض کو بندہ
کے ساتھ ضد افتاء لے اپنی پناہ میں رکھے تنزیل کے

الادبۃ علی الصل
دست چل

دلیل برکات الادب
دلیل برکات

بعد ترقی کے پس (اس تقریر کے بعد) یہ اعتراض
واقع نہیں ہوتا کہ اس سے سجب کا واجب ہونا
لازم آتا ہے اور ملائمت کی جو قید لگائی یہ اخر از
ہے مگر سے کہہ دیکہ مگر سے ترک کرنا اسکے لئے
بلکہ نقص ابھر کے لئے بھی موجب نہیں۔

کتاب الزکوۃ

حدیث حلال روزی کا تلاش کرنا فرض ہے
بعد (یعنی) فراغ کے اس کو طہر لینی اور
شعب الایمان میں یہی بتی نے ابن مسعود کی حدیث
سے بند ضعیف روایت کیا ہے **ف** اس میں
دلائل ہے اس پر کہ عادیں مشغول ہونا مانع نہیں
ہے ضروری معاش میں مشغول ہونے سے جیسا
اہل غلو سمجھتے ہیں (بلکہ عادیں اعانت و تقویت
کا سبب ہوتا ہے)۔

حدیث چوتھ شخص آدمیوں کا شکر گزار نہ ہو
وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں اسکو ترمذی
نے ابو سعید کی حدیث سے روایت کیا اور حرمین
کی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے اس کے قریب
قریب ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا اور
اسکو حسن صحیح کہا **ف** اس حدیث میں اس پر دلالت

بعد الکوفہ لا یرد

لزم وجوب السجب

والملائمة

احتیانا

عن العذر

کتاب الزکوۃ

الحديث طلب الحلال فرضية

بعد الغرضية الطبرانی والبيهقي

في شعب الایمان من حديث

ابن مسعود بسند ضعيف

فيه ان الاشتغال بالمعاد

لا يمنع الاشتغال

بالمعاش الضرورى كما

يزعمه الغلاة

الحديث من لم يشكر الناس

من لم يشكر الله ترحمه

من حديث ابى سعيد له و

لابى داؤد وابن حبان نحوه

من حديث ابى هريرة وقال

حسن صحيح **ف** فيه ان

علم التاليف ابن حبان وبنو المعاش الضرورى
علم ابا داؤد وابن حبان وبنو المعاش الضرورى

الحديث من لم يشكر الناس
من لم يشكر الله ترحمه
من حديث ابى سعيد له و
لابى داؤد وابن حبان نحوه
من حديث ابى هريرة وقال
حسن صحيح **ف** فيه ان

اداء حقوق الحق تعالیٰ لا
یوہن حقوق الخلق بل
یؤكد ہا لا سیما عباد یعینون
علی الوصول الی الحق کالمشاخ
وعلی تأکید حقہم من
اطاعتہم وتخیلہم لا مثل
مستقلة غیر هذا۔

الحديث من اسدی
الیکم معروفا فکا فتوہ
الحديث من حدیث
ابن عمر باسناد صحیح
بلفظ من صنع وتمامہ
فان لم یستطیعوا
فادعوا لہ حتی تعلموا
انکم قد افاضتموہ
فافیہ ما فی ما
قبلہ۔

الحديث حدیث اخر
لعیالہ قوت سنۃ اخرجاہ
من حدیث عمر کان یعزل
نفقة اهل سنۃ فافیہ

کحق تقلل کے حقوق کا ادا کرنا حقوق خلاق کو
ضعیف نہیں کرتا بلکہ اس کو متوکد کرتا ہے خصوص
ایسے بندوں کے حقوق کو جو کہ وصول لے الحق
میں معین ہوتے ہیں جیسے مشائخ (دہادین) اور
ان حضرات کے حقوق یعنی ان کی اطاعت و تعظیم
کے متوکد ہونے پر علاوہ اس حدیث کے اور بھی
دلائل بھی ہیں۔

حدیث جو شخص اتنا ہے ساتھ کچھ احسان کو
تم اس کی مکافات کرو اس کو ایذا و آزار نہ دینا
ابن عمر کی حدیث سے باسناد صحیح لفظ من صنع
سے روایت کیا ہے (بجائے اسدی کے اور حال
دونوں کا ایک ہی ہے) اور پوری حدیث یہ ہے
کہ اگر تم کو (مکافات کرنے کی) استطاعت نہ ہو
تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم کو یہ معلوم ہونے
لگے کہ تم نے اس کی مکافات کر دی **ف** ابیں
بھی وہی معنون ہے جو اس سے پہلی حدیث میں
معا (یعنی فکر یہ محسن)۔

حدیث آپ نے اپنے عیال کے لئے ایک سال
کا غلہ جمع فرمایا اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عمر
کی حدیث سے روایت کیا کہ آپ اپنے اہل کا سا
بھر کا خرچہ جدا رکھ لیتے تھے **ف** اس سے

ان الاخيار لمصلحة لا ينافي
التوكل ولا كما لا يعدم الكلام
في كمال توكله صلى الله عليه
وسلم بشي عامة مصلحة
العيال او لمصلحة النفس من
تحصيل الاطيدان وامنالة
الشوش لان الطبائع مختلفة
فطرق لا يتيسر لبعضها الاجتماع
بدون اسبابه فكان اختياره
صلواته عليه وسلم رجاء على هؤلاء
مع عدم افتقارهم صلى الله عليه
في الاجتماع الى الاسباب هذا
الحديث اذا جاء كحديث
قوم فأكبره من حديث
ابن عمر ورواه في المراسيل
من حديث الشعبي مرسل
بسند صحيح وقال قري متصل
وهو ضعيف ولا يخفى من حد
معبد بن خالد الانصاري
عن ابيه وصححه اسناد
فيه

ثابت ہوا کہ کسی مصلحت سے (بقدر ضرورت)
ذخیرہ رکھ لینا نہ توکل کے منافی ہے اور نہ کمال
توکل کے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال
ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں پھر وہ مصلحت
عام ہے خواہ عیال کی مصلحت ہو یا نفس کی
مصلحت ہونی تحصیل اطمینان و ازالہ تشویش
کیونکہ طبائع فطرۃ مختلف ہوتی ہیں بعضوں کو
یکسوئی بدون اسباب یکسوئی کے سیرت نہیں
ہوتی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذخیرہ فرمایا
اپنے لوگوں پر رحمت اور شفقت امتی باوجودیکہ
آپ کو یکسوئی میں اسباب کی حاجت نہ تھی
خوب سمجھ لو۔

حدیث جب پہلے پاس کسی قوم کا نہیں
آئے قرآن کا اگر آدم کرو روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے ابن عمر کی حدیث سے اور ابوہریرہ اور نے مرسل
میں شیخی کی حدیث سے بسند صحیح روایت کیا
اور کہا کہ یہ متصل بھی روایت کیا گیا ہے مگر
ضعیف ہے اور حاکم نے اس کے قریب قریب
معبد بن خالد انصاری کی حدیث سے نقل کیا
جس کو انہوں نے اپنے پاس روایت کیا اور
اس کے اسناد کی تصحیح کی **ف** اس میں اس

متمسک لما علیہ اهل
الطریق من حسن المعاشرة
مع كل احد بما يناسب
مرتبة۔

کتاب الصوم

الحديث انظر بهم مسموم من
سهم ابلين الحديث له وصح اسناد
من حديث حذيفة فان فيه حلام
استضعاف الصغار من الذنوب فانه
من يفوق مفسد تله الكبار لاسيما
النظر الذي ينشأ عن الشهوة وينشأ عنه
الشهوة حالاً او مآلاً وهو كما قال
بعض اهل التجربة بالغارسية

هـ

درون سينه من خشم بے نشان زود
بجیر کم کہ عجیب تیر بے کماں زود

کتاب الحج

الحديث شاهد من رزق في شئ
فيلزمه ومن جعلت معيشة فها
شئ فلا يستقل عنه حتى يتغير عليه

عادت کی دلیل ہے جو اہل طریق کا معمول ہے کہ ہر
شخص کے ساتھ (بلا تخصیص نیک و بد کے) ایسی
شریں معاشرت کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ
کے مناسب ہے۔

حدیث انظر (بر) ایک زہر آلود تیر ہے ابلیس
کے تیروں میں سے اس کو حاکم نے حذیفہ کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی

ف اس میں دلالت ہے کہ صغیر و کبار ہوں کو
سرسری نہ سمجھتے کبھی اس کا مسند و کبار سے
بھی بڑھ جاتا ہے (گوروہ ذات خاص ہی کی نظر
رباع ہوا اور کبیرہ جو مسندہ میں قوی ہوتا ہے وہ
مسندہ عام ہے) بالخصوص نظر چہوت سے
ناشی ہوا اس سے شہوت ناشی ہونی الحال یا
فی اللال (بسیل احتمال) اور اس کی وہی حالت
ہے جس کو بعض اہل تجربہ نے فارسی (شعر) میں
ظاہر کیا ہے درون سینہ من زخم بے نشان
زود + بجیر کم کہ عجیب تیر بے کماں زود +

حدیث جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اس کو
چاہئے کہ اس میں لگا ہے اور جس کی معاش کسی
چیز میں ہو گئی ہو اس سے منتقل نہ ہو یہاں تک
کہ اس میں خود تغیر ہو جائے روایت کیا اس کو

عالم استفاد الصغار

من حدیث انش بالجملة
 الاولیٰ بسند حسن ومن حدیث
 عائشة بسند فیہ جهالة
 بلفظ اذا سبب الله لاحد کم
 رزق امن وجه فلا ید حق
 یتغایله او یتنکر له ف
 قاسوا علیه کل معاملۃ
 من الله مع العبد تعرف
 بالبعیة والغریة وخصویا
 الواقعات وهو کالبد یتیم
 بل المحسوسات
 عند التعم
 یراعونہ فی
 احوالهم

الحديث من زارني بعد
 دخاني فكأنما زارني في حياي
 الطبراني والدارقطني من
 حديث ابن عمر

الحديث من جاءني زائر
 الاتهمة الا زارني كان حقا
 على الله ان اكون له شفعيا

ابن ماجہ نے اس کی حدیث سے بدھن جملہ لئے
 کے ساتھ اور عائشہ کی حدیث سے ایسی سند کے
 ساتھ جن میں جهالت ہے اس لفظ کے کہ جب
 اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کا رزق کسی خاص ذریعہ
 سے مسبب فرمائے اس کو چھوڑنا نہ چاہئے جب
 تک کہ اس میں تغیر یا ناموافقیت نہ ہو جائے۔
ف (اہل طریق نے) اسی پر تمام معاملات کو
 جو اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے بندہ کے ساتھ واقع
 ہوتے ہیں قیاس کیا ہے جن کی معرفت بعیر
 و فراسٹ و خصوصیات و اوقات سے ہو جاتی
 ہے (اس معرفت کے بعد وہ ان میں تغیر و تبدل
 از خود نہیں کرتے) اور یہ امر قوم کے نزدیک مثل
 بدہیات کے بلکہ مثل محسوسات کے ہے جسکی
 وہ اپنے احوال میں رعایت سے کہتے ہیں
حدیث جو شخص میری زیارت میری دعا
 کے بعد کرے اس نے گویا میری زیارت میری
 حیات میں کی روایت کیا اس کو دارقطنی نے
 ابن عمر کی حدیث سے۔

حدیث جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے
 آئے اور اس کا مقصد بجز میری زیارت کے اور
 کچھ نہ ہو اللہ تعالیٰ پر حق ہو گا کہ میں اسکا شفیع ہوں

بعض معاملات اللہ مع العبد

الطہرانی من حدیث ابن
عمر وصحیہ ابن السکین ف
مدلولہما ظاہر وهو من
المستحبات الکذا حالہما لا یملأ عند
العشاق و حدیث لا تشد قیما
لہ یقتل الفضلیۃ لان
اعتقادہا بالرای المحض
ابتداء۔

الحکامیث من تشبہ بقرم هو
منہم ابو داؤد من حدیث ابن عمر
بسنن صحیحہ ف هو عام للحمود
والمدح وهو اصل لا اختیار
زی الصالحین بیۃ البرکۃ لابنۃ
التشیع بالمعط والشہرق۔

الحکامیث ان الله وکبر
صلی اللہ علیہ وسلم مکلا
یبلغہ سلام من سلم
علیہ من امتہ ن حبالہ
من حدیث ابن مسعود
بلفظ ان الله ملائکۃ
سیاحین

روایت کیا اس کو طہرانی نے ابن عمر کی حدیث سے
اور ابن السکین سے اس کو تصحیح کی **ف** ان
دونوں حدیثوں کا مدلول ظاہر ہے اور یہ زیادت
(تقریبی) احتجاج میں امدوں سے مدکورہ خصوص
عشاق کے نزدیک اور لا تشد الرجال والی حدیث
انہ اعمال میں ہے جن کا دوسروں سے فضل نہ ہو
منقول نہیں کیونکہ ایسے اعمال کی فضیلت کا
محض لئے سے اعتقاد کر لینا بدعت ہو۔

حدیث جو شخص کسی قوم کی شہادت اختیار کرے
وہ ان ہی میں سے ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد
نے ابن عمرؓ کی حدیث سے بسند صحیح **ف** یہ
عام ہے تشبیہ محمود اور مذموم دونوں کو اور یہ
اصل ہے صلاہ کی وضع اختیار کرنے کی برہنیت
برکت کے دربرہنیت دعویٰ کمال غیر حاصل و شہرت
حدیث اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے
کہ وہ آپ کو اس شخص کا سلام پہنچاتا ہے جو
آپ پر آپ کی ہمت میں سے سلام بھیجے روایت
کیا اس کو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن جریر
کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے
کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔

فی الارض یبلغون عن ائمتی السلام
وما کان الحکم غیر مدلول بالقیاس
لا تعدی الی غیر المنصوص فلا یروین
فی خطاب الاولیاء والمقبولین احوالہ کا نقل
اور مقبولین عدم ورودہ مثل هذا النص
فیہم والامکان الحض غیر کاف
فی امثالہ

میری امت کی طرف سے محمد کو سلام پہنچاتے ہیں
اور چونکہ یہ امر غیر مدلول بالقیاس ہوا اسلئے
غیر منصوص کی طرف مستثنی نہ ہوگا پس دوسرے
اولیاء و مقبولین کی خطاب کا اذن نہ دیا جائیگا
خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہوں کیونکہ یہی نص
اُن کے باب میں نہیں آئی اور ایسے امور میں محض
امکان کافی نہیں۔

کتاب آواب القرآن

الحل یثاب یقول انما من شغلہ
قراءة القرآن عن دعائی ومشتقی
اعطیتہ ثواب الشاکرین
من حدیث ابی سعید من شغلہ
العباد عن ذکری او مشتقی
اعطیتہ افضل ما اعطى
الساکرین وقال حسن غریب
وسواء ابن شاکرین بل لفظ
المصنف فیہ اصل لما
علیہ الشاکر من قصرهم
بعض المہدین علی بعض
الطاعات ونهیہم

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو
تلاوت قرآن مجید سے دعا کرنے اور حاجت مانگنے
کی فرصت نہ لینے دے میں اس کو شاکرین کا ثواب
دوگا اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے
روایت کیا ہے کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر یا
دعا سے مشغول کرے میں جسدِ خدا اور سالکوں کو
دیتا ہوں اس شخص کو سب سے زیادہ دوں گا۔ اور
ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور ابن شاکر
نے اس کو مصنف کے الفاظ سے روایت کیا
اس میں اہل ہے ملاحظہ کے اس معمول کی کہ وہ بعض
مریدوں کو بعض طاعات پر مجبور کر دیتے ہیں اور
بعض طاعات سے روک دیتے ہیں اور فضل تقریر

عن ابی سعید الخدری عن ائمتی السلام فی خطاب الاولیاء

عن بعض الطوائف واللبسط في رسالة الحقيقة
الطائفة تحت الحديث الثالث والعشرين

الحديث اهل القرآن اهل الله
وخاصة ان في الكبرى ووجه لك من
حديث ابن عباس باسناد حسن فيه
اصل للافتاب المتعارفة بين
الغوم من اهل الله وغواص الله
وغوصا

الحديث ان هذه القلوب تصدقنا
يصداً للحدائد قيل وما جلاءها قال
تلاوة القرآن وذكر الموت البهيم في
الشعب من حديث ابن عمر بسند ضعيف
ف فيه اصل لامثال هذه الاطلاقات
الشائعة بين الغوم من الظلمة و
الجلاء للقلب۔

الحديث اتلوا القرآن وابكوا
فان لم تبكوا فبكوا او من حديث
سعد بن ابی وقاص باسناد جيد
ف فيه اثبات التواجد يعني
النشيد باهل الوجد اذا كان
الفرض جلب الحال

میں کی رسالہ حقیقہ الطائفة میں حدیث بست و سوم
کے تحت میں ہے۔

حدیث اہل قرآن اہل اللہ والے ہیں اور اللہ تعالیٰ
کے خاص ہیں رعایت کیا اس کو نہائی نے سنن
کبریٰ میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث انس سے
باسناد حسن **ف** اس میں اصل ہے ان القاب کی
جو صوفیہ میں تعارف میں جیسے اہل اللہ اور خاصان
خدا اور اسی قسم کے۔

حدیث یہ قلوب رکھی رنگ آلود ہو جاتے
میں جیسا کہ رنگ آلود ہو جاتا ہے عرض کیا گیا
کہ اس کا جلا کیا ہے آپ نے فرمایا تلاوت قرآن اور
سرت کا یاد کرنا رعایت کیا اس کو بہت ہی نے شب
میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف **ف**
اس میں اصل ہے ایسے اطلاقات کی جو قوم میں شائع
میں جیسے ظلمہ اور جلاء قلوب کے لئے۔

حدیث قرآن مجید کی تلاوت کرو اور رو رو اور
لگرو نہ سکو تو روئے کی شکل بناؤ رعایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے
باسناد جید **ف** اس میں اثبات ہے تو اجماعی
اہل وجد کے ساتھ تشبہ کا جبکہ غرض کسی حال محمور
کا پیدا کرنا ہر ناپیش مقصود نہ ہو کہ اس کو تشبیہ

اصل بعض القاب الصوفیہ
میں بعض القاب صوفیہ

بہت ناگوار ہے کہ کچھ لکھتے
۳۵

اشارات الظلمة في انوار القلوب

الاول اهل الوجدان
وہو تشبیہ

۱۔ عالم محیط فرمایا گیا ہے۔

الحديث خیر الرزق

ما یکنی و خیر الذکر

الحنفی پچھل و ابن حبان

من حدیث سعد بن ابی

وقاصف هذه

الخيرية باعتبار الأصل

ولا يستلزم نفي خيرية

الجمهور اعراضى -

الحديث شاهد انه قال لا

مسعود اقرأ فقال يا رسول الله اقرأ

وعليك انزل فقال اني احب ابن اسبعه

من خاری الحدیث متفق علیہ من

حديث ابن مسعود في احمية

مع الخواطر في بعض الأحوال بحيث

يقنع على الطاعة المفضولة باعتبار

الاجر لانه لا كلام في زيارة ابر

السلامة

الحديث ابي ذر

رسول الله صلى الله عليه وسلم

فإنها ليست باقية يردوها وهي

التفاضل بين الذكر الجلي وأحفاد
نظما مثل سلطان خوارزمي والحسن

توجه الامهات جميع الى اطاعه الله تعالى بكثرة التواب

elab

من اثباتہ علماء باطنیاً
منقولاً غیر اظہار منقول
وفیہ اثبات للعلم الوہبی
الذی حقیقۃ الفہم الصحیح
المستفاد من النور القلبی و
التقری الکامل۔

الحمد لیسما اثنائاً والقرآن ما
امتثلت علیہ قلوبکم
ولانت لہ جلودکم فاذا
اختلفتم فليستم تقرؤنہ و
فی بعضہا فاذا اختلفتم فليقوا
حدہ متفق علیہ من حدیث
جندب بن عبد اللہ البجلي فی
اللفظ الثانی دون قولہ ولانت
لہ جلودکم فاذا رعایۃ
النشاط فی العبادة وتاخرها
وقت المداولة لکذا مخصوص
بالرأس فی العادة واما
قبل الوسخ فلا بد من
حبس النفس علیہ حتی
یرسخ فی العادة

رعایۃ النشاط فی العبادة

باطنی منقول کا اثبات کرتے ہیں اس علم ظاہری منقول
کے علاوہ اور نیز اس میں اثبات ہے علم وہبی کا جسکی
حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال لغوے
سے پیدا ہوتا ہے (اور اس میں علم حدیث کی لغوی نہیں
مقصود حاصل ہوتا ہے جس سے مقصود علم مرقوم
کی لغوی ہے)۔

حدیث قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک
بہا رادل لگے اور بتائے بدن میں اثر ہو اور جب
الجہنم لگو تو اس وقت گویا تم چڑھتے ہی نہیں اور
بعض روایات میں ہے کہ جب تم الجہنم لگو تو کھڑے
ہو جاؤ روایت کیا اسکو شیخین نے جندب بن عبد اللہ
بجلی کی حدیث سے لفظ نانی (یعنی فغوا) میں مگر
اس میں دلالت لہ جلودکم نہیں ہوتی اس میں ماث
ہے نشاط کی عبادت میں اور جب اگتا جائے تو
اسکو دوسرے وقت پر لکے لیکن یہ حکم اس شخص کے
ساتھ مخصوص ہے جو عادت عبادت میں راسخ ہو
یہ شخص کا جب ہی گہرائے تو ہو کر رہے باقی قبل
ریخ سوائے وقت اپنے نفس کو مقید کرنا ضروری ہے
یہاں تک کہ عادت میں راسخ ہو جائے کہ نہ کہ ابتداء
میں تو تکلف ہوتا ہی ہے اگر اس وقت بھی ایسا کرنے
لگے تو عجز عادت کی نوبت ہی نہ آئے

کتاب الاذکار والدعوات

الحديث يقول الله تعالى
 انا م عبدك ما ذكرني وتحركت
 شفعا له حينئذ ابي
 وكسا من حديث ابي الدرداء
 وقال صحيح الاسناد
 فيه فضل لذكر في فضيلة
 الجهم بين ذكر القلب وذكر
 اللسان من الذكر بعدا
 واما التفاضل فيما بينهما
 فبحث مستقل وظاهر
 المزايا كونه الذكر
 القلب المحض افضل
 من اللسان المحض

الحديث قال الله تعالى اذا ذكرني
 عبدی فی فضله ذکرته فی فضله الحديث
 متفق عليه من حديث ابي هريرة
 وتما مده واذا ذكرني في ملا ذكرته
 في ملاخين من ملائه واذا تقرب
 مني متبرا تقربت منه ذراعا واذا

حديث الله تعالى فرأته من بين يديه بنده کے ساتھ
 ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام پر
 اُس کے ہونٹ ہلتے ہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ
 اور ابن حبان نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور حاکم
 نے ابو الدرداء کی حدیث سے۔ اور حاکم نے کہا کہ صحیح
 الاسناد ہے اس حدیث میں فضیلت ہے
 ذکر کی اور نیز اس میں یہ بھی ہے کہ ذکر قلبی ذکر لسانی
 کو جمع کرنا جیسا کہ مجہود کوئی اور حرکت اسپر وال
 ہے بمقابلہ ظنی ذکر قلبی اور ظنی ذکر لسانی کے فضل
 ہے یہی یہ بات کلن دونوں ازبغی ظنی ذکر قلبی اور
 ظنی ذکر لسانی میں کون افضل ہے سو یہ ایک مستقل
 بحث ہے اور ظاہر روایات کا یہ ہے ظنی ذکر قلبی
 ظنی ذکر لسانی سے فضل ہے۔

حديث حق تعالى نے فرمایا جب میرا ذکر
 کرتا ہے اپنے جی میں میں اُس کا ذکر کرتا ہوں اپنے
 جی میں الحدیث روایت کیا اس کو بخاری و مسلم
 ابو ہریرہ کی حدیث سے۔ اور پوری حدیث یہ ہے
 کہ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے جماعت میں میں اس کا ذکر
 کرتا ہوں ایسی جماعت میں کہ اُس کی جماعت سے بہتر

الحديث قال الله تعالى انا م عبدك ما ذكرني وتحركت شفعا له حينئذ ابي وكسا من حديث ابي الدرداء وقال صحيح الاسناد فيه فضل لذكر في فضيلة الجهم بين ذكر القلب وذكر اللسان من الذكر بعدا واما التفاضل فيما بينهما فبحث مستقل وظاهر المزايا كونه الذكر القلب المحض افضل من اللسان المحض

تخصیص الذکر فی الغرض و عدم الصغریۃ فی تعلیلات عدم
تکرار الذکر و عدم صغریۃ تعلیلات عدم تکرار

۳۴

تقترب منی ذراعاً
تقربت منه بأعما و اقدا
مشہ الی ہرقت الیہ
ف مقابلة الذکر فی
النفس بالذکر فی الملائل
علی ان المراد به الذی
لا یطلم علیہ الملاء
سوا کان بالقلب او
باللسان فتخصیصہ
بالاول مما لا دلیل
علیہ و فیہ ایضاً
عذر الصوفیۃ
فی تمثیلات تم للذات
والصفات
الالہیہ کما فی
الحدیث من
تمثل القرب
المعتق
بالحیۃ

الحدیث القلما حضرت من حض
النار و روضة من ریاض الجنة

ہوتی ہے (یعنی ملائکہ و ارواح طیبہ) اور جب وہ مجھے
ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اس سے ایک
ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک
ہاتھ نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باغ
(یعنی دونوں ہاتھ کی کشادگی اور پھیلاؤ کی قسم)
نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلا کر آتا
ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں ف ذکر
فی نفس کو ذکر کرنے بجاۃ کے مقابلے میں لانا اس پر
وال ہے کہ مراد ذکر فی نفس سے وہ ذکر ہے جس پر
جماعت اطلع نہ ہو خواہ بالقلب ہو خواہ باللسان ہو
پس کوئی نفس کی تفسیر صرف ذکر القلب کے ساتھ
کرنا (جیسا بعض نے یہ تفسیر کر کے اس سے کوئی
کی انشیت علی الاطلاق ثابت کی ہے) بلا دلیل
ہے اور نیز اس میں صوفیہ کرام کا غرض ہے اس باب
میں کہ وہ ذات و صفات کی تمثیلات لایا کرتے
ہیں جیسا اس حدیث میں تقریب و اثبت کے
جملوں میں اقرب معنوی راہی (کو قرب حسی کے
ساتھ تمثیل دی ہے) (باہا و فدا عا و ہر وقت کے
قید میں)۔

حدیث قبر یا ایک گرا ح ہے دوزخ کے گلاب
میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغ میں سے

ت من حدیث ابی سعید
 بتقدیم و تاخیر و قال غریب
 قلت فیہ عبید اللہ بن
 الولید الموصافی ضعیف
 المحل یث ارواح المومنین
 فی حواصل طیبی خضر
 معلقة تحت العرش من
 حیث کعب بن مالک ان ارواح
 المومنین فی طیر خضر تعلق بشجر
 الجنة و سرکون بلفظ انما شجرة
 المومنین طائر و رواه
 بلفظ ارواح الشهداء قال
 حریم جمیع الحدیثین
 دلیل علی ان القبر المدکور
 فی النصوص هو عالم البرزخ
 لا هذه الحضرة الخاصة
 فان المومن فی القبر شعر هو
 معالق بالعرش و هو غیر المحقق

المحل یث حدیث ابی ہریرہ اقرب
 مما یکون العبد من ربه و هو ساجد
 فاکثر و من الدعاء رواه

روایت کیا اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے
 کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ اور ترمذی نے اس کو غریب
 کہا میں کہتا ہوں کہ اس (کی سند) میں عبید اللہ
 بن الولید و مصافی ہیں جو ضعیف ہیں حدیث
 مؤثرین کی ارواح سبز پرندوں کے قابض ہیں عرش
 کے نیچے معلق رہتی ہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے
 کعب بن مالک کی حدیث سے کاشعین کی ارواح
 سبز پرندوں میں جنت کے درختوں سے معلق رہتی
 ہیں اور سنائی نے اس لفظ سے روایت کیا ہے
 کہ مومن کا سند (یعنی جان گویا) ایک طائر ہے اور
 روایت کیا اس کو ترمذی نے اس لفظ سے کہ شہداء
 کی ارواح الہیہ اور کہا کہ حسن ہے صحیح ہے ف
 مجموعہ حدیثین اس پر دلیل ہے کہ لفظ قبر و نصو
 میں وارد ہے اس کی تفسیر عالم برزخ ہے نہ غیص
 گرتا۔ چنانچہ مومن قبر میں ہے پھر (اسی حالت میں)
 وہ عرش سے بھی ملوے ہے۔ حالانکہ عرش میں حمزہ
 نہیں اور اس تفسیر سے بہت سے اشکالات
 متعلقہ قبر بنف ہو جائیں گے۔

حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کہ ہر مذہب سے
 زیادہ جو اپنے مذہب سے قریب ہو تو اسے اس حالت
 میں جب وہ سجد میں ہو سو اس میں اگر کثرت سے

فیه کون الدعا مما للذکر
فان المطلوب فی السجود
بالکثرة هو التسبیح
الذی هو الذکر الدعا
کما هو ظاهر الحدیث
فعلما ان التسبیح
سما دعا
فثبت ان اهل
التقویض هم
اهل الدعاء

الحدیث احیال
الے الله اذومها
وان قل متفق
علیه من حدیث
عائشة ف
فیه التکید
اللطیف علی
ترک الدوام

الحديث حديث ابی هريرة من صام يوم
سبع وعشرين من رجب كتب الله له
صيام ستين شهرا ولو هل يوم الذی

دعا کیا کرو روایت کیا اس کو مسلم نے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ذکر کو عام ہے کیونکہ جو
میں جس کی کثرت مطلوب ہے وہ تسبیح ہے جو کہ ذکر
ہے اور دعا کثرت سے (سجدہ میں) مطلوب نہیں کیا
کہ اس حدیث کا ظاہر ہے (اور یہ قواعد شرع سے
ظاہر ہے) پس (صاف) معلوم ہوا کہ تسبیح کو دعا مانا
ویا گیا اس سے ثابت ہوا کہ اہل تقویض (جو کہ دعا
نہیں کرتے وہ ابھی اہل دعا ہیں) کیونکہ اہل ذکر
توقیفاً میں پس ان پر ترک دعا کا یا حرمان عن
برکات الدعاء کا شبہ قاطع ہے۔

حدیث سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو
اعمال میں وہ ہے جبر و دام اگرچہ قلیل ہی ہو تو
کیا اسکو بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے اس
حدیث میں ایک لطیف تکیہ ہے ترک دوام پر۔
(اس سبب سے کہ اسکی تحصیل کے لئے قلت عمل
کو گوارا فرمایا تو عدم دوام کے ساتھ عمل کی کثرت کو
بھی پسند نہیں کیا گیا تو ترک دوام ایسا ناپسند ہے
کہ اسکا تدارک کثرت عمل سے بھی نہیں ہو سکا)
حدیث ابو ہریرہ کی حدیث جو شخص رجب کی
ستائیسویں کاروزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے
ساتھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھیں گے۔

جبریل علیہ السلام علی محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم روا کہ ابو موسیٰ المدینی فی
 کتاب فضائل الیاسی والایام من ذلک
 شہر بن حوشب عنہ **ف** ان اخذ
 نصف هذه الشهور ثلثین و
 النصف تسعاً وعشرين كان
 عدد اضعاف الصوم الفاً و
 سبعاً مائة وبعین والا عجب ان
 یکون هذا اصلاً
 اشتہر بین عوام العباد و
 ائمة اذانہ یعدل الفاویلقین
 ہزار روزہ واصلہم حذفوا الکسر
 تسہیل واما نفی اوصاف بعض سائل
 فقبل العتق صلی هذا القرآن **ثبت** واما
الحديث حدیث الشہر
 اذا سلم يوم الجمعة سلمت
 الايام واذا سلم شهر رمضان
 سلمت السنة تقدم فی
 الباب الخامس من الصلوة
 ذکر يوم الجمعة فقط وقد
 رواه فی مسند ابن حبان

اور وہ دن ہے عین جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل ہوئے (کوئی خاص مہوڑا ہے
 مثلاً معراج کے لیے) روایت کیا اسکو ابو موسیٰ مدینی
 نے کتاب فضائل الیاسی والایام میں شہر بن حوشب کی
 روایت کہ وہ ابو ہریرہ سے **ف** اگر یہ چھینے آدھے تیس
 کے لیے جاویں اور آدھے آدھیں کے تو ان روزوں
 کی تعداد سات سو تیر ہوتی ہے اور عجیب نہیں کہ بعض
 اس کی جو عام لوگوں میں اور عام عابدین میں مشہور
 ہے کہ یہ روزہ ہزار روزہ کے برابر ہے اور اسکا
 لقب ہزاری روزہ رکھتے ہیں اور شاید انہوں نے
 کسر کو ہوا لکھ کر ایسے حذف کر دیا ہوا وہیں نے
 جواب بعض سائل میں اسکی نفی کی ہے تو وہ اس
 اثر پر مطلع ہونے کے قبل ہے بشرطیکہ اثر سند کی
 رو سے ثابت ہوا اور محکو سند کا علم نہیں۔
حدیث الشہر کی حدیث جب جمعہ کا دن ہو
 سے محفوظ رہے (ہفتہ کے) تمام ایام محفوظ
 رہتے ہیں اور جب رمضان کا مہینہ محفوظ رہے
 تمام سال محفوظ رہتا ہے باب مسلوۃ کے باب
 خاص ذکر یوم جمعہ میں یہ حدیث گذر چکی ہے
 اسکو تمام ابن حبان نے منقحاً میں دیا یونہی
 نے حدیث میں حضرت عائشہ کی حدیث سے

اس کا نسخہ امام الشافعی نے لکھا ہے

بعض روایات میں ہے کہ بعض
روایات میں ہے کہ بعض

۴۶

فی الضعفاء وابن نعیم
الحلیۃ من حدیث عائشۃ
وہو ضعیف ففیہ
دلالة علی ما قالہ بعض
اہل الطریق من ان لعبادة
رمضان دخلا فی السنة کلہا
عبادة وتقوی

الحديث اذا احب الله
عبد ابتلاه حتى يسمع
تضرع ابو منصور الدلي
فی مسند الفردوس من
حدیث انس اذا احب
الله عبدا صلب عليه
البلاء صبا الحديث
وفیه دعه فانی احب
ان اسمع صوته
وللطبرانی من
حدیث ابی امامة
ان الله يقول
للملائكة انظروا
الی عبدی خصی

روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے
ف اس حدیث میں دلیل ہے اس قول
کی جسکو بعض اہل طریق نے قرار
ہے کہ رمضان کی عبادت کو پورے سال
کی عبادت و تقویٰ میں دخل ہے یعنی
اگر رمضان میں کوشش کر کے عبادت کرے
تو سال بہر تک عبادت سہل ہو جاتی ہے۔
حدیث جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت
فرماتے ہیں تو اسکو کئی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں
تاکہ اسکی عجز و زاری کو سنیں۔ روایت کیا
اسکو ابو منصور دلی نے مسند الفردوس میں حضرت
انس کی حدیث کے اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کسی
بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اس پر بلائیں
کرتے ہیں اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ارشاد
فرماتے ہیں اسکو اسی حالت میں رہنے دیا جائے
کہ زندہ میں اسکی آواز سننا چاہتا ہوں اور طبری
کے نزدیک ابوالہام کی حدیث سے یہ معنون ہے
کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے
بندہ کی طرف جاؤ اور اس پر بلا خوب برسائو
اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں اسکی آواز سننا
چاہتا ہوں اور ان دونوں روایتوں کی سند ضعیف ہے

عَلَيْهِ السَّلَامُ
الْحَدِيثُ وَفِيهِ
فَأَنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ
صَوْتَهُ وَسَمْعَهُمَا
ضَعِيفٌ هَذَا جَاهِدُ
أَضْرَارِيَّةٌ وَفِيهِ حِكْمَةٌ
الْحَدِيثُ مَا أَمَرَ
مَنْ اسْتَغْفَرَ وَان
عَادَ فِي الْيَوْمِ
سَبْعِينَ مَرَّةً دَت
مَنْ حَدِيثُ ابْنِ بَكْرٍ
وَقَالَ غَرِيبٌ
وَلَيْسَ اسْنَادُهُ
بِالْقَوِيَّةِ فِيهِ
ضَلَّ الْاسْتِغْفَارُ وَعَلَامُ
الْاسْتِغْفَارِ لِلْعَاصِي
النَّاتِجُ لِمَا لَا
الْحَدِيثُ (تَكَادُوا
الذَّلِيلُ أَبُو مُصَوَّبٍ أَدْلَى فِي
مَسْنَدِ الْفَرَوْدِيِّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ
بَسْمِ ضَعِيفٌ وَفِي جَامِعِ

فَی مجاہدہ منظراریہ دکھلاتا ہے اور اس میں
اوس شکیات کی حکمت بھی مذکور ہے جو بزرگوں کے
منقول ہے یعنی حضرات مقبولین جو ظاہر اگر بھی
اظہار تکلیف کا کرتے ہیں گو صورتہ شکایت ہے
مگر معنی اظہار تضرع ہے یہ سمجھ کر کہ حق تعالیٰ کو
یہ محبوب ہے

حدیث اصرار کرنے والا نہیں ہے جس شخص
نے استغفار کر لیا اگرچہ دن پہر میں ستر مرتبہ
معصیت کی طرف عود کرے روایت کیا اسکو
ابوداؤد و ترمذی نے ابویکی حدیث کے ترمذی
نے اسکو غریب کہا اور اسکی اسناد قوی نہیں ہے
ف اس حدیث میں استغفار کی فضیلت ہے اور
یہ بھی ہے کہ کسی غمی کو جو کہ توبہ کر چکا ہو یا اوس کے
توبہ کر لینے کا احتمال ہو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے و خلاصہ یہ
کہ ثائب م اصرار برسی ہے اور ہر غمی میں احتمال
ہونیکا ہے اور مازوم کا اصرار ہی تھا پہر کیا حق کا
لوم کہ حقار کا اسی ہے اہل سنت کی حقیر نہیں سمجھو
حدیث سب کی شقت مست جیلور وایت کیا
اسکو ابو مصعب و دیلمی نے منہ الغردوس میں حدیث
ان سے سند ضعیف کے ساتھ اور جامع سیاق میں
ابن مسعود پر بوقوف کر کے طرح ہے کہ اس حدیث

الکمال ص ۱۱۱ الاضطرارۃ وکتابہ
کتابہ اضطرارۃ وکتابہ

حدیث مسند احمد ص ۱۱۱
حدیث مسند احمد ص ۱۱۱

الاضطرارۃ وکتابہ
الاضطرارۃ وکتابہ

قالب انکا اہتمام ست کرو یعنی اس فکر میں مت پڑو
کہ ہم تمام شب بیداری میں گذاریں اور نیند سے مغلو
ہو کر کسی حصہ میں سویں

حدیث عمل میں اوتنا ہی بار اٹھاؤ جتنی کہ
طاقت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ (مخدا دینے سے نہیں
اوتکتا یہاں تک کہ تم ہی (عمل کر لے) اوتکتا
جاؤ گے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت
عائشہ رضی کی حدیث اور اس میں کلمہ کوی کلمہ کوی
(اوس کے بھی وہی سنے ہیں)

حدیث سب کے اچھا دین (کا کام) وہ ہے
جو آسان ہو روایت کیا اسکو احمد نے مجن بن ادع
کی حدیث (مطلب یہ کہ تصدای اسی مشقت میں
مت پڑو جو مطلوب نہ ہو)

حدیث کوئی ایسا شخص نہیں جو (اعمال میں)
شدت کر کے دین پر غالب ہونا چاہیے (یعنی اسکی
کوشش کرے کہ دین کا کوئی عمل کسی درجہ کا کچھ
فوت نہ ہونے پائے) مگر دین ہی اوسپر غالب ہوگا
(یعنی وہ اس طرح دین پر محیط نہ ہو سکے گا) پس طریق
اعتدال پر چلو جو کہ افراط و تفریط کے درمیان
ہو) اور اگر اعتدال حقیقی سے عاجز ہو تو (اوس سے
قریب قریب رہو کہ ان فی حاشیۃ بخاری عن علی)

سفیان الثوری موقوفاً
علی ابن مسعود کا تعالیو

هذا الیل

الحديث تکلف من

العمل ما تطيقون

فان الله لا یمل حتی تملا

متفق علیہ من

حدیث عائشہ

بلفظ ا کلفوا

الحديث

خیر الدین البیہ

احمد من حدیث

مجن بن ادع

الحديث

لن یشاد

هل الذین

احد الا غلبه

وتد و اتقاروا

من

حدیث

ابو هريرة

الحدیث لا یمل

الحدیث لا یمل

الحدیث لا یمل

ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتدال کا قصد ہی
ذکر و بلکہ نسبت قصد اعتدال کے اگرنا کامی ہو تو اس کے
قرب ہی کو نعمت سمجھو اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہو
روایت کیا اس کو بخاری نے حدیث

ابی مسریرہ سے۔

فائده

متعلقہ بالاحادیث

الاربعة الاربعة

حادیث دالة

على اختيار الان

ليس حكمه ان

قتلوا من رحمة الله

ومشاهدة نعمته

وتوفيق المداومة

فائده متعلقہ باحادیث چارگانہ یہ سب

حدیثیں اس پر دل ہیں کہ عمل میں سہل کو اختیار

کرے (مطلق مشقت کی نفی مراد نہیں بلکہ وہ

مشقت جو قابل برداشت ہوں) اور حکمت اس

را اختیار اسی میں چند ہیں نسبتہ خدا قائل

کی رحمت کے قریب ہونا دیکھو کہ صل نشا یسر کا رحمت

اور جہاں صوفیہ عمر شروع ہے معنی وہ بھی یسر

نسبتہ خدا تعالیٰ کی نعمت (تیسیر) کا مشاہدہ نمبر

دوام کی توفیق ہونا جو کہ عمل شاق میں کم متوقع ہے

۴۹

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔

۲۰۔

تتم ربع العبادات

وتیلو ربع

العبادات

یہاں احیاء علوم کالیع جہاد

تمام ہوا آگے ربع عبادت

آتا ہے

کتاب الابل اکل من رُبع العاد

الحديث يقول الله للعبد يوم
القيامة يا ابن آدم جئت فلم تقصني
الحديث من حديث أبي هريرة بلفظ
استطعتك فلم تقصني
وفي جواب عن النكير
على كلام القوم الموارح فيه
امثال هذه المجتزات
الحديث ما خير رسول الله صلى
الله عليه وسلم بين شيئين الا اختار
اليسرهما متفق عليه من حديث
عائشة وزاد ما لم يكن امثال
ينكرهام في بعض طرق وفيها
عليه المحققون من عدم الهجوم على
المشاق من غير ضرورة فان
الشيئين هما طريقتان يتويان
في الاصال الى المقصود
والمشقة في غير المقصود متا
لا فائدة فيه وكرر النظر
في الفائدة المتعلقة بالاحاديث

توضيح الكلام ما في الحديث
قوله كلام جلدی

توضيح اللفظ الذي لا يرد
في كلام جلدی

ربع عادات میں ہے کتاب الابل

حديث الله تعالى بنده من قيامت کے روز
فرمادیں گے اے ابن آدم میں پہو کا ہوا تو نے مجھ کو
کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث کو مسلم نے ان الفاظ سے
روایت کیا ہے کہ میں نے تجھے کھانا مانگا تو نے
مجھ کو کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث میں
جواب ہے اوس اعتراض کا جو صوفیہ کے اوس کلام
پر کیا جاتا ہے جس میں اس قسم کے مجازات کو
حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم کو جب
کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا اپنے
سہل چیز کو اختیار فرمایا روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث اور اس میں
زیادت بھی ہے کہ بشرطیکہ وہ سہل چیز گناہ نہ ہو اور
اس زیادت کو مسلم نے بعض طرق میں ذکر نہیں کیا
ف اس میں وہ معمول نہ کرے جس پر محققین قائم ہیں
یعنی بلا ضرورت مشقتوں میں پڑنا کیونکہ یہ وہ چیز
وہ دو طریق ہیں جو مقصود تک پہنچانے میں ایک
ہیں (دو طریق غیر مقصود ہے) اور غیر مقصود مشقت
کرنا کچھ بھی مفید نہیں اور اوس فائدہ کو کمر و کج
نہ جواب سابق کے ختم کے قریب چار حدیثوں کے

۴

۵

الاربعة التي نزلت فيها من آخر الباق الصالح
الحديث ومن حديث ابن جبر
ان النبي صلى الله عليه وسلم
غنى عن طعام المتباعدين و
فيه من دم الرياء والنفاخ
مما لا يخفى فيه

متعلق گذرا ہے (اوس میں ہی اسکے متعلق مضمون کی
حدیث ابو داؤد نے ابن عباس رضی حدیث
روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیٰ و
شخصوں کے طعام (کے قبول کرنے) سے منع فرمایا
جہاں ایک دو کھڑے بڑھن چاہتے ہوں
اس میں یا تو فخر کی جڑ نہ مت کھا رہے

کتاب آداب النکاح

الحديث انه تعالى يقول
ما ترددت في شيء
كتردد في قبض عبدك
المسلم يكره الموت
وانما أكره مسأمة
ولا بد له منه ثم من
حديث ابی ہریرۃ
أن عمرو بن خالد
بن عجل العظوفاني
وهو متكلم فيه
في مثل ما في
الحديث الاول من
كتاب آداب الاكل

حدیث حق تعالیٰ فرماتے ہیں ملک کسی چیز میں
ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے سلمان بندہ کی ربح
قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے (کیونکہ) اوسکو موت
ناگوار ہے (سواس کا مقتضا تو یہ ہے کہ اوسکو موت
ندول) اور (بہت سی حکمتوں سے) موت بھی اوس
کے ضروری ہے (اس کا مقتضایہ ہے کہ اوسکو
موت دل سے بھجواتا ہو گا) اوسکو بخاری ابو ہریرہ
کی حدیث سے روایت کیا (اور) اس (کی ریت) میں
خالد بن عجل غطفوانی منفرد ہے اور اوس میں کلام
کیا گیا ہے اس سے ہی امر استفادہ ہو
ہے جس کتاب آداب الاكل کی سب سے پہلی
حدیث میں ہے (کیونکہ توقف کو تردد سے
تعبیر فرمایا گیا)

کتاب النکاح

تعبیر فرمایا گیا

حدیث ہر عمل کرنے والے کو (ابتداء میں ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (آخر میں) سکون ہو جاتا ہے سو جب کا سکون میری ہمت پر ختمی ہو۔ وہ ہدایت پر رہا رعایت کیا اسکو احمد اور طبرانی عبد اللہ بن عمر کی حدیث اور ترمذی کے نزدیک بھی ایسے قریب قریب ابو ہریرہ کی حدیث اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے

ف ایں سپرد لالت تاکہ (ایسے) احوال (جو) غرض جو (غفائی) (ریں) ہمیشہ نہیں ہا کہنتے اور اصل مقصود عمل بالنسب ہے تاکہ (ایسے) کیفیات و احوال اوائل طریقے اسکی تصریح فرمائی ہے۔ **حدیث** جب بندہ کے گناہ کثرت سے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسکو کسی فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اہل گناہوں کا کفارہ کر دیں۔ روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث سے گراہیں (ہم کی جگہ) بالآخر ہے (یعنی غم میں مبتلا کر دیتے ہیں) ایں ایث بن ابی سیم جو مختلف فیہ ہے **ف** ایں وہ مضمون ہے جسکی اہل طریق تصریح کرتے ہیں یعنی خزن

الحديث لكل عامل شرة
ولكل شرة فترة فمن
كانت فترته الى سلقى
فقد اهتدى احمد
والطبراني من حديث
عبد الله بن عمر و للترمذي
هذا من حديث ابيه
وقال صحيح وفيه عدم دو
الاحوال النفسانية وكون اصل
المقصود العمل بالنسبة دون
الکیفیات و الاحوال و به صحت
الحديث اذ اكثر ذنوب العبد
ابتداء بهم ليكنها اهل
من حديث ما كتبه الانه قال
بالخزن فيه ليث بن سليم مختلف فيه
ف فيه ماصرح به اهل
الطريق من منافع الحزن
وهو من المجاهدات
الاضطرارية

کے منافع اور یہ مجاہدات ضروری سے ہے

(باقی آئندہ)

کون احوال غیر مقصود
مقصود و احوال

المجاهدة الاضطرارية
مجاهدة اضطرارية

الحديث تمام و احتاجوا
 البخاری فی کتاب الادب
 المفید والمبہق من
 حدیث ابی ہریرۃ
 بسند جید
 فیہ ما علیہ اهل الطریق
 من اعتنائہم بالثبات
 لمحض الحب مائیس
 فی غیر مصر

حدیث آپس ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو
 باہم محبت بڑھ جاوے گی روایت کیا اسکو
 بخاری نے کتاب ادب المفرد میں اور بیہقی
 نے حدیث ابی ہریرہؓ کے سند جید کے ساتھ
 اس میں اس عادت پر دلالت ہے جبریل علیہ السلام
 عامل میں اپنی ہدیہ دینے کا اہتمام خالصت
 کے سبب جو کہ دوسرے لوگوں میں نہیں پایا
 جاتا کیونکہ دوسروں کے ہدیہ میں کچھ نہ کچھ
 غرض ہوتی ہے

کتاب آداب الکسب والمعاش

کتاب آداب الکسب والمعاش

الحديث ذكر الطبري فقال
 تعدد وخصا صا وروح
 بطائنا الترمذی وابن
 ماجه من حدیث
 عمر قال الترمذی حسن
 صحيح فيه تعلیم
 التوکل صراحة
 والحمل علی التوکل
 فی السعی اشارة
 فان الغد و الرواح

حدیث اپنے پرندوں کے ذکر (طرح) فرمایا
 کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو
 تمکو پرندوں کی طرح رزق دیں جو صبح کو
 پہرے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے
 ہیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ
 نے حضرت عمرؓ کی حدیث سے ترمذی نے
 اسکو حسن صحیح کہا ہے و اس میں صراحت
 توکل کی تعلیم ہے اور اشارۃً سعی فی السب
 المعاش میں اعتدال کی ترغیب ہے
 کیونکہ (پرندوں کی) یہ آمد و رفت صحیح

الہادی بابت جاری اثاثی مسئلہ

ابو علی محمد النعمانی فی الطب

و فی السعی اشارة

فیہ

هو من السعي
الحديث رحم الله أمراً سهل
البيع سهل الشراء سهل القضاء
سهل الاقتضاء البخاري
من حديث جابر ف
فيه من تعليل الرفق
والعامله بالجميل مالا
يخفى الا ما ارفيه بالغلط

وشام کی یہ بھی سہی ہے (طلب معاش میں)
حدیث اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت فرماو
جو بیع میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو دوسرے کا
حق دینے میں نرم ہو اپنا حق لینے میں نرم ہو
روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت جابر کی حدیث
سے ف ہمیں نرمی کی اور معاملہ میں سہولت
کی جو تعلیم ہے ظاہر ہے ہاستشار اوس موقع
کے جہاں سختی کا حکم ہے۔

كتاب الحلال والحرام

كتاب الحلال والحرام

الحديث ابو نعيم في الحلية
من حديث ابي ايوب
من اخلص لله اربعين
يوماً ظهر ميايم
الحكمة من قلبه
على لسانه ولا ين
عدى غنوه من
حديث ابي موسى
وقال حديث
منكر ف فيه
اصل فلا ربعين

حدیث ابو نعیم نے علیہ میں ابویوب کی
حدیث یہ روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس دن
اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اختیار کرے حکمت (دعوت)
کے چمٹے اوس کے قلب سے اوسکی زبان پر پور
ہونے لگتے ہیں اور ابن عدی کے پاس
اسکے قریب قریب ابو موسیٰ کی حدیث اور
اونہوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے
ف اس حدیث میں اصل ہے چلہ کی
دیکھو کہ اوسکا اصل ہی چالیس روز تک
اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے
اور برکات میں چلہ کے اور اثبات ہے علم اللہ

۵۴

ابن نعیم

وہر کا تھا واثبات

العلم اللداف

الحديث دع ما يريك

الى مالا يريك النساءى

والترمذى والحاكم

وصحاح من حديث

الحسن بن علي

ف فيه معيار

عظيم للنقوى

الحديث

دعاء الرجل

الفارس

فقال انا

وعائشة

الحديث

مسلم عن

النسرو قام

فقال لا

فقال لا

ثم اجابه

بعد فذهب

رکونکہ جس علم کا اس میں ذکر ہے بلا واسطہ کتب

وہ ثمرہ عمل و اخلاص کا ہے

حدیث جو چیز نکو کھٹکے اوکو چھوڑ کر دے

چیز اختیار کر دو جو تم کو کھٹکے نہیں روایت

کیا اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے حسن

بن علی کی حدیث اور ترمذی و حاکم نے اسکی

تصحیح بھی کی **ف** اس حدیث میں تقویٰ کا

معیار عظیم ہے (جو شخص کھٹکے کی چیز کو چھوڑ

دیگا وہ کبھی مسلم میں واقع ہو ہی نہیں سکتا)

حدیث ایک فارس کے رہنے والے

شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

کی آپ نے فرمایا میں اور عائشہ دونوں طہیں

گے آخر حدیث تک اسکو مسلم نے حضرت

اس سے روایت کیا ابو رپوری حدیث

یہ ہے کہ اوس فارسی نے کہا کہ نہیں (یعنی

حضرت عائشہ نہیں) آپ نے فرمایا کہ نہیں

(یعنی میں بھی نہیں جاتا) پہر عبد میں آئے

آپ کی شرط کو منظور کر لیا پس آپ اور حضرت

عائشہ دونوں آگے پیچھے ہوتے ہوئے

چلے اوسنے دونوں کے رویہ و جریبی مشاہدہ

کی **ف** اس میں اس پر دلالت ہے کہ اگر

تصحیح ترمذی

۵۵

اشعار طاجانۃ الجموعہ
مشرطہ من طبعہ فی حوت الثانی

۵۶

هو وعائشة
يتساءون
فقترب
اليهما اهالة
ف فيه
ان اشتراط
اجابة الدعوة
بشرط مبع
لا نيا في حق
المسلم ولا حق
الاخلاق

دعوت کی منظوری کو کسی جائز شرط سے مشروط کر کے تو یہ امر نہ حق مسلم کے منافی ہے اور نہ حسن اخلاق کے رعباً آپ نے یہ شرط لگائی کہ اگر حضرت عائشہ کی بھی دعوت کرو تو میں بھی منظور کرتا ہوں اور اوسکا اولاد منظور نہ کرنا شاید اسوجہ سے ہو کہ کہانا ایک بھی کافی ہوگا اسنے چاہا ہو کہ حضور شکم سے ہو کر کھالیں پہر آخر منظور کر لینا اس خیال سے ہو کہ آپ کی تعظیم قلب آپ کے شیخ سے اہم ہے اور اسوقت تک حجاب نازل نہ ہوا ہوگا

کتاب آداب الالفة

کتاب آداب الالفة

حدیث اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے ف اس میں انسان کے منظر حق ہونے کا مسئلہ مذکور ہے کیونکہ صورت حقیقہ ظہور ہی ہے +

الحديث ان الله خلق آدم
على صورته مسلم من حديث
ابو هريرة ف فيه مسئلة
مظهرية الانسان
للحق فان الصورة هو الظاهر
للحقيقة

(باقی آئندہ)

الحديث المروي عن خليفه
الحديث ابو داود والترمذي
وحسنه والحاكم من حديث
ابيهير وغيره وقال صحيح ان شاء الله
تعالى وتماه فليتنظر احدكم
من غيابة فيه الاحتياط
انيليم في اتخاذ الشيعه
الذي هو اعظم الخلاله
وادومهم خلة

الحديث المؤمن

ملحة المؤمن ابو داود

من حديث ابو داود

باسناد فيه

تقليم طريق

النعم لمن رأى

فيه عيباً من الظاهر

عليه و

الستون غير

كشأن

الملة

الحديث اتقوا

حدیث - آدمی اپنے دوست کے طریق پر
ہوتا ہے اسکو ابو داود و ترمذی اور حاکم نے
ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور
ترمذی نے اسکو من اور حاکم نے اخبار اصغر کے
ساتھ اسکو صحیح کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے
کہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہ جس سے دلی
دوستی کرتا ہے وہ اس میں بلیغ احتیاط کی
تعلیم ہے پیر نے میں جو سبب مستند میں
اعظم ہے اور دوستی کے تعلق میں سبب دو ہیں
حدیث من انکبہ ہے دو سببوں کا
(دو چشبیہ غریب آتی ہے) روایت کیا ہے
ابو داود نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اسناد
حسن کے ساتھ وہیں تعلیم ہے ایسے شخص
کو نصیحت کرنے کے طریقہ کی جنہیں کوئی عیب
دیکھے وہ طریقہ یہ ہے کہ خود اس پر تو ظاہر کر دے
اور دوسروں پر ظاہر نہ کرے جیسی انیسکی
شان ہوتی ہے کہ جب سانسے رکھو غبار
عجب نکلو تو کھلا دیکھا مگر دوسروں سے کہنا
نہ پھرے گا اور پھر بھی اظہار ایسے طور پر نہ کرے گا
جس سے غباری دل آزادی ہو
حدیث بچو عالم کی لغزش سے (یعنی اس)

۵۶

صحیح البخاری

زلۃ العالم ولا
تقطع حوہ وانتظر
فبکثر البغوی
فی المعجم
وابن عدی فی
الکامل من
حدیث حمہ
ابن عوف المزنی
وضعہ ف
دخل فی عمومہ
النہی عن التحیل
فی القطع عن
الشیخ بادی زلۃ
مع النہی عن اتباعہ
فی ذلک الفعل
ولا بشأ رق علی
قطعه اذا صر علی
ذلک المنکر
الحديث اجب
جیدک صونا
ما عی ان یكون

ما یکون وقت صدورہ منہ
ما یکون وقت صدورہ منہ

۵۸

النہی عن التحیل
نہی عن التحیل

لغز میں اور اس کا اتباع مت کرو) اور اس سے
اور اس لغزش کے سبب قطع تعلق مت کرو
اور اس کے رجوع (الی الصواب) کے منتظر
(انتظار کی غایت یہ ہے کہ اگر وہ رجوع نہ کرے
اور اسی غلطی پر اصرار رکھے تو قطع تعلق کرو)
روایت کیا اسکو بغوی نے معجم میں اور ابن
عدی نے کابل میں عمرو بن عوف کی حدیث کے
اور دونوں نے عمرو کو ضعیف کہا ہے
اس حدیث کے عموم میں (شیخ کے) یہ معاملاً
بھی آگئے بنسلسلہ شیخ سے اگر کوئی لغزش نہ
جائے اور اس سے قطع تعلق کرنے میں جلدی
کرے بنسلسلہ اس کے ساتھ ہی اس فعل میں اس کا
اتباع بھی نہ کرے (غرض نہ عقیدت میں غلو
کرے کہ اس مصیبت میں اتباع کرنے لگے
نہ سو عقیدت میں غلو کرے کہ فی اغوار اس کا
قطع کرے) بنسلسلہ اس سے قطع تعلق کا
بھی مشورہ دیا گیا ہے جبکہ وہ اصل میں غیر مشروع
پر اصرار کرے۔

حدیث دوستی کو اپنے دوست سے
اعتدال کے ساتھ۔ لیکن ہے کہ وہ کئی دن
تیرا دشمن ہو جائے اسکو ترمذی نے ابو ہریرہ

بعضی یوما ما لحدیث
 الزمذی من حدیث
 ابی ہریرۃ وقال غریب
 قلت جالہ ثقات جال
 مسلم لکن الراوی تردد
 فی دفعہ وتمامہ بعضی غریب
 ہونا ملاحظہ ان یلکون حیات
 یوما ما فیلہ لہی
 عن الغلو فی الامم
 الحدیث حدیث
 اکرمہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لہجوز دخلت علیہ وفولہ
 انہا کانت تاتینا ایامہ
 خدیجۃ وان حسن العبد
 الایمان الحاکم من حدیث
 عائشۃ وقال عجم علیہ
 الشیخین ولیس لہ ملۃ
 ففیہ رہایۃ الحق
 واجبت ثقت او مناسبتہ
 الحدیث المسلم
 من مسلم المسلمون

کی حدیث سے روایت کیا اور اسکو غریب کہا
 میں کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقات ہیں
 جو سلم کے رجال ہیں لیکن اہی نے اس کے
 مرفوع ہونے میں تردد کیا ہے اور پوری
 حدیث یہ ہے کہ دشمنی کراپنے دشمن سے
 اعتدال کے ساتھ ممکن ہے کہ وہ کئی ن تیرا
 دوست ہو جائے ف اس حدیث میں
 ہنی ہے معاملات میں خلو کرنے سے (اور
 اہل طریقی میں اسکی تعلیم کا خاص اہتمام ہے)
 حدیث ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ایک پیران کے بزرگ داشت فرماتے تھے
 ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ یہ ہمارے پاس مقرر
 خدیجہ کے زمانہ میں آتی تھی اور خوبی کے ساتھ
 نہاہ کرنا ایمان کی بات ہے اس لئے میں
 اسکی خاطر داری کرتا ہوں) ماکہ نے اس کو
 حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا
 اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے شرط بخین پر اور
 اس میں کوئی علت نہیں ف اس روایت
 ہے حقوق واجبہ و مناسبت کی

۵۹

حسن الہادی

احمد علی بن احمد

مرع

۶۰

وہی کہ اس کا نام ہے
وہی کہ اس کا نام ہے

من لسانہ ویدہ
متفق علیہ منہ
ابن موسیٰ
فیہ اصل عظیم
لحسن الاخلاق
تفسر الکافات
من احکامہ
الحديث اذا اتاكم
کریم قوم فاکرموه و
اوله قصه فی قدوم
جریب بن عبد اللہ
الحاکم من حدیث
وقال صحیح السناد
فان حل بجموعہ
مداراة کل رئیس
ولو کافر لا شتم الله علی
المصلحة من تالیفہ
علی الخیر او التوقی
من الشر وکن لا یخص
الطبع

(یعنی کسی کو ناسخ دینا نہ ہو پختے) روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے ابو موسیٰ کی حدیث سے
ف۔ میں حسن اخلاق کا بہت بڑا قاعدہ
مذکور ہے جس پر ہزاروں احکام متفرع ہوتے
ہیں اگر اس کا استعمار رکھا جاوے کہ مجھے
کسی کو اذیت نہ پہنچے تو وہ حسن اخلاق کے
ہزاروں شعبوں کو عملاً و عملاً محیط ہو جائیگا
حدیث۔ جب تمہارے پاس کسی قوم
کا معزز شخص آئے تم اس کا اکرام کرو اور
اس کے اول میں ایک قصہ ہے جس پر
ابن عبد اللہ کے آنے کے متعلق روایت
کیا اسکو حاکم نے جابر کی حدیث سے
اور اسکو صحیح الاسناد کہا۔ ف۔ یہ
حدیث اپنے عموم سے دلالت کرتی ہے
ہر رئیس کی مداراة کے مندوب ہونے
پر گو وہ کافر ہی ہو اس لیے کہ اس میں
مصلحت ہے خواہ خیر براہ کی تالیف
قلب یا شر سے بچاؤ لیکن محض طمع
(دنیوی) کی غرض سے نہ ہو کہ وہ جائز
(نہیں)

(باقی آئندہ)

الحديث ان عشيحة ان يعقذت في
قلوبكم ما شروا وقال علي بن مسكين ما اخصا
صفية متفق عليه من حديث صفية
فيها التقاء من مواضع التماس
وهي الامور التي تكون صورتها صفة
بعض المنكرات اماما لو يكن كذلك
فالصديق له هو الخوف عن الملامة
الذي صلاح على تركه

حديث بحكمه انزلت جبرائيل
تخارص طلب من كوفي بری ہاتھ والدے اور
راستے آپ نے (اون دونوں صحابی سے) فرمایا تھا
کہ وہ تم جاؤ پھر یہ فرمایا کہ یہ بی بی جو میرے
پاس بیٹھیں، صفیہ تھیں (کوفی اجنبیہ تھیں)
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے صفیہ کی حدیث
سے (خلاصہ واقعہ کا یہ ہے کہ آپ محمد میں شک
تھے حضرت صفیہ آپ کی بی بی آپ کی زیارت کو حاضر

الاحتفاء عن النعمان وحفصہ
ابن اسحاق عن النعمان وحفصہ

ہوئیں جب لوٹنے لگیں تو سامنے سے دو شخص آتے ہوئے نظر پڑے آپ نے پردہ کی وجہ سے اون
دونوں سے فرمایا تم جاؤ یعنی یہاں پر وہ ہے کبھی سامنا نہ ہو جاوے جب حضرت صفیہ علی گئیں
اون دونوں کو آنے کی اجازت ہو گئی اور سوت آپ نے فرمایا کہ یہ صفیہ تھیں اونہوں نے عرض کیا تو
تو یہ رسول اللہ کیا آپ پر کوئی شبہ ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا انی خشیت الاجس کا محل یہ ہے کہ شیطان
کا دوسرے والدینا پیدا نہیں خواہ اس میں سوسہ ہر تم کا رہندہ ہوتے اس لئے میں نے اس کا انکار
کر دیا) **ف** اس حدیث میں ہر دو الفاظ کا ایسے شبہات کے مواقع سے بچنا چاہیے اور یہ مواقع وہ
امور میں مخفی ظاہری صورت بعض منکرات کی ہی صورت ہو جیسے منکوحہ کے پاس بیٹھنا اور اجنبیہ کے
پاس بیٹھنا دونوں صورت میں مشابہ ہیں ایسے مواقع پر احتیاط یا مداخلت ضروری ہے باقی جو
ایسے ہیں (گو عوام اوسیں بدنام کرتے ہوں جیسے اظہار حق میں بدنام کرنا) اون کی تسکین میں
(اور عوام کے شبہات کے دفع کرنے کے اہتمام میں لگنا) یہ خوف ہے ملامت سے جس کے
ترک پر ترجیح کی گئی ہے وقائل غفلک لایخافون فی اللہ وصلة لائم ایسا خوف محمود نہیں

حدیث اللہ تعالیٰ کے نزدیک (من وجہ)

سورۃ النہل سے زیادہ پر راعل سرور کے فعل کرنا

الحديث ان من اجل الاموال
الی اللہ ادخال السرور علی المؤمن

الاحتفاء عن النعمان وحفصہ
ابن اسحاق عن النعمان وحفصہ

الحديث الطبرانی في
الصغير والوسط
من حديث ابن عمر
بسنن ضعيف
هو كذا لطيف للقوم
وله شرطان لا يدخل
في الشرور با دخال
السرو وكد يدن
الذين سمو مشرقي
بصلم الكل

الحديث ان فلانة
تصوم النهار وتقوم الليل
وتؤذي جديراً
فقال ه في النار
احمد والحاكم من
حديث ابیہريرة وقال
صحيح السنن وفيه
شناعة لا يذال الناس
بلحق وتقم المعاملة
على العبادات -

۶۲

تقدم المماثلة على العبادات
تقدم برزخ سالك برزخ دات

مومن پر ہر کو طبرانی نے صغیر اور وسط میں ابن
عمر کی حدیث سے بسنن ضعیف روایت کیا ہے
ف یہ معمول صوفیہ کا مثل طبعی کے ہو اور تقوا
شرعیہ کی اسکی ایک شرط ہو یہ کہ اس سرور کے ذوال کرنے
سے خود مشرور و مسمیٰ ہیں اصل یہ ہوا کہ جیسا ان
لوگوں کا طریقہ ہے جنہوں نے اپنے مشرب کا
لقب صل کل رکھا ہے کہ امر بالمعروف و نہی
عن المنکر تک نہیں کرتے کہ کسی کا جی برادر ہو گیا
اؤ کو قرآن پاک میں یہ حکم نظر نہیں آیا و لا
تأخذہ کہ عجماء آفة فی دین اللہ

حدیث (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر من
کیا گیا کہ) فلا فی عورت دن کو روزہ کرتی ہے اور
رات کو بیدار رہتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو تکلیف
بھی دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جاوے گی
روایت کیا اسکا حمار عاکم نے ابوہریرہ کی حدیث
سے اور عاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اس
اسکی شناعة ہے کہ لوگوں کو ناحق ایذا دی جاوے
اور اس میں معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا بھی نہ
ہے نہ بایکس درجہ متروک ہو گیا ہے عبادات
تعلیم بھی ۛ



کتاب آداب الغزلة

کتاب آداب العسرة

الحديث عند ذكر الصالحين تنزل
الرحمة ليس له اصل في الحديث المرفوع
وانما هو قول سفیان بن عیینة کذا
رواه ابن الجوزی فی مقدّمه صفوة
الصفوة و هو اصل لتدین
احوال الصلحاء وقولهم التابو حجة في
الحديث ان الله لا یمل حق قلوبا
تقدّم قلت لم اطلب موضوعة
رويت عن المشکوة رواية الشیخین
عن عائشة قالت قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم خذوا من الاعمال
ما تطیقون فان الله لا یمیل حق
قلوب فیہ الحدیث علی
الاقتصاد فی العمل والعمالة
المدامنة

الحديث حديث كعب
ابن مالك قتلما كان
رسول الله صلى الله عليه
وسلم يخرج الى سفن

حديث بن زبیر کے ذکر کے وقت حضرت
ترویل ہوتا ہے حدیث مرفوع میں اسکی کچھ اصل
نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول جو اسی طرح
ابن الجوزی نے صفوة الصفوة کے مقدمہ میں یہ ہے
کیا ہے و یہ اصل ہے بن زبیر کے حکایت
جمع کرنے کی اصحیح تابعی کا قول ایسے امر میں جو
حديث۔ الحدیث میں اسکا ترجمہ ہی آتا
ہوا ہو گئے حدیث پہلے آچکی ہے۔ میں کہتا ہوں
میں نے وہ موقع تلاش نہیں کیا بلکہ شکرہ سے
شیخین کی روایت حضرت عائشہ سے نقل کر دی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں
اوتناہی اختیار کرو جس کا فعل کر سکو کیونکہ اللہ کا
نہیں اسکا ترجمہ ہی آتا ہوا گئے ہیں
ترجیب کا عمل میں تو وسط اختیار کرنے پر تاکہ بڑا
مکمل ہو کہ ماہر دست زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کمتر
حديث كعب بن مالك روايت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجمع جرات و شہدائے
اور دفوں میں بہت کم سفر میں تشریف لیتا تھا
بزار نے صرف یوم النہس پر اکٹھا کر کے اور پھر اچھے

اصل تبارک و تعالیٰ
ابن زبیر کا قول ہے

۴۳
الاصحاح في العلم
وسط و سلسلہ

الاصحاح في العلم
وسط و سلسلہ

الایوم الخمیس والسبت السباز
مقتصر علی یومین یا والخراطلی مقتصر
علی یوم السبت وکلما ضعیف
الحديث **ف** اصل لعادة اکثر الصلوة
من السفر في هذين اليومين الخميس
اثبت لورود في الصحاح

صرف یوم جمعیت پر اتنا کر کے سکھورایت کیا کہ
اور دونوں ضعیف الحدیث میں **ف** یہ اصل ہے
اوکی جو اکثر ترگوں طعم عمل ہے کہ ان دونوں دن
میں سفر شروع کرتے ہیں۔ مگر نحس زیادہ ثابت ہے
چونکہ صحاح میں آیہ ہے (نجمانی میں) اس حدیث
کے بعد میں محسوس آیا ہے

کتاب السماع

کتاب السماع

الحديث حثه ابیہریر
ان غلاما كان في
بني اسرائيل على جبل
فقال لامه من خلق
السماء فقالت الله
الحديث وفيه ثروى
نفسه من الجبل فقطع
سراواه ابن جان
ف فيه ان الواجد
معذور ولو اهلكت
نفسه في غلبة الوجد
فلا ينكر عليه۔

۹۳

والله اعلم
بما خفى

حدیث۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ
ایک نوجوان بنی اسرائیل میں ایک پہاڑ پر تھا اپنے
اپنی ماں کے دو بھی وہاں ہی تھی (پوچھا کہ آسمان کو
کس نے پیدا کیا یہ نہیں کہ وہ جانتا تھا بلکہ اپنے
جموہ کا نام سن کر کہتے پوچھا کہ سنو میں اور بھی لطیف
ہے) اوس نے کہا کہ اللہ نے (پیدا کیا) اس
حدیث میں یہ بھی ہے کہ پیر اوس نے اپنے کو
پہاڑ سے گرادیا اور پاش پاش ہو گیا روایت کیا
اسکو ابن جان نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ
صاحب وجد معذور رہتا ہے اگرچہ غلبہ میں ہے
کو ہلاک بھی کر دے اس پر اعتراض کرنا
چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

الحديث حدیث صلوات ختم رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم بعد انصر اخ
عن الصلوة ثواب ابي جهم اذ كان
عليه اعلان مشغلت قلبه تقدم
في الصلوة قلت والحديث
اخرجه الستة ان الترمذي
كما في التيسين ولذا لم
استقرئ موضع تقدمه
في الصلوة وفي رواية
مالك وابي داود كنت
انظرا اليها وانا في الصلوة
فأخاف ان تقتنى
وفي فيه صحن القلب
عن المشواشات -

الحديث اتقوا فراسته
المومن فانه ينظر بنوا الله
تعالى الترمذي
من حديث ابي سعيد
وقال غريب في اهل
للفراسته وه
نوع من الكشف وقل

حديث جس میں یہ قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ابو جهم کا کپڑا اس
آمار دیا کہ اس میں بھول پڑے تھے جس نے آپ کے
قلب کو مشغول کر دیا اپنی مشغولی کے قریب کر دیا
جیسا کہ آتا ہے یہ حدیث کتاب الصلوة میں
گزر چکی ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کے ساتھ
سننے کے ذمہ نہیں بھلتے ابن ماجہ کے امام کا کتب
بجز ترمذی کے روایت کیلئے جیسا کہ ترمذی میں
اور اسی لئے کتاب الصلوة میں اس کا موقع میں
تلاش نہیں کیا اور اگر اصل لوداد کی روایت
میں یہ کہ میری نظر نماز میں او کی طرف جاتی تھی
جھکوا اندیشہ ہوا کہ جھکنا مشغول نہ کرے لگائی
نوبت نہیں آئی **ف** اہیں قلب کو ایسا
تشویش سے محفوظ رکھنے کا مضمون ہے

حديث مومن کی فراست دُر و دُر تیار کہ
پیش اہل دل نگہ دارید دل
تینا شیدا و گمان بد خیل -

کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے روایت کیا
اسکو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے اور اسکو
غریب کہا ہے **ف** اس حدیث میں اس
فراست کی اور وہ ایک قسم کا کشف ہے اور عبادت

۴۵
تمام ان حساب اللہ تعالیٰ
طرح اسباب تشویش

اصل انشاء اللہ و کما
اصل انشاء اللہ و کما

من القوم
من لم یثبت
حظاً منه
وحکمه
حکم الکشف

الحديث اختصم على وجعفر
وزيد بن حارثة في ابنة
حزرة فقال لعل انت من
وانا منك فجل وقال لجعفر
اشبهت خلقى وخلق فجل
وقال لزيد انت اخونا
ومولانا فجل ابوا داود من
حديث علي باسناد حسن
وهو عند البخاري دون جمل
في الاحياء والجل هو المرقص
وذلك يكون لغرض او شق
قلت لم اجد له بهذا اللفظ
في سنن ابى داود ولا لم اجد له
نعماً وورد الحافظ في الفتح
باب عمرة القضاء ما نصه
وفي حديث علي عند احمد

صوفیہ میں کوئی شاذ ناورد ہوگا جسکو ہمیں سے کچھ
نہ کچھ حد نہ دیا گیا ہو اور وہ بھی مثل کشت کے
جنت شرعیہ نہیں اگر غلط کم ہوتا ہے جیسے ایک
شخص کسی جھوٹ نہ بولتا ہو مگر شہادت تہا
او کی جنت نہیں)

حدیث حضرت علی اور حضرت جعفر اور
حضرت زید بن حارثہ نے حضرت حمزہ کی لڑکی
میں (کہ کون پرورش کرے) باہم اختلاف
کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (سچی
اس طرح تسلی فرمائی کہ) حضرت علی سے (تو یہ نکلا
کہ) تم میرے اہل میں تمہارا وہ (ایک خاص بیت
پر) رقص کرنے لگے اور حضرت جعفر سے فرمایا
تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہووے گی
رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا تم
ہمارے بہائی اور دوست ہووے گی رقص کرنے
لگے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے حضرت علی
کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ اور یہ حدیث
بخاری کے پاس ہی ہے اوس میں جمل نہیں ہے
اور اچار میں ہے کہ جمل رقص کو کہتے ہیں اور
فرج یا شوق سے ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجھ کو
یہ حدیث اس نقطہ سے بسنن ابو داؤد میں ملتی

وكان امرسل الباقرفقام جعفر فجل
حول النبي صلى الله عليه وسلم
دار عليه فقال النبي صلى الله عليه
وسلم ما هذا قال هذا شئ
رايت الجشته يصنعونه بملوكهم
وفي حديث ابن عباس
ان النجاشي كان اذا رضى
احدا من اصحابه قام
فجل حوله وجعل يفتق
المحملة وكسرها وقف
على رجل واحدة وهو الرقص
بهيئة مخصوصة وفي
حديث علي المذکور
ان الثلاثة فعلوا ذلك
وفي القاموس جمل رفع
رجلا وتريث فمشيه
وفيه نواف فيه
اصل رقص اهل الوجد
لقرح او شوق ولوا
من غير اضطرار اذ الم يكن من غير
فاسد من الرياء ونحوه

اور ہوا ان کی سرسری میں البتہ حافظ ابن حجر نے
فتح الباری کے باب غرة القضا میں اس طرح ذکر
کیا ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں امام احمد کے نزدیک
اسی طرح رسول نام باقر میں ہے کہ حضرت جعفر کثری جوئے
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رقص کیا اور
لو پھر لگا دیا جو کوئی قرآن پڑھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ کیا باتھا انھوں نے عرض کیا کہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے
حبشہ کو اپنی یادشاہو کو ساتھ کرتے دیکھا ہے اور
ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ بنی نضیر رشا
جبتہ جب اپنے تابعین میں کسی سے خوش
ہوتا تو وہ شخص اور شکر ناشی کے گرد گھومتا ہوا
رقص کرتا اور جمل بفتح حاء و کسر جیم کے معنی میں
ایک پاؤں پر کھڑا ہوا اور وہ ایک خاص ہیئت
پر رقص ہے اور حضرت علی کی حدیث مذکور میں
یہ بھی ہے کہ تینوں نے ایسا ہی کیا اور قاتلہ
میں جمل کے معنی ہیں کہ ایک پاؤں اوٹھالیا اور
رقص میں آہستگی کی اور اوس میں یہ بھی ہے کہ اوٹھا
(تو جمل اوس رقص کی ہیئت مخصوصہ کا پڑا
کہ ایک پاؤں اوٹھالے اور ایک پاؤں آہستہ
آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اوچلتے ہوئے چکر کاٹو
ہوئے پٹے) اس حدیث میں اصل ہے

اہل وجہ کے نفس کی جفرج یا شوق (کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ (وہ غلبہ) بے اختیار جی سے نہ ہو (اسکو تو راجد کہتے ہیں کیونکہ ہدیت مذکورہ حدیث اختیار سے تھی) بشرطیکہ کسی غرض فاسد یا فغیر سے متہ ہو۔

الحديث الحاکم

من حديث

ابی ذر خانقوا.

الناس باخلاصهم

الحديث قال

صحيح على شرط

المحققين و

فيه رعاية

مذاق الرفقة

في المباح

من المعاشات

حذرا عن

الوحشة

تدريج

العا

٣٥

حدیث حاکم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ اولیٰ ہی کے اخلاق (عوادات) کے موافق برتاؤ کرو۔ حاکم نے اس حدیث کو بشرط یحییٰ پر صحیح کہا ہے **ف** اس میں اسکی تعلیم ہے کہ معاشرت بھابھ میں اپنے رفیقوں کے مذاق کے تحت رکھنا چاہیے تاکہ ایک کو دوسرے سے وحشت برع عادات تمام ہوا تو اعد سے حدیث کا عمل اور اسکی حکمت بھی متعین ہے اس میں فقیر صاحب جب فی اقیام ہی داخل ہو گئی لیکن قیام مولد کو اس میں داخل کیا جاوے وہاں غلبہ حال ہی نہیں اس سے وجہ نہیں اور التزام اعتقادی و علی سے صلاح کی قید ہی نہیں نیز اعتقاد قربت کے سبب معاشرت کی ہی قید نہیں جب قیوم غنی میں مقید ہی غنی ہے اور حکم مخصوص تھا مقید کے ساتھ پس حکم ہی غنی ہوا والد سبک الی الخ

(باقی آئندہ)

کتاب الجہاد فی سبیل اللہ

کتاب الجہاد فی سبیل اللہ

الحمد لله الذي هدانا لهذا
 بين جنبيك البهيقي وكتاب
 الزهد من حديث ابن عباس
 وفيه محمد بن عبد الرحمن بن عثمان
 احد الوضاعين قلت لكن
 معناه في العترة قوله تعالى
 ان النفس لامارة بالسوء
 لان الامر بالسوء لا يكون
 الا من اعاد العبد وكذا في الحديث
 وهو الجاهد من جاهد نفسه و
 سباق في كتاب رياضة النفس
 فان الجهاد لا يكون الا مع العدو
 الحديث رجعتا من الجهاد الا بغير
 الى الجهاد الا بغير البهيقي في الزهد
 من حديث جابر وقال هذا السناد
 فيه ضعف وتما في كتاب رياضة
 النفس يا رسول الله وما الجهاد
 الا بغير قال جهاد النفس قلت في
 روح المعاني في تفسيره وجاهدوا

حديث تيراسك بذاشمن تيرافس بوجير
 نقل من موجود ہے روایت کیا اسکو بھی نے کتاب
 الزهد میں ابن عباس کی حدیث سے اور اسکی سند
 میں محمد بن عبد الرحمن بن عثمان ہے جو منجملہ
 وضاعین حدیث کے ہیں کہتا ہوں لیکن
 مضمون قرآن میں ہے نفس بری بات کی بہت
 فرواش کرنے والا ہے کیونکہ بری بات کی فرواش
 کرنا بڑے دشمن ہی کا کام ہے اور اسی طرح
 حدیث میں بھی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بڑا
 مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔
 اور یہ حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں آوے گی
 کیونکہ جہاد بھی دشمن ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔
 حدیث ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر تک
 واپس آئے روایت کیا اسکو بھی نے کتاب
 الزہد میں جابر کی حدیث سے اور کہا کہ اس
 اسناد میں ضعف ہے اور یہ پوری حدیث کتاب
 ریاضۃ النفس میں ہووے یہ کہ عرض کیا گیا کہ یا
 رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا
 کیا جہاد کرن میں کہتا ہوں کہ روح المرء فی

حدیث ابن عباس
 صحیح

فی اللہ حق جہادہ اخریم البیہقی
عن جابر قال قدم علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قوم
غزاة فقال قدمتم حیر
مقدم من الجہاد الا صغر علی
لجہاد الا کبر قبل وما لہما الا کفر
جہادۃ العبد ہواہ وفي اسناد
ضعف معفو فی مشد
کرم مدلول الحد بشین
مر مہا صر الف ظاہر۔

الحديث ان لربك في ايام وهرمك
نفحات اخذت متفق عليه من
حديث اب جبريرة وابي سعيد
وفرقتهم ومنهم ما
الا فتعزضوا لها قلت الله اعلم
كبت نسب هرا الحدبت
الى الشيخين فقد نسب الغزيرى
الى انطرباني عن محمد بن
مسلمة بن محمد بن نفعه فيه
منعوضه اند وفي نسخة
نات بوميه بكم نسخة بها

بجواب
الشيخ

۴۰

وجہدہ فی اللہ حق جہادہ کے تحت میں ہے کہ
بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت غزیری
آئی آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا ہے جہاد صغر
جہاد کبر کی طرف آئے عزم کیا گیا کہ جہاد کبر کیا
چیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کا جہاد کرنا پی ہوا
نفسانی کے ساتھ اور کسی لانا نہیں لیا ضعف کی بجائے
مضمون میں معاف ہو فہم ان دونوں میں
کے مضمون کا کہ مجاہدہ نفس کی ترغیب ہے ہتھاند
فن سے ہونا ظاہر ہے۔

حدیث اتھا رے یام عمر میں تمہارے
پروردگار کے فیوض (وارد ہوتے) ہیں واث
کیا اسٹوئین نے ابوہریرہ اور ابو سعید کی حد
سے اوچے پہنچے ہی آچکی ہے او اس کا ترجمہ یہ
کہ میں سن اور ادنیٰ فیوض کے لیے آمادہ رہ گیا
کہتا ہوں کہ خدا جانے عراقی روئے اس حدیث کو شیخین
کے عرف کیسے منسوب کر دیا کیونکہ غزیری
نے اسکو جبرائی کی حیثیت منسوب کی ہے محمد بن مسلم
سے اسی لفظ کے ساتھ اور ہمیں ایک نسخہ میں
افسر غزوان کے بعد ہے او کیا یہ نسخہ میں تھا
زور ہمیں یہ بھی ہے ہتھاند غزوان (فیوض)

فلا تشقون بعد ما ابدا
قال الشيخ حديث حسن
وفيه في معانيها
ای تحلیل آن مقربات
بصیت هامن بشائر عباد
رملا ۲۰ فیہ دوایم
المراقبة ونعم ما قيل
فيه كانه ترجمة

يك چشم دون زلف زین شاد بیاستی
شاید که نگاه کنی نگا و نباشی

الحديث بقول الله وجس

لعد حنا حرا ارباز

لغائی اور بیت لمرجد

امید این اس صحت بھوت

اخر حوسن حد ما

الذی دام و خیر این گرامه و زلف

فرمودند و حسن لسان و دامن

وانا لیتما لھما لسانا و سوا

قلت فھو من تملی

صحة بطور و بھوت و زلف

فوائد من معنی من معنی

میں سے کوئی فیض پہنچ جائے جس کے بعد
کبھی تم شقی نہ ہو شیخ نے کہا کہ حدیث حسن ہے
اور اس نعت کے معنی میں یہ ہا ہے یعنی کیا
تجلیات جو خدا تعالیٰ کا مقرب بنا دیں اپنے
بندوں میں جسکو چاہیں پہنچا دیں
اس حدیث میں دوام مراقبہ (مذکور) ہے
اور اس مضمون میں کسی نے خوب کہا ہے گویا
اس کا ترجمہ یہ ہے

یہ چشم زدن خافل ازاں شاد نباشی
شاید کہ نگاہ کنی نگا و نباشی

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نیکو

شوق میرے ملنے کا بہت بڑھ گیا اور میرے

از حدیث کی اس حدیث پائی مرساٹ کوئی

اسکو بوالہذا کی حدیث ہے۔ یہ حدیث

و اس حدیث نے منادہ زور میں اسکی

کون سند درمیں کی اور اس کا تمہ یہ ہے

کہ میں ان کے معنی کے معنی کے معنی

مولیٰ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیحہ

صاحب فروغ کے ہے اور اس کا معنی

صحیح حدیث یہ ہے کہ وہ حدیث ہے کہ

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی

قول
المرسل
المرسل

بدر بن عبد
المنذر
المرسل

۷۲

۱- احب الله لقائه فان الشوق لحد
اثار المحبة وفيه
اثبات المحبة والمحبة
للعب

الحديث اذا اراد الله بعبده
خير اجل له واعطاه من قلبه ابو منصور
الدبلي في مسند الفردوس من حديث
امرلة واسناده جيد
وفي فيه صحة تنبيهات
القلب السليم

الحديث قال الله تعالى

ما وسعني ارضي ولا مائي
ووسعني قلب عبدی
المومن اللين الوداع

لما رله اصلا وفي حديث
ابن عتبة قبله

عند الطبراني بعد

قوله وانية ربكم

قلوب عباده الصالحين

واحبا اليه اليمنها

وارتفا قلت -

اوس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثار محبت
میں سے ایک اثر ہے **ف** اس حدیث میں
اثبات ہے بندہ کے محب ہونیکا بھی اور محبوب
ہونیکا بھی ۔

حدیث جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کیساتھ
بہلائی چاہتے ہیں تو اس کے لئے اوس کے
قلب میں سے ایک اعظم مقرر کر دیتے ہیں آیت
کیا اسکو ابو منصور طبری نے مسند الفردوس میں اس
کی حدیث اور اسکی اسناد وجید ہے **ف** اس
حدیث تنبیہات قلب سلیم کا معنی ہر اثبات ہوتا

حدیث اللہ تعالیٰ نے فرمایا محکمہ میری زمین

سماکتی ہے اور نہ میرا آسمان اور محکوم میرے مومن

بندہ کا قلب جیسے شرمی اور العینان (کی صفت ہے)

سالمیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں

دیکھی اور اس کے قبل جہا بوعتبہ کی حدیث طبرانی

میں ہے اوسیں اس قول کے بعد (و آیتہ کہ قلب

عبادہ الصالحین) یہ ہے (واجبا الیہ الیہا و

ارتقا) ان دونوں قول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے

پروردگار کفر و فساد اوس کے صالح بندوں کے

قلوب میں اور قسب و سب میں اللہ کے نزدیک

نہایت قلوب میں بہت نرم اور بہت سستی میں

(باقی آئندہ)

وحدیث عتبۃ هذا الوارد
قبله ما نصه الطبرانی من حدیث
عتبۃ الخولانی یرفعه الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان لله ائمة من اهل الارض
و ائمة ربکم فلو
عبادۃ الصالحین
الحدیث و فیہ بقرۃ
ابن الولید و هو مدرس
لکنہ صرح فیہ بالتحدیث
و فی المقاصد الحسنۃ
معناه و سم قلبہ
الایمان بے و محقق
و معرفتی اے و فی
کلید المشکوۃ
الدفتر السادس
روے الامام احمد
فی الزمرد عن
وہب بن صبیہ
ابن اللہ فتح السملوۃ لخرقہ
حتی فطر الی العرش

میں آتا ہیں کہ وہ حدیث عقبہ کی جو اس کے قبل
وارد ہے اس کی عبارت یہ ہے اور طبرانی نے
عقبہ الخولانی کی یہ حدیث ہے جسکو وہ بنی صلی اللہ
علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ پہنچے فرمایا کہ اہل
زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ ظروف ہیں اور تم اس
پروردگار کے ظروف اوں کے صالح بندوں کے
قلب میں (اور ظروف کی صفت بے سمت
تو معنی قلب المؤمن کا تھوین ثابت ہو گیا)
اور اس حدیث کی سند میں یقین بن الولید
ہیں اور وہ مدرس ہیں مگر اس
حدیث میں انھوں نے تحدیث کی تصریح
کی ہے (اس لئے حدیثیں مطہر نہیں) اور مقاصد
حسنہ میں اس (و سمت) کے معنی یہ ہے کہ میں
کہ مو من کا قلب مجھ پر ایمان لائیکو اور میری محبت
و معرفت کو سمائیٹا ہے (کہ دو مرتبہ مخلوق شمس
ارض و سما کے اوتار ہو جو کہ نہیں سما سکتے) اور
کلید شمری و دفتر سادس میں (اس حدیث کی
تحقیق میں) ہے کہ امام احمد نے یقیناً یہ
یعنی نبی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
میں حضرت حق تعالیٰ کے لئے آسمانوں کو کٹا دیا
فرمایا یہاں تک کہ انہوں نے عرش پر نظر نہ کیا

وقال حزقيل سجدت
ما اعطيتك يا رب
فقال الله تعالى
ان السموات والارض خضرو
عن ان يسعني ووسعني
قلب المومن الواده
اللين ام ف فيه اصل لما
قال المزمون قلب المومن عرش الله
اي عرش للجلالي الاعظم الذي هو عرش المومن
الحديث اكل اهل الجنة
البه البزار من حديث انس
وضعه وصحة القرطبي وليس
كذلك فقد قال ابن عديم انه
منكرو فيه بعض شيوخ المومن
الذي حاصله عدم تعلق قلبه بالامور
الدنيوية ومن لوازم عدم
الالتفات الوقوع في الغلط
كثيرا وما قوله عليه السلام
لا يدخل المومن من
جحة مرتين فحمله
الامور الدنيوية

پھر حضرت خزعل نے عرض کیا کہ آپ کی ذات پاک
ہے آپ کی کتنی بڑی شان ہے اس سے میرے
پروردگار تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور
زمین سب بجز ہو گئے اس سے کہ جگہ سائیں
اور جگہ مومن کے قلب پر جو کہ اطمینان اور ترقی
موصوف ہے سالیانہ ف اس حدیث میں
اصل ہے حضرت صوفیہ کے اس قول کی کہ مومن
کا قلب عرش اللہ ہے یعنی محل ہے تجلی عظم کا
جس کو روح کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث اکثر معنی لوگ ہوئے ہوتے ہیں
بزار نے روایت کیا ہے حضرت انس کی پیش
سے اس کو ضعیف کہا اور قرطبی نے
اس کو صحیح کہا ہے اور واقع میں ایسا نہیں ہو سکتا
ابن عدی نے اس کو منکر کہا ہے ف اس میں
مومن کی بعض شانوں کا بیان ہے جس کا اصل یہ
کہ مومن کو امور دنیویہ سے دلچسپی نہیں ہوتی اور
جس چیز کی طرف التفات نہیں ہوتا ضروری ہے
کہ اس میں کثرت غلطیاں ہوتی ہیں اور یہ جو
دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مومن ایک سالخ
میں ہوا رہے گا اس کا عمل امور دنیویہ میں مؤمن
اولی امور میں ہوشیار و بیدار ہوتا ہے اس

وہو القلب للجلالی الاعظم
وہو القلب للجلالی الاعظم
وہو القلب للجلالی الاعظم

فہو فیہا متیقظ
الحديث ان من امتی محمد
ومکملین من حدیث
ابی ہریرۃ لعد کان فی ما قبلکم
من الامور محدثون فان
یک فی امتی احد فانه
عمر رباہ م من حدیث
عائشۃ و فیہ
صحۃ الالہام
الحديث جک الشی یعمی
یصر ابوداؤد من حدیث
ابن الدرداء بسناد
ضعیف و فیہ ذم الغلو
حب الخلق

الحديث انقوا مواضع
النہم لہم اجدلہ اصلا
قلت ولكن معناه
ثابت من حدیث
صغیۃ المارقیل
کتاب العزلة
و فیہ الحذر

دونوں میں کچھ تراض نہیں)
حدیث۔ میری امت میں کچھ لوگ محدث
مکمل ہی ہوں گے (یعنی جنگو الامام صحیح ہوتا ہوں)
روایت کیا اسکو بخاری نے ابو ہریرہ کی حدیث
کے پہلی آیتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے
پس اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوگا تو عمر مرث
میں اور روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہ
کی حدیث و اس حدیث میں امام کے
صحیح ہونے کا ذکر ہے +

حدیث۔ کسی چیز سے زیادہ محبت کرنا
شعاسی سے) اندھا اور بہرہ گردیتا ہے روایت
کیا اسکو ابوداؤد نے ابوالدرداء کی حدیث
اسانضعیف کیا تہذیب اس میں مذمت
ہے محبت خلق میں غلو کرنا بھی۔

حدیث تہمت (و استنباہ) کے موقع سے
بچیں نے (ان الفاظ سے) اسکی اصل نہیں
پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حضرت
صغیہ کی حدیث سے ثابت ہی جو تھا العز
کے ذرا قبل گندھی ہے و اس حدیث
میں احتیاط (کا مکمل ہے) خلاف شرع کے شہ
پیدا کرنے والے امور سے خصوص معتدات

حدیث الالہام

ذم الغلو و ذمہ

الحدیثی موصوہ المکملات
و استنباہ معتدات اور غلو و

عن الموسوم للمكرر
خصوصاً
المقتضى

الحديث التقوى منها
وأشار إلى القلب من حيث
أبي هريرة وقال الصدق
فيه عدم اعتداد
التقوى الظاهر بكون الباطن

کتاب ریاضۃ النفس

إنما أنا بشر أعجب
 كما يعجب البشر
 من حديث السرولة
 من حديث أبي هريرة
 إنما محمد بشر
 يعجب كما يعجب
 البشر فيه أن
 الأمور الطبيعية لا تنافي
 كمال النبوة فضلاً
 عن كمال الولاية

محکم دفتری
محکم الفتوح

۱۱
عده و التفتا فی بدین الامر الطبعیہ
در تنفیذ میان مردم و جمیع در میان کمال

اور اصل طریق ہی ہے اور کسی اہل طریق کے
اس کے خلاف اگر منقول ہے کسی ہندو قوی
ہے جہاں نے عمل میں معلوم ہے

حدیث تقویٰ یہاں ہے اور قلب کی
اشارہ فرمایا روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث اور اس میں الیٰ صدر ہے **ف**
امیں ظاہری تقویٰ کا بدولن باطنی تقویٰ کے
غیر معتد بہ ہونا مذکور ہے +

کتاب تہذیب نفس

حدیث میں بشری ہوں محکمہ بی ایسا غصہ
آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو آتا جو ولایت کیا اسکو سلم
نے حدیث لسن سے اور سلم ہی کے نزدیک ابوہریرہ
کی حدیث یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بشر
ہیں اور کولیا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو
آتا ہے **ف** اس حدیث میں اس پر لکھتے
کہ امور طبعیہ کمال نبوت کے منافی نہیں ہوتے
چہ جائیکہ کمال ولایت کے منافی ہوں (انتہ
ادوں کے غیر مشروع متفقنا پر عمل کرنا یہ کمال
ایمان کے ہی خلاف ہے۔

(باقی آئندہ)

الحديث خيالاً أو سطفاً
 البهيقي في شعب الايمان
 من رواية مطرف بن
 عبد الله معضل
 شمل بجموده القصة
 في الجاهدة
 الحديث عبد الله في
 الرضا فان نوتستظم في
 الصبر على ما ذكره خير
 كثير طب اقلت رواه
 الترمذي من حديث
 ابن عباس كذا قاله
 العراقي في كتاب الصبر
 والشكوف فيه ان
 الرضا الكامل
 لم يكن في
 الكراهة الطبعي وان
 كان فب ان لم الطبعي
 وان فب انكره العفلي
 ان بكن في الصبر
 اجبا وب رعاية ان تعدا

حدیث سب امور میں بہتر درجہ اوسط ہے
 روایت کیا اسکو بہیقی نے شعب الايمان میں
 مطرف بن عبد اللہ سے ایسی سند کے اس
 ورمیان سے دور دوری متصل ساقط ہو گئے
 یہ حدیث اپنے عوم سے تو مصطفیٰ الجاہدہ کو بھی مل
 ہے کہ اس میں شکت ہی ہو اور نقل ہی صحیح
 حدیث سادہ تھالی کی عبادت کرنا کہ
 ساتھ اور اگر تہ سے جوہر کے تو ناگزیر طری
 صبر کرنے کی یہ کثیر ہے روایت کیا اس کو
 طبرانی نے میں کتاب میں اور روایت کیا اس کو
 ترمذی نے ابن عباس کی حدیث سے ہی طبع
 کہا ہے عراقی نے کتاب الصبر والشکوف
 اس حدیث میں سپرد اللہ کو رضا نے
 کامل میں کر کہتے ہی ہی نہیں ہوتی گوالم
 طبعی ہو ورنہ اگر کر کہتے طبعی ہو صرف کر کہتے
 عقلی ہوتی کر کہتے عقلی تو صبر میں ہی نہیں
 (تو رضائیں صبر سے فوقیت ہی کیا ہوئی)
 مابعد حدیث میں فوقیت
 متعوض سے اور فیض حدیث
 سے تربیت میں مستعد کی روایت
 بھی نہ بہت عقلی ہے کہ جن سے رضائیں

روایت کیا اسکو بہیقی نے شعب الايمان میں

۷۷

روایت کیا اسکو بہیقی نے شعب الايمان میں

في التربية

الحديث المجاهد

من جاهد نفسه

في اثناء حديث

وصحبه من

حديث فضالة

ابن عبيد

افضلية جاهد

النفس من جاهد

الكفار و ان كونه

جهاداً موقوف عليه

افضل من جهاد الكفار
افضل من جهاد الكفار

۴۸

كتاب كسر المشهوتين

الحديث المجاهد

انخذ ريتك ان ادفعك

لم تبعش و اذا تعش

لم تغد لم اجد له

اصلاً وحديث

قال لعائشة يا لك

و ان سرت فرب

اكتنن في يومه و السر

کیا گیا بعض سے صبر کا۔

حدیث (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس

سے جہاد کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے

ایک حدیث کے اثبات میں اور اسکی تصحیح کی اور

ابن ماجہ نے اسکو فضالہ بن عبید کی حدیث کے

روایت کیا ف اس حدیث میں اس پر ثلاث

ہے کہ جہاد نفس جہاد کفار سے بھی افضل ہے

کیونکہ جہاد کفار کا جہاد ہونا خود جہاد نفس

پر موقوف ہے (اس لیے کہ اگر جہاد کے مد

ظاہری و باطنی محفوظ نہ ہوں تو وہ جہاد ہی

نہیں اور مدد کا محفوظ رکھنا یہ جہاد نفس ہے)

كتاب علاج شهوت فرج و لطن

حدیث۔ ابوسعید خدری کی حویہ حدیث کے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا

نوش فرماتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کو

نوش فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے میں نے (عراقی نے)

اسکی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ حدیث ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ

سے فرمایا کہ اپنے کو اسراف سے بچاؤ اور

ایک دن میں جو بار کھانا اسراف میں اٹل ہے اسکو

- البیهقی فی الشعب من
حدیث عائشة وقال
في اسناده ضعفه
قلت بل فی الحدیث
ما یدل علی صدقہ
وهو ما رواه ابو داود
فی باب صفة النبیین
عن عائشة رضي الله
عنها كانت تنبذ الرسول
الله صلی الله علیه
وسلم غدا فاذ
كان من العشر
فتعشیر شرب علی
عشاء فان فضل
شی صبیته او فرغت ثم
تنبذ باللیل فاذا أصبح
تعشیر شرب علی
غدا انه قال
نفس السقاء
غدا وغدا
فقال لها ابی مرتین

بہیقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد
میں ضعف ہے فقط (پس حجت نہیں ہیں
یعنی اشرف) کہتا ہوں بلکہ حدیث میں اسکی
خلافت پر دلالت ہے اور وہ حدیث وہ ہے
جسکو ابو داؤد میں باب صفت نبیین میں حضرت
عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبح کے وقت خراباگلو تویں
جسٹم کا وقت ہوتا اور شام کا کھانا نوش فرماتے
تو کہانے پیند نوش فرماتے اگر کچھ بچ جانا
تو میں اس کو گرا دیتی نقطہ میں راوی کو شک
مگر وہ دوں نقطہ سمجھتی ہیں (پہر شب کو خراباگلو
دعیں جب صبح ہوتی تو آب صبح کا کھانا نوش فرماتے
اور کہانے پر پیند نوش فرماتے اور حضرت عائشہؓ
نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اس مشک کو ہمیں بنیدنا
ہوتا تھا صبح و شام دھوڑ لے (تاکہ اس میں
پہلے بنید کا اثر نہ رہے جس سے نئی بنید میں
تغیر کا احتمال ہو جاوے راوی کہتے ہیں کہ)
میرے بچے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ ایک دن
دو بار (نوش فرماتے) انہوں نے فرمایا ہاں۔
فت اس میں دلالت ہو کہ کہانے پینے کی چیزوں میں

حدیث عائشہؓ میں اسکی اسناد میں ضعف ہے
حدیث عائشہؓ میں اسکی اسناد میں ضعف ہے

فے یوم و قال نعم
ف فیہ ان التوسع
 فی الماکل والمشارب من
 غیر غلو فیہ لا ینافی الزہد
 واما ان قصصا رقیھا فکان
 عن ضرورۃ لا عن قصد
الحديث کان یضرب
 یدہ علی فخذ عائشۃ
 احیانا ویقول کلیتی کیا
 عائشۃ لم یجد لہ اصلا قلت
 لکن معنہ ثابت بل الحش
 الصمیم الذی رواہ مسلم
 عن عائشۃ قالت کان
 للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
 صلی رکعی الفجر فان کنت
 مستیقظۃ حدثنی
 وانا اغظم **ف** فیہ
 ان المحدث
 مع انہل زینلہ
 مفصول الخلوۃ

اور اوقات میں (ایک طرف زمان ہے اور
 ایک طرف مکان) توسع کرنا بدون غلو کے یہ
 زہد کے منافی نہیں اور کثافت فرمانا وقت میں
 یا ماکول میں جو وار د ہے) یہ ضرورت سے تھا
 (کہ سامان عیسائہ ہوا) قصد نہ تھا (جیسا
 غالبین و عین زہد نے سمجھا ہے۔
حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات
 اپنا ہاتھ حضرت عائشہ کی ران پر مارتے تھے اور
 فرماتے تھے اے عائشہ مجھ سے باتیں کرنے میں اس
 حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں
 لیکن اس کا ضمن حدیث صحیح سے ثابت ہے
 جسکو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے
 کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دوستیں
 پڑھ چکے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں
 کرتے تھے ورنہ لیٹ رہتے **ف** اس پر
 اس پر دلالت ہے کہ اہل خانہ کے ساتھ باتیں کرنا
 خلوت کے منافی نہیں اور مقصود اجتماع خدو
 ہے اور بھڑو ہے کہ اہل خانہ سے چونکہ نایت
 بے تکلفی ہوتی ہے اوس سے باتیں کرنے سے
 قلب شوش نہیں ہوتا تشویش مایہ ہوتی ہے

(باقی آئندہ)

۸۰

عدم اطلاع عبادۃ الی در ثنوت
 و الخیر و نہ منہ از اصل الی الخیر و نہ منہ

کتاب آفات اللسان

الحديث

من حسن اسلام

المستترکہ

ما لا یمنعہ

وقال غریب وہ من

حدیث ابی ہریرۃ

ف اصل عظیم

لتربیۃ النفس

الحديث عند احمد بلفظ

لا یؤمن العبد حتى

یترک الذنوب فی

المسراحة والمساء

وان كان صادقا

ف فیہ کون المراء موثقا

للظلمۃ فان نقص الدین

هو الظلمۃ ومن ثم ترو اهل

الطریقۃ یغفر من عذائهم

الحديث لا تسبوا

الامراء فتشؤ ذوا

کتاب آفات اللسان

حدیث آدمی کے اسلام کی خوبی میں

یہ ہے کہ چہ چیز اس کو مفید ہو اس کو چھوڑے

روایت کیا اس کو تردی نے اور اس کو غریب

کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی ابو ہریرہ کی

حدیث سے ف تربیت نفس کے لیے یہ

حدیث اصل عظیم ہے جس سے فروع کثیرہ کی

حقیقت معلوم ہو کر ان کا لادم التکرک ہونا

ثابت ہوتا ہے

حدیث احمد کے نزدیک ان نقطوں کے

ہے کہ بندہ (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک

جھوٹ بولتا نہ چھوڑے حتیٰ کہ خوش طبعی میں

بھی اور جب تک بحث، مباحثہ کو نہ چھوڑے

فاللہ معطوف علی الذنوب گو سچا ہی ہو۔

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحث و مباحثہ

سے ظلمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایمان کامل

ہونا غلط ہے اور اسی نے تم اہل طریقت

کو دیکھ گئے کہ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں

حدیث احمدی کے ہوئی کو برائیت کہو کہ

اس سے تم زندہ و کوا زندہ دو گے روایت کیا

ترک العیبت من الأقوال والآفعال
ترک اقوال وفعال عیبتترک الجہاد
ترک جہاداضحیۃ عموم المیث
دشمنوں کی عیبت

الاحیاء الترمذی من
 حدیث الثغیرین شعبۃ
 ورجالہ ثقات و فیہ
 غیۃ الملیت امثلاً
 لا شتماً لہ علی مضئین
 اہانۃ الملیت یمیز الہی
 الحدیث لا یی د اود والشری
 وقال غریب من حدیث
 ابن عمر ذکرہ اعلم اس موتاً کہ
 وکفوا عن مساویہم
 وللنسائی من حدیث
 عائشۃ لان ذکرہ اموتاً کہ
 الاجنیزہ اسنادہ جید
 و فیہ ملف
 ما قبلہ ولعل فی السکت
 عن الحکمۃ الخاصۃ
 اسانۃ الاحکام اخری
 کتعبہم بالتحلل منہ و
 کاحتمال مغفرۃ وفضلۃ
 المختاب حکم اللہ
 علی هذا الاحتمال

۸۲

اسکو ترمذی نے منیر بن شعبہ کی حدیث سے
 اور اس کے رجال ثقات ہیں و اس میں
 دلالت ہے اس پر کہ مرے ہوئے کی غیبت کرنا ذر
 کی غیبت کر کے سزا دہ شدید ہے اس لئے
 کہ وہ دو ذرا بیوں پر مشتمل ہے۔ ایک مرے ہوئے
 کی اہانت و کوس کر مذہ کی ایذا رسانی۔
حدیث۔ ابو داؤد اور ترمذی کی روایت
 ہے اور ترمذی نے غریب ہی کہا ہے حضرت
 ابن عمر کی حدیث سے کہ مردوں کی خوبیاں
 ذکر کیا کرو اور ان کی برائیوں کے ذکر سے رکھو اور
 نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ لا پڑ
 مردہ کی ذکر صرف خیر کے ساتھ کیا کرو اور اسکی اسناد
 جید ہے و اس میں ہی وہی مضمون ہے
 جو اسکی قبل الی حدیث میں ہے اور شاید
 کسی خاص حکمت کا بیان نہ کرنا جیسے حدیث
 سابق میں بیان کی تھی اشارہ ہو دوسری
 حکمتوں کی طرف جیسے مردہ سے معاف
 کرانے کا دستار ہونا اور جیسے یہ احتمال ہونا
 کہ اسکی مغفرت ہو گئی ہو اور اس احتمال پر
 یہ غیبت کرنے والا گویا خدا تعالیٰ کے
 حکم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

کتاب ذم الغضب

الحديث سأل رجل

رسول الله صلى الله عليه

وما بعد في من غضب لله

قال لا تغضب

الطبرانی في معاد

أخلاق وابن عبد البر

في التمهيد باسناد

حسن وهو عند أحمد

وابن عبد الله

بن عمر هو المسائل

أما قلت ترجمه العار

الروحي بقوله

گفت از خشم خدا چه بوداں گفت که خشم خدای عزوجل

فإن باعظلم من السلوة في العنق

الحديث من اصحاب

سرب معافي في بدنه عند

قوت يومه فكان عاقبت

الدنيا بحد اثيرها

الترمذی وابن ماجه

کتاب ذمت غضب

حديث. ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون چیز مجھ کو غضب

آپنی سے دور کر سکتی ہے آپ نے فرمایا تو غضب

مت کرنا نہ روایت کیا اسکو طبرانی نے مکام

اخلاق میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں

اسناد حسن سے اور یہ حدیث احمد کے یہاں

بھی ہے اور ابویں یہ بھی ہے کہ عبد الدین

عمر و سوال کرنے والے ہیں فقط میں کتابوں

کہ عارف رومیؒ نے اپنے اس شعر میں کہا

ترجمہ کیا ہے

گفتم از خشم خدا چه بوداں

گفت ترک خشم خدیش اندر زماں

فإن اس حدیث کا مضمون سلوک طریق

کا ایک باب عظیم ہے یعنی خشم کا ضبط کرنا

حديث ج شخص اس حال میں صبح کرے

کہ اس کے نفس میں امن ہو اس کے

جسد میں حافیت ہو اس کے پاس کرب

کہانے کو ہو تو گو یا دنیا تمام اس کے

یہ جمع کر دی گئی روایت کیا اسکو ترمذی

ماہ محرم ۱۳۲۵ھ

۸۳

الفتاویٰ والاسانید
باعتدال و بابت

حدیث جلیلہ اللہ بن محصور

دون قولہ بحوالہ اذہا قال

الترمذی حسن غریب قلت

ترجمہ العارف الرومی بقولہ

چون توانا نے وغو قانے بود

ہر بن مومے تو سلطانے بود

ف فی تعلیم القناعۃ

واختتام الامن والعافیۃ

الحديث كما قال الفقهاء يكو كذا

وكما الحسدان يغلبا لقد اقولم

الكشفي البیهقی فی الشعب

من روایۃ خزید القاشی عن

النس ویزید ضعیف رواہ الطبرانی

فی الاوسط من وجہ آخر بلفظ

كادت الحاجة ان تكون كعزاة ضعیف

ف فیہ عدم كون الفقہ

على الاطلاق -

الحديث الرجل يحيا القوم لما

يلحق بهم فقال موم من احب

عليه من حديث ابن مسعود

ف فیہ كون حبا للشيخ

فیه نعم عظیم

۸۴

درود بن العاصم
بابت فقہ

انتم العلماء في حب الشيخ
بابت محبت شیخ

اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن جحش کی حدیث سے

اس لفظ کے معنی بخدا فیروز ترندی نے اس کو

حسن غریب کہا ہے میں کہتا ہوں کہ مامون

رومی نے اپنے اس شعر میں اس کا ترجمہ کیا

چل تمانا نے وغرقا لے بود

ہر بن مومے تو سلطانے بود

ف اس حدیث میں تعلیم و قناعت کی اور

راعال کے لیے امن و مافیت کو غنیمت سمجھ کر

حدیث فقر (یعنی محتاجی) قریب ہے کہ فقر

ہو جائے اور حد قریب کہ قدر یہ غالب جائے

روایت کیا اسکو ابو سلمہ کشتی نے اور بیہقی نے

شعب میں یزید رقاشی کی روایت سے وہ

النس سے روایت کرتے ہیں اور یزید ضعیف

اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں

دوسرے طریق سے ان لفظوں سے کادت

الحاجة الخ اور اس طریق میں ہی ضعیف ہے

ف اس میں فقر کا مطلقاً محمود نہ ہونا معلوم

حدیث ایک شخص کی وجہ سے محبت کہتا ہوں اور اسکو

اون کے عدم محبت سے انہیں جی اپنے خا کو شخص ان ہی

کیا ہو گا جس محبت کہتا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم بن

کی حدیث میں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی محبت اپنے

عظیم تر ہے اسی لئے ابن جریر کو محبت اجماع الی

(باقی)

کتاب ذمہ الدنیا

کتاب ذمہ دنیا

الحديث الدنيا سبيل الموت

وجنة الكافر مله

من حديث ابی هريرة

في ان من شأن المؤمن

عدم اهلوق قلبه بالدنيا

الحديث الدنيا

ملعون ملعون

ما فيها الترمذي

وحسنه وابن

ماجة من حديث

ابی هريرة وساد

الاذكر الله وما

والله وعالم

ومتعلم

الحديث حديث ابی

موسى الا شعري من

احد نياض اخر باخرة الحديث

احمد والبنار والطبري

وابن جبان والحاكم وصححه تمام

حديث الدنيا سبيل الموت

بارع وبراہے روایت کیا اسکو مسلم نے بطریق

کا حدیث اس میں لکھا ہے کہ اسکو کرمین کی

شان یہ ہونا چاہیے کہ اس کا دل دنیا میں

نہ لگنا چاہیے جس طرح چیلانہ سے گھبراہے۔

حديث الدنيا مله

دنیا میں ہے وہ بھی روایت کیا اسکو ترمذی

نے اور اسکو حسن کہا اور ابن ماجہ ابو ہریرہ

کی حدیث اور اتنا زیادہ کیا کہ مگر یہ خبریں

مستغنی ہیں ذکر اللہ اور جملہ چیزیں اس کے

تابع اور اس کے متعلق ہے اور عالم اور طالب علم

یہ تفصیل جو تعلیم ہے کیونکہ ذکر اللہ میں علم

داخل ہے اور عالم و طالب علم کا تعلق علم

سے ظاہر ہے اس طرح سب مان ہیں

حديث ابی موسی کی حدیث کہ جو شخص

اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت

ضرر پہونچا دیگا اور اسکو احمد ابن حنبلہ اور ابی داؤد

اور ابن جبان اور حاکم نے روایت کیا اور

حاکم نے اسکی تصحیح بھی کی اور اسکی تتمہ یہ ہے

ابن جریر میں دنیا
وہی ہے دنیا

۸۵

ومن احب اخرة
اضرب دنیا فاقروا
ما یبقی علی
یغنی

الحديث صحابہ الدین اراس
کل خطیئة ابن ابی
الدینا فی دم الدینا والبیہقہ
فی شعب الایمان من
طریقہ من روایۃ الحسن بن
الحديث الدینا دار
من لا دار له الحديث
احمد من حديث
عائشہ فقصر علی هذا
وعلی قوله ولما یجھ من
لا یحقل له و زاد
ابن ابی الدینا والبیہقہ
فی الشعب من
طریقہ ومان من الاموال
واسنادہ جید
ف فی کل من الایہ
تتفیر عن الدینا

۸۶

تتفیر عن الدینا
الشیخ محمد بن علی بن محمد

جو شخص اپنی آخرت کے محبت کر لگا وہ اپنی دنیا
کو ضرر پہنچا دے گا پھر تم باقی کوغنائی ترجیح
دو۔ (جبکہ دونوں کی کامل طلب کا جمع ہونا
غیر ممکن ہے)

حدیث۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل
ہے روایت کیا اسکو ابن ابی الدینا نے
ذم دیا میں اور بیہقی نے شعب الایمان بن ابن
ابی الدینا کے طریق سے حسن کی روایت
مرسلہ۔

حدیث۔ دنیا اس شخص کا گہر ہے جس کا
کوئی گھر نہ ہو ائمہ روایت کیا اسکو احمد حضرت
عائشہ کی حدیث سے اس طور پر کہ اس جملہ
(مذکورہ) پر اور اس کے ساتھ (دوسرے اس
جملہ پر کہ اس دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے
جبکہ عقل ہو اکتفا کیا ہے اور ابن ابی الدینا
نے اور بیہقی نے شعب میں ابن ابی الدینا
کے طریق سے یہ اور زائد کیا ہے کہ وہ دنیا
اس شخص کا مال ہے جس کا کچھ مال نہ ہو
اور اس کی سند جید ہے۔

ف ان چاروں حدیث میں دنیا
نفس لانی گئی ہے۔

کتاب فم الجمل

کتاب مذمت نخل

الحديث لا تقفوا
الضيعة فقبوا الدنيا
الترمذي والحاكم وصح
اسنادا من حديث ابن
مسعود بلفظ اخر غلبوا
وفيه ما في الاربعة المائة
بزيادة ان في الضيعة زيادة
لصوق بالدنيا
الحديث هم المال الصالح
للجمل الصالح لجمع الطبراني
الكبير والوسط من حديث
عمر بن العاص بسند صحيح بلفظ
نعم اوقال للمروفي فيكون الدنيا
غير من مومة اذا كانت
معينة في الدين -

الحديث عن المروفي
عن الناس الطبراني في الاوسط
والحاكم وصح اسناده
الى اخر ما قال

حدیث جائد او کاسا مان مت کرو کہ اگر
تم میں دنیا کی محبت ہو جائیگی روایت کیا صحیح
ترمذی نے اور حاکم نے مع تصحیح سند ابن
مسعود کی حدیث سے اس لفظ سے کہ تم کو
رو دنیا کی (غربت ہو جائیگی) ف احسن
میں بھی اوپر کی چار حدیث والا مضمون ہے
اتنی زیادت اور ہے کہ جائد او میں دنیا کے
ساتھ زیادہ تعلق ہو جائے۔

حدیث - ایک نال نیک آدمی کہتے اچھا ہے
روایت کیا اسکو احمد و طبرانی نے کبیر و اوسط
میں عمر بن ماس کی حدیث صحیح سے
کے ساتھ بلفظ تھا اور دونوں نے دلیل کی
للمر کہ ہے اسے دینوں کے ایک
ہیں) ف اس میں دلالت ہے کہ دنیا
جب دین میں معین ہو تو وہ مذموم نہیں۔

حدیث - جو دین کی عزت یہ ہے کہ جب
لوگوں سے مستغنی رہے روایت کیا اس کو
طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اور اسکی
اسناد کو صحیح کہا اور ان کے آخر قول تک

مشیل المسائل
میں

۸۷

احمد و طبرانی نے دنیا المعینہ علی العزیز
عدم در دنیا معین ا کون

کون الصوفی الا ان سبغنا
نور ان رات و کبریا

فَ فِيهِ حَقِيقَةُ
الْعَزَائِمِ بِالْاِسْتِغْنَاءِ
لَا بِالْاِسْتِغْنَاءِ
وَهُوَ مَشَاهِدُ
الْحَقِّ شَهِيدُ ابْنِ عَمْرٍ
اِنَّ لِلّٰهِ جَبَادًا يَخْضَعُونَ بِالْاِنْعَامِ
لِمَنْظُومِ الْعِبَادِ لِلْمَعْدِيَةِ
الطَّيْرِ اِنْفِ الْكَبِيرِ وَالْاَوْطِ
وَالْاَوْغَمِ وَفِيهِ مُحَمَّدٌ بِنُوحٍ
اَلْسَمْتِي فِيهِ لِيْنِ
وَوَثْقَابِيْنَ مَعِيْنَ يَرْوِيهِ
عَنْ اَبِيْ عَثْمَانَ عَبْدِ اللّٰهِ
زَيْدِ الْحَمَصِيِّ ضَعْفًا لَا
زَيْدِيٍّ تَمَامًا فَمِنْ غُجَلِ الْاَمَلِ
الْمُنَاقِمِ عَلَى الْعِبَادِ تَقْلَمُهَا
اللّٰهُ تَعَالَى وَحَوْلَهَا الْاَعْيُنُ
وَفِيْهِ تَهْدِيْلٌ عَلَى الصَّنَةِ اَيْضًا
النَّفْعِ دُنْيَوِيًّا كَانْ لَوْ دُنْيَا لَا
سِيْمَا اِنَّكَ عَنْ اَدْلَلِ قَرَحِهِ
بَعْضُهُمْ يَقُولُ -
خَاصُّ كُنْدٍ بِنْدَةٍ مَّصْلُوحَةٍ عَامِلًا

فَ اِسْ حَدِیْثِ مِیْنِ عَزْتِ کِی حَقِیْقَتِ
بِیَانِ کِی گئی ہے کہ وہ استغناء سے حاصل
ہوتی ہے نہ کہ (دنیا کے مال مجاہد میں) زُیَا
کوشش کیلئے سے اور اس کا مشاہدہ ہے
حدیث ابن عمرؓ کی حدیث کہ اللہ تعالیٰ
کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ
نعمتوں کے ساتھ مخصوص فرماتے ہیں دوسرے
بندوں کے نفع کے لئے ان کو بطرانی نے
کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور اس میں
محمد بن حسان سہمی راوی ہے جس میں
قدر سے ضعف اور ابن معین نے اس کی
توثیق کی ہے وہ اس کو ابی عثمان عبد اللہ
ابن زید حمصی سے روایت کرتے ہیں ان کو
ازدی نے ضعیف کہا ہے اور ترمذی
حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص اون منافع
میں بندہ و پیر غفل کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ان
سے منقل فرما کر دوسروں کی طرف منصرف
کر دیتا ہے ف - اہیں تہدید ہو بندہ کو
نفع پہنچا نہیں بل کہنے پر خواہ دینی یا دنیوی
دینی - بالخصوص اگر کمال پہنچا اس کا نشانہ ہو
اس کا ترجمہ کیا ہے جو خاص کند بندہ مصلحت عام

کتاب فی الجاہ

کتاب مذمت جاہ

الحديث مفهوم ان لا
يشبعان الحديث الطبراني
من حديث ابن مسعود
بسند ضعيف والبخاري والطبراني
في الاوسط من حديث
ابن عباس بسند لين
قلت وفي حديث الدارمي
صاحب العلم وصاحب الدنيا
ودوى اليه بقى عن انس
ان النبي صلى الله عليه
وسلم قال من هو ما لا يشبع
منه في العلم لا يشبع
منه في الدنيا لا يشبع
منها كذا في المشكاة وفيه من
على الحرم على العلم ومن الحرم على الدنيا
الحديث سوى ابن ابى الدنيا في كتاب
الخلاص من حديث عائشة بسند
يفضل المراكز الخفي الذي لا تسعه
الحفظ على الذي تسعه

حدیث۔ دو حریص ایسے ہیں کہ ان کا کبھی
پیٹ نہیں بھرتا الخ روایت کیا اسکو طبرانی
نے ابن مسعود کی حدیث سے سند ضعیف
کے ساتھ اور ثمالی نے اور طبرانی نے اوسط
میں ابن عباس کی حدیث سے بھی سند ضعیف
سے روایت کیا ہے میں (اشرف) کتابوں
کہ دارمی کی حدیث میں یہ ہے کہ وہ
دو حریص ایک (طالب علم اور (دوسرا)
طالب وینا اور روایت کیا بیہقی نے ابن
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریص کا
کبھی پیٹ نہیں بھرتا ایک علم کا حریص کہ
اوس کے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک دنیا کا
حریص کہ اوس کے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اس طرح
ہے مشکوٰۃ میں ف اس حدیث میں
علم کی طرح اور سیر دنیا کی مذمت ہے
حدیث۔ ابن ابی الدنیاء نے کہا انک خلا
میں حضرت عائشہ کی حدیث سے سند ضعیف
روایت کیا ہے کہ ذکر غنی حکم ملکہ فطین
اعمال سنتے ہوں اوس کر چکر وہ سنتو ہوں

دو حریص
ذکر غنی

اختصاص بعض افعال من المائکة فاصل ان کا بعض بعض
عظیم بزور ملکہ بعض افعال واصل کر تے ہیں

۹۰

ذہار الیاء
عادت بالیاء

الحفظة سبعین درجة
ف فیہ ان بعض الا
عمال لا یطلم علیہ
الکاتبون الکرام
ومن ثم قال بعضهم
بیان ماض و مشق و رزی
کرنا کاتبین اہم خبر نیست
و ایض فیہ اصل
للکرا العلی
المحض الذی لا حرة
فیہ للسان
الحديث للشیعین من
حدیث جندب من سمع
سمع الله بمرأی رائے
رائے الله بمرأی
ورواة مسلم من حدیث
ابن عباس فیہ
من غم الریاء ما عو ظاھر
الحديث مسلمون حدیث
ابن مسعود و مختصر اسئل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن الوسوسة

شتر و جے فضیلت رکھتا ہے ف اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی
کرنا کاتبین کو بھی ملال نہیں ہوتی اور اسی
بعض نے کہا ہے
بیان ماض و مشق و رزی
کرنا کاتبین راہم خبر نیست
اور اسی سے اس کو قلبی محض کی بھی اصل ملتی
ہے جس میں زبان کی بالکل حرکت نہ ہو جبکہ
بعض اہل ظاہر نے انکار کیا ہے البتہ بعض
احکام فقہیہ میں جیسے قرأت و کلم و غیرہ
مستقل لائل سے تلفظ شرط ہے
حدیث - بخاری و مسلم میں جندب کی
حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص شہرت کے
واسطے کچھ عمل کر گیا اور جو محض اظہار غمے
لیے کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دیکھے جو بے
کا اظہار کرے گا اور روایت کیا اس کو مسلم
نے حضرت ابن عباس کی حدیث سے
اس میں ربا و نمایش کی جو مذمت ہے ظاہر ہے
حدیث مسلم نے ابن مسعود کی حدیث
منقہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم سے دوسرے کے متعلق سوال کیا گیا آج

فَقَالَ ذَٰلِكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ
وَالنِّسَاءُ فِي الْيَوْمِ مِنَ
وَاللَّيْلَةِ وَابْنِ حَبَانَ فِي مَجْمَعِهِ
وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيهِ
مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ
الْحَدِيثُ حَدِيثُ
أَبْنِ عَبَّاسٍ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
سَرَدَ كَيْدَ الشَّيْطَانِ
إِلَى الْوَسْوَاسَةِ
أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ
بِلَفْظِ كَيْدِهِ
فَ فِيهِمَا عَدَمُ
الْمَوَاقِفَةِ
عَلَى الْأُمُودِ
الْغَيْرِ
الْإِخْتِيَاثِ
بِإِغْيَاثِ الْأَشَاةِ
إِلَى السَّرْدِهَا
الْحَدِيثُ مُسْلِمٌ مَرْتَبُ

فرمایا کہ یہ خالص ایمان (کی ملامت) ہے
اور نساءؓ نے یوم ولیلہ میں اہلبین جان نے
اپنی صبح میں اسکو روایت کیا ہے مگر نساءؓ
نے یوم ولیلہ میں اسکو حضرت عائشہ رضیٰ
حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث - ابن عباس رضیٰ کی حدیث کہ خدا
کے لیے حد ہے جس نے شیطان کے چالوں
کو دوسو کی طرف پسیر دیا کہ اعمال و عقائد
سے اس کا تعلق نہ ہونے دیا، روایت کیا
اسکو ابو داؤد نے اور نساءؓ نے یوم ولیلہ
میں کید کا کئے لفظ سے بجائے لفظ کید
الشیطان کے کہ ان دونوں حدیثوں
میں امور غیر اختیار پر مواخذہ نہ ہونا مذکور
ہے بلکہ (اس سے برعکس ان دونوں میں
ان وساوس پر سرور و ہونکی طرف اشارہ ہے
اور یہی تدبیر ہی ہے اس سے نجات کی کہ
کچھ پروا نہ کرے بلکہ خوش ہو ایک بزدل کا
قول ہے کہ شیطان کو مؤمن کی خوشی گوارا نہیں
جب وساوس پر خوش ہوتا ہوا دیکھے گا تو
ڈالنا چوڑے گا)

حدیث - مسلم نے ابو ذر کی حدیث سے

۹۱

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ونا لیسوا اس حدیث سے

ابی در لقا ت امرن
علی اثنین
ولا تلین مال
یتیم ف
فیہ عدم الوقوع
فی التعلقات
الغیر الواجبة
للضعفاء کما فی
ہذا الحدیث
انی لا لک ضعیفاً

روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون کو فرمایا کہ کبھی دو شخصوں پر بھی حکم نہ بننا
اور کبھی کسی یتیم کے مال کے متولی مت بننا
ف اس حدیث میں دلالت ہے کہ ضعیفاً
کو تعلقات غیر واجبہ میں واقع نہ ہونا چاہیئے
جیسا کہ اسی حدیث میں اس ارشاد کی بنا پر
یہی فرمایا ہے کہ میں تم کو ضعیف و بچتا میں
(اور ایسا شخص ایسے تعلقات کا تحمل نہیں کر سکتا
یا تو ان تعلقات کے حقوق ضائع کرے گا اور
یا دوسرے وجوہات میں اخلال کرے گا۔)

۹۲

کتاب ذوالکبر کتاب مذمت کبر

الحدیث البزاة
من الایمان
ابوداؤد وابن ماجہ
من حدیث
ابی امامۃ بن ثعلبہ
ف مدلولہ
ظاہر من سنن
الزینۃ قواضیاً

حدیث - ترک زینت (دبی) ایمان کے
شعبوں میں سے ہے روایت کیا اسکو
ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابوامامہ بن ثعلبہ کی
حدیث سے ف - مدلول اس کا ظاہر ہے
یعنی براہ تو واضح ترک زینت کرنا - یعنی نہ تو
مکلف و تزیین کا اہتمام ہو اور نہ میلان کھیلنا
کر نفاقت کی تاکید نہائی ہے)

الحديث حديث

ابی ثعلبة

اذا انايت

شما مطاعا

وهوى متبعاً

واجباب كل

ذی سراے

برایہ فعلیک

بنفسک ابوداؤد

والترمذی

وحسن

وابن ماجه

ف فیہ ما علیہ

البعض من

عدم النعرض

لاحد وجوده

الحد ارضاھر

ودع امر العامة

الحديث حديث لوليت دنوا

الخشيت علب كرمه اهو الكبر

من ذلت العجب العجب البز

حديث ابو ثعلبة حديث

دیکھو کہ حرص کی اطاعت کجا رہی ہے اور غراں

نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر وی رائے

اپنی رائے کھپ نہ کرنے لگا ہے تو اس وقت

تم اپنے نفس کی خبر لو اور عامہ الناس سے تعرض

کرو جیسا کہ ایک روایت میں یہ زیادت بھی ہے

ودع امر العامة اوچین پر باقاعدہ حکایت

ہے وہ عامہ سے قاریج ہیں) روایت کیا

اسکو ابوداؤد و ترمذی نے اور ترمذی نے

اسکی تحفین بھی کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی

روایت کیا۔ ف آہیں اسکا ذکر ہے جو

بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ (بجز مواقع و محلات)

کسی سے تعرض نہیں کرتے (کیونکہ ان عند دل

کے تہتے تہتے عدم تعرض کی اجازت ہے)

اور ان عند دل کا وجود (اس وقت اخل ہر ہے

(اور چونکہ یہ عدم حضور واجب نہیں اس لئے

جو بزرگ تعرض کرتے ہیں وہ جی اس حدیث

کے خلاف نہیں)

حدیث۔ ترمذی نے نہ صادر نہیں تو جبکہ

نہیں اس سے بچو۔ چنانچہ ابونعیم نے

دور وہ بزرگ خردی ہے اسوقت دے

عبد المصطفیٰ النعمانی عن بعض اصحابہ

۳۳

بعض اصحابہ

وابن حبان فی الضعفاء
والبیہقی فی الشعب من حدیث
النسب وفیہ سلم بن ابی الصہب
قال البخاری منکر الحدیث
وقال احمد حسن الحدیث
ورواہ ابو منصور الدیلمی
فی مسند الفردوس من حدیث
ابی سعید بسند ضعیف
جداف فیہ ما یدکر
العارفون من بعض الحكم
التکوینیۃ للمعاصی ولا
یلزم منه الاذن فی مباشرتها
واما المقصود منه التخصیف
فی غم المعاصی فحیث یقصر الی القدر

الحديث

ان الله لا ينظر

الی صوركم

تقدروا قلت

فی العزیزی

ان الله لا

ینظر الی صورکم

۹۴

کوئی اسلام باطن اصلاً
علی بن عبد اللہ

ابن حبان نے ضعفاء میں اور بیہقی نے شعب میں
حضرت انس کی حدیث سے اور اس میں سلام
بن ابی الصہب اور اسکو بخاری نے منکر الحدیث
کہا ہے اور احمد نے من الحدیث کہا ہے اور
اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
ابو سعید کی حدیث سے ایسی سگدر وایت
کیا ہے جو قایت درجہ ضعیف ہے ف
اس میں وہ مضمون ہے جو کما فیہین ذکر کیا کرتے ہیں
یعنی معاصی کی بعض تکوینی حکمتیں اور اس سے
معاصی کے قرطب کی اجازت لازم نہیں آتی
صرف مقصود اس مضمون سے ترک معصیت
کے اس نعم میں تخفیف کرنا ہے جو درجہ یاس
تک پہنچ جاوے (جس سے پروردہ معصیت
توہ کرے یہ معصیت کو ترک کرے)

حدیث - اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو
نہیں دیکھتا یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے میں
داشرف) کہتا ہوں کہ (چونکہ وہ موقع میں نے
تلاش نہیں کیا اس نود و سری جگہ سے منتقل
کر تا ہوں سو عزیز یمن ہے کہ اللہ تعالیٰ
تمہاری صورتوں کو (جنہیں اعمال ظاہرہ و محضہ
بھی آگئے کہ وہ بھی خاص ہیئات ہیں میں کی)

داموالکھولکن
انما یظرا لے
قلوبکم و اعمالکم
مرہ عن ابنے
هريرة ف
صریح فی کون
اصلاح الباطن
اصلاح الاعمال کا
یعتد بما بدئہ وقول
الدومی کا الترجمة لہ

اور اموال کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے قلوب
اور اعمال کو دیکھتے ہیں روایت کیا اسکو
مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔
ف حدیث صحیح ہے اصلاح باطن کے
اصل ہونے میں (اور اعمال کا ذکر اسکا
مناقیب تھا جو اسے کہیں کہیں حال بھی بدین اصلاح
باطن معتد بہا ہیں چنانچہ حدیث صحیحہ میں
اعمال میں بالاتفاق شرط ہے اور یہ دونوں
باطن میں) اور مولانا رومی کا یہ شعر گویا اس
حدیث کا ترجمہ ہے

۹۵

مابروں را بنگریم و قتال را
مادروں را بنگریم و حال را

کتاب التوبہ از ربع منجیات

کتاب التوبہ من ربع المنیۃ

حدیث نام ہو تا تو بہ ہے روایت کیا
ابن ماجہ نے اور ابن جان نے اور حاکم نے اور
انہوں نے اسکی اسناد کو صحیح بھی کہا ہے ابن مسعود
کی حدیث اور ابن جان اور حاکم نے اسکی
حدیث سے بھی اسکو روایت کیا اور حاکم نے
کہا کہ صحیح ہے شعبین کی شرط پر ف اس حدیث
میں توبہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے

الحديث الذم توبه ابن جتنا
و ابن جان و الحاکم و صحیح
اسنادہ من حدیث ابن
مسعود و رواة ابن جان
و الحاکم من حدیث ابن مسعود
صحیح علی شرط الشیخین ف
فی حقیقة التوبہ

الحديث الله افرح بتوبة
عبداه المؤمن من
رجل نزل في ارض
فلاة دويته مهلكة
الحديث متفق عليه من
حديث ابن مسعود
واش زاد مسلم في
حديث ابن شرف قال
من شدة الفرح اللهم
انت عدي واناربت
اخطأ من شدة الفرح
ورواه مسلم بدون
هذه الزيادة من
حديث النعمان بن بشير
ومن حديث ابى
هريرة مختصرا
ففيه العفون
المغلوب ولومن
الفرح فكيف بالهجة
والشوق

۹۶

الغروب
صالح الزمخشري

حدیث اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مؤمن کی توبہ سے
اور شخص سے ہی زیادہ خوش ہو جائے گا کیسی ہی میں
جسے آب و گیارہ اور ملکیت کا مقام ہے الخ
راوی بخاری میں اس کا وٹ گم ہو گیا جبرائیل کا
خود رو خوش کا سامان تھا اب ذکر کرنے پر
رہا دوسری ہی پس ملکیت کا منتظر ہو کر بیٹھا رہا
آنحضرت کو پہلی تو کیا دیکھتا ہے کہ وٹ مع سامان کے
پاس کھڑا ہے اور وقت کے قدر خوش ہو گا تو اللہ تعالیٰ
اس کی زیادہ نعمتوں سے خوش ہو جائے گا (روایت
اسکام بخاری و مسلم نے ابن مسعود الخ وٹ کی حدیث اور
مسلم نے ابن شرف کی حدیث میں یہ زیادہ کیا ہے یعنی پھر
شخص نے شرف خوشی میں کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ ہی
درجہ میں نہیں (مستوفی نے اس کی) وہ حدیث فرج سے
چل گیا اور مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث اور ہریرہ کی
حدیث بدون اس زیادتی کے مختصر روایت کیا ہے
پس حدیث میں یہ نہ کہ وہ کہہ سکتا ہے علی بن ابی طالب (کو)
خود صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علی کو نفع کر کے نہیں فرمایا
اگر وہ فرج ہی ہے ہرگز کہ ایک انت ناشی عن الدینا ہی تو
بلا جرمیت شوق سے منتظر رہا اور اس کا تو کیا ہو جانا تو
جو کہ ناشی عن الدین کیفیات میں سے ہی

(باقی آئندہ)

الحديث انه ليحزن
على قلبي فاستغفر الله في
اليوم واللييلة سبعين مرة
مسلم من حديث الامام الزني
الا انه قال في اليوم مائة
مرة وكذا عند ابي داود
والبخاري من حديث
ابي هريرة اني لا استغفر الله
في اليوم الا ثمان سبعين مرة
وفي رواية البيهقي في الشعب
سبعين لم يقل الا في
طريان التعيرات
على المنهي ايضا تعيرا
يليق ب شأنه فلا
يتضح السالك
منها ما لم تفض
الى المعصية -

الحديث حديث
ابي سعيد الخدري
وعنه من
الصحاب انكم

حديث ميرے قلب پر بھی، بخاری
جانبہ شریف روز میں تری بار استغفار کرتا
ہوں وایت کیا اسکو مسلم نے اغمرنی کی حدیث
سے لکھا انہوں نے یہ کہا ہے کہ دن بہر میں سو بار
(استغفار کرتا ہوں) اور اس طرح ابو داؤد کے
یہاں ہے اور بخاری کے یہاں ابو ہریرہ کی
حدیث سے ہے کہ میں استغفار کرتا ہوں دن بہر
میں تری بار زیادہ اوتھی کی روایت میں
شعب میں ستر بار نہیں کہ کہا کہ ستر سے
زیادہ ہاں حدیث میں یضمون ہے کہ
تھی پر تفسیر طاری ہوتے ہیں جو اسکی
شان کے مناسب ہوتے ہیں حالک کو اسکی
تنگ دل ہونا چاہیے جبکہ وہ مہمائی تک
نہ پہنچاویں (اور انصار الیٰ المعصیت اختیار
ہے جس سے بچنے کی قدرت ہے اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ تفسیر و سیرا لکین کے حکمیں سے
بھی ارفع ہے مگر آپ کے نکل کے مقابلہ میں تفسیر
حدیث - ابو سعید خدری کی اور دوسرے
صحابہ کی حدیث کہ تم لوگ ایسے اعمال کر گزرتے
ہو کہ وہ تمہاری نگاہ میں بال سے بھی زیادہ گرا
ہیں (یعنی تم اوکو بہت خیف سمجھتے ہو اور)

تعملون اعمالا
 می اذق ذائقکم
 من الشعر کنا
 نعدھا علی
 عهد رسول
 اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم من
 الکبائر احمد و
 البزار یسند صحیح
 وقال من المویقات
 بدل الکبائر
 وروا کا البخاری
 من حدیث
 انس و احمد
 والحاکم من حدیث
 عبادۃ ابن قریص
 وقال صحیح الاسناد
 وفيه اصل
 لتدقیقات الصوفیۃ
 فی الاعمال
 وهو غیر التعمق

۹۸

الضرب بین الدل فی التعمق
 انما انما انما انما

ہم از کور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 میں کبائریں سمجھتے تھے روایت کیا اسکو
 احمد و بزار نے سند صحیح سے اور بجائے
 کبائر کے یہ کہا کہ ہلکات سمجھتے تھے اور
 روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت انس
 کی حدیث سے اور احمد و مالک نے عبادة بن
 قریص کی حدیث سے اور اسکو صحیح الاسناد
 کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے موقو
 کی اس طریق کی کہ وہ اعمال میں بال کی
 کہاں نکالتے ہیں اور تدقیق مناسبت تعمق
 کے (جسکی بنی آئی ہے) کیونکہ تدقیق میں
 تو وہ مدد و محفوظ رہے جلتے ہیں جب
 لوگوں کی نظر سے مخفی ہوتے ہیں (اس
 وہ اسکو تشدد سمجھتے ہیں) اور تعمق میں مدد
 سے تھانہ ہو جاتا ہے اور وہ مدد و سبق
 ظاہر (اور اسکو معلوم) ہوتے ہیں (پس
 تدقیق مذکورہ تو مطلوب کمال تقویٰ ہے اور
 تعمق خلوی الدین اور بدعت ہے تدقیق
 کی مثال کوئی چیز رستہ میں گر پڑے اور
 اسکو خود اٹھائے کسی اور سے فرمائش اور
 کی نکرے اس احتمال کے کہ دوسرے کا

فان في الاول

حفظ الحدود

المخفية عن

اعين الناس

وفي الثاني

القبض عنها

مع ظهورها

عليهم

الحديث الثاني

الاحقة لاحد بهذا

اللفظ مرفوعا وروى

العقيلي في الضعفاء وابو بكر

بن لال في مكارم الاخلاق

من حديث طارق بن

اشيم نعمت الدار

الدنيا لمن تزود منها

الخرقة الحديث واسناد ضعيف

فمدلوله ظاهر من

كون الدنيا غير مقبوضة

بذاتها ومن كونها مقبوضة

للآخرة فاهل الدنيا

حرم باوجود سکوگرائی ہو حضرت صحابہ کا بھی
معمول تھا تین کی مثال اپنے گہرائی ملک کا
کھانا کھانے بیٹھا اور کھانا کم پڑ گیا۔ اور اگر
والوں سے مانگا نہیں کہ شاید بے سوال کے
چنانچہ میں نے ایک متقی کو جب کہ اس غلطی میں
بتلا تے متنبہ کیا بلکہ اس میں ایذا پہنچا تا کہ
گہروالوں کو جب کماؤنگا اسکی اطلاع ہوگی کہ
باوجود حاجت کے مانگا نہیں

حدیث - دنیا جائے زراعت ہے

آخرت کی جگہ اس لفظ کے ساتھ مرفوعا

۹۹ علی اور عقيلي نے منع فرمایا اور ابو بکر بن لال

نے مکارم اخلاق میں طارق بن اشیم کی حدیث

سے روایت کی ہے کہ دنیا اچھا مقام ہے

اور شخص کے لیے جس سے آخرت کے

بے نیلانی جمع کرے (پس بالمنی ثابت ہے)

اور اسناد اسکی ضعیف ہے فمدلول کا

ظاہر ہے کہ دنیا بالذات تو مقصود نہیں مگر

آخرت کے لیے مقصود ہے پس اہل

دنیا کو تو پہلی بات کی خبر نہیں (اس لیے)

اسکو مقصود بالذات نہ لے رہے ہیں)

اور تا کہین نیلانی جو زہد میں اولی کو دوسری

روایت بالذات لایست
یعنی دنیا آخرت

فی خفاء عن الاولی الزاہدن
من التارکین بہا فخفاء
عن الثانی والعارفون
عالمون بہما۔

الحديث سبقت
رحمى غضبي مسلم من
حديث ابی ہریرۃ
فیہ ما علیہ المحققون
من غلبۃ التبشیر
والتیسیر علیہم

الحديث الترمذی وصحیہ
والنسائی فی الکبری وابن ماجہ من حدیث
سعد بن ابی وقاص وقال قلت
یا رسول اللہ ای الناس اشد بلاء
فذكرہ دون ذکر الاولیاء وللطبرانی
من حدیث فاطمۃ اشد الناس
بلاء الا نبیاء ثم الصالحون الحدیث
ف فیہ کون البلاء من الرضا
من علامات الولاية وتری
اکثر الاولیاء مبتلین اما بالمرح
واما بالعدو۔

بات کی خبر نہیں (اس لیے وہ اس کے ترک
میں مبتلا کرتے ہیں) اور مارتین کو دونوں باتوں
کی خبر ہے (اس لیے وہ اس لعنت فی الآخرت
کا کام دیتے ہیں اور علی الاطلاق اس کے نفوذ میں
حدیث۔ ترمذی، میری رحمت سیر غضب پر
غالب ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ کی
حدیث سے اس میں اس کو متیقن کے ساتھ
کی کہ اوپر اس کا غلبہ ہو تا ہے کہ لوگوں کو بتا دے
آسانی کی باتیں بتلایا کرتے ہیں کہ مشاہدہ رحمت
سے بہ مذاق پیدا ہو جاتا ہے)

حدیث ترمذی نے مع صحیح روایت کیا
نسائی نے کبری میں اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی
وقاص کی حدیث سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ کون شخص اشد ہیں بلا میں ہیں اس
حدیث کو ذکر کیا مگر اس میں اولیاء کا ذکر نہیں ہے
(وہ یہی ہے کہ سب زیادہ اشد بلا میں انبیاء ہیں اور
طبرانی کی یہاں فاطمہ کی حدیث سے یہ کہ سب زیادہ بلا
میں حضرت انبیاء ہیں پھر صالحین ہیں صالحین ہی مراد
اولیاء کا ہے) **ف** ایس بلا کا جو کہ مع الرضا و علامات
الولاية ہو تا ہے اور امام اکثر اولیاء کو دیکھو گے کہ مبتلا ہو
ہوئے ہیں خواہ کسی مرض میں ہو کسی مخالفت کی مخالفت میں

فیہ ما علیہ المحققون

۱۰۰

کون بلا میں علامت الولاية

الحديث البزار من حديث
ابى سعيد الخدرى مولى رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن اصحاب الاعراف
فقال هم رجال قتلوا
فى سبيل الله وهم عصاة
لأبائهم ففعلت بهم الشهادة
ان يدخلوا النار ومنعهم
المعصية ان يدخلوا الجنة
وهم على سور بين
الجنة والنار الحديث
وفيه عبد الرحمن بن زيد
بن اسلم وهو ضعيف
والحاكم عن حذيفة قال
اصحاب الاعراف قوم
تجاوزت بهم حسناتهم
النار وقصرت سيئاتهم
عن الجنة الحديث
وقال صحيح على
شرط الشيخين ف
فيه عدم الحكم على
أحد من أهل المعصية

حدیث - بزار نے ابو سعید خدری کی
حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کی
نسبت سوال کیا گیا آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں
جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور وہ اپنے
باپوں کا کہنا نہ مانتے تھے پس انکو شہادت تو
دخل نارسے مانع ہوگئی اور وہ کہنا نہ مانتا تو
جنت سے مانع ہو گیا اور ایسے لوگ ایک دوا پر
ہوں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان
میں ہوں گی (اعراف یہی ہے) اس حدیث
(کی سند) میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم
ہے اور وہ ضعیف ہے اور حاکم کے یہاں
حضرت حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ
اونہوں نے فرمایا کہ اصحاب اعراف
ایک قوم ہے کہ ان کی حسنات نے انکو
دوزخ سے تو پار کر دیا اور ان کی
شیئات جنت (میں) داخل کرنے سے
قاصر رہیں لہذا حاکم نے کہا کہ یہ بخاری و
مسلم کی شرط پر صحیح ہے ف اس میں
یہ مسئلہ ہے کہ اہل معصیت میں سے
کسی پر دوزخی ہونے کا حکم نہ کیا جائے

عبد الرحمن بن زید بن اسلم

بِالْمَنَافِعِ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَهُ
بَعْضُ الْحَسَنَاتِ عَنْهَا -
الْحَدِيثُ أَمَّا أَنَا
لَا أَنْسِي (مَبْنِي الْفَاعِلُ
مِنَ النَّسْيَانِ) وَلَكِنْ
النَّسْيُ (مَبْنِي الْمَفْعُولُ
مِنَ الْإِنْسَاءِ) لَا شَرْحَ
ذِكْرٍ مَّا لَكَ بِإِلَافَةٍ
لَا اسْتِدْلَالٍ وَكَذَا
قَالَ حَمْزَةُ الْكَتَانِي
أَنَّهُ لَحْدِيرٌ وَمِنْ غَيْرِ
طَرِيقٍ مَّا لَكَ وَقَالَ
أَبُو طَاهِرٍ الْإِخْلَاطِيُّ
وَقَدْ طَالَ بَحْثِي
عَنْهُ وَسَوَالِي
عَنْهُ لِلْإِسْمَةِ
وَالْحِفَافِظِ فَلَمْ
أُظْفِرْ بِهِ وَلَا
سَمِعْتُ عَنْ أَحَدٍ
أَنَّهُ ظَفَرَ بِهِ قَالَ
وَأَدْعِي بَعْضَ طَلِبَةِ

ممکن ہے کہ کوئی حسنہ اور سکے لئے مخرج
میں جانے سے مانع ہو جاوے۔
حدیث سن رکھو میں (نمازیں غفلت
سے) نہیں بھولتا بلکہ بھلا دیا جاتا ہوں
تاکہ (اوسکے احکام کو) مشروع کروں۔ ذکر
کیا اسکو مالک نے بطور بلاغ کے بلا سند
اور اسی طرح حمزہ کتانی نے کہا ہے کہ یہ
حدیث بجز طریق مالک کے مروی نہیں
ہوئی اور ابو طاهر اخطائی نے کہا
اس کے متعلق ائمہ و حفاظ سے میری
بحث اور تحقیق بہت طویل رہی سو مجھ کو
(سند سے) پتہ نہیں لگا اور نہ میں نے
کسی سے یہ سنا کہ اوسکو پتہ لگا ہو اور
بعض طلبہ حدیث نے (البتہ) یہ دعویٰ
کیا ہے کہ اوسکے پاس یہ سند واقع
ہوئی ہے مگر مالک کا بلاغ اس کے
بے اصل ہونے کے لئے کافی ہے) ف
اس میں حکمت ہے کہ طیلین کی لغزشوں کی
(جو کہ بلا قصد نا فراموشی اتفاقاً واقع ہو جاتی ہیں)
تاکہ اوسوقت وہ حضرات (اوسکے تدارک کے
متعلق) جو معاملہ کرتے ہیں اودن معاملات میں

الحديث انه وقع له
مسنداً فيه
حكمة نزلات الكمالين
ليقتدى بهم في
معاملاتهم اذ ذلك
الحديث المستغفر
من الذنب وهو مصر عليه
كالمتكهن في بآيات الله
ابن ابي الدنيا في التوبة
من طريق البيهقي في
الشعب من حديث
ابن عباس بلفظ
كالمتكهن في توبته وسنة
ضعيف فيه
عدم الاعتماد بالثوبة
اللفظية التي لا ندم معها
وقول بعضهم كالزوجة له
سبح برکت توبه برکت پر از ذوق گناه
محضیت را خند می آید بر استغفار ما
الحديث ان العبد
ليحرم الرزق بالذنوب

او کھا اٹھ لکھا جاوے (اور اسی بنا پر مولانا
فرماتے ہیں کہ
خون شہیدان را ذائب کی ترست
اس خطا از صد صواب اولی ترست
اور ع کفر گیر و کلمے ملت شود
حدیث جو شخص گناہ سے توبہ کرے
اور او سپر مصر بھی ہو (یعنی نادوم نہو) ایسا ہے
جیسے احکام الہیہ سے استہزاء کرتا ہے (کہ غلط ہے)
کچھ باطن کچھ روایت کیا اسکو ابن ابی دنیا
نے توبہ میں اور ابن ابی دنیا کے طریق سے
بیہقی نے شعب میں ابن عباس کی حدیث
سے اس لفظ سے کہ ایسا ہے جیسے پتھر سے
استہزاء کرتا ہو اور سند اسکی ضعیف ہے
ف اس میں ایسی زبان توبہ کا ناقابل
اعتبار ہونا نہ کر رہے جسکے ساتھ (دل میں)
مذمت نہ ہو اور یہ شعر گویا اس حدیث کا
ترجمہ ہے کہ
سبح برکت توبہ برکت دل پر از ذوق گناه
محضیت را خند می آید بر استغفار ما
حدیث - بیشک بندہ بعض اوقات
محروم ہو جاتا ہے رزق سے بوجہ گناہ کے جسکو

الحديث يقال ان عليه
عليه السلام مشى
على الماء قال
وصلى الله عليه
وسلموا زادوا يقينا
لمشى على الهواء هذا
حديث منكر لا يعرف
هكذا والمعروف ما رواه
ابن ابى الدنيا في كتاب
اليقين من قول بكر
ابن عبد الله المزني قال
فقد اخرجوا ريون
نبههم فقبل لهم توجع
ففي البحر فانطلقوا
يطلبون فلما انتهوا
الى البحر اذا هو قد قبل
يمشى على الماء فذكر
حديثا فيه ان عيسى
قال لو ان ابن آدم من
اليقين ثم عرق مشى
على الماء وفي شرح الرغاء

حدیث۔ کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
پانی پر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر اون کا یقین اور زیادہ تھا
تو وہ ہوا پر چلتے یہ حدیث منکر ہے یعنی
غیر ثقہ نے نقاب کے خلاف روایت کیا
ہے) یہ اس طرح معروف نہیں ہے (معروف
مقابل ہے منکر کا) اور معروف وہ ہے
جو ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں بکر
ابن عبد اللہ مزنی کا قول نقل کیا ہے کہ
حواریین نے اپنے پیغمبر (عیسیٰ علیہ السلام)
کو (ایک بار) نہ پایا کسی نے کہا کہ وہ دریا
کی طرف گئے ہیں۔ وہ (دریا کی طرف)
اڑ کر تلاش کرتے ہیں چلے جبے یا پر پہنچے
دیکھتے کیا ہیں کہ وہ پانی پر چلتے ہوئے
آ رہے ہیں یہ حدیث ذکر کی جس میں
ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر
ابن آدم کو ایک بال برابر ہی یقین ہو تو پانی
پر چلنے لگے شرح زبیدی میں ہے کہ
میں کہتا ہوں کہ نیر ابن ابی الدنیا اور
ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے
روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے

للزبیدی قلت روی
ابن ابی اندنیا ابنا بن
عسا کوحن فضیل بن
عیاض قال قیل یحیی
ابن مریم یائی شعی
عشی عنی الماء قال
بالایمان والیقین
قالوا فاننا امنا کہ
امنت وایقنا کما
ایقنت قال فامشوا
اذ اقمشوا معہ فجاء
الموج فخرقوا فقال
لہم عیسے ما لکم
قالوا خفنا الموج
قال الخفتم رب
الموج فخرجہم وروی
ابو منصور ان ابی فی
مسند الفردوس یسند
ضعیف من حدیث
معاذ بن جبل لو
عرفتم اللہ خ معرفتہ

۱۰۶

ابو منصور در حدیث اتوا بالیسر بالیقین

کہا گیا کہ آپ کس چیز سے پانی پر چلتے ہیں فرمایا
ایمان اور یقین سے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم بھی
ایمان کہتے ہیں جیسا آپ ایمان رکھتے ہیں اور ہم بھی یقین
رکھتے ہیں جیسا آپ یقین رکھتے ہیں آپ فرمایا تو اس
حالت میں چلو وہ اون کے ساتھ چلے پہر
ایک مہج آگئی تو بگے غوطہ کھانے اون سے
یسے علیہ السلام نے فرمایا تم کو کیا ہوا کہنے
لگے ہم موج سے ڈر گئے آپ نے فرمایا تم رب
موج سے کیوں نہ ڈرے پہر ان کو آپ نے
دیا ہے لکا لا زبیدی کا قول ختم ہوا۔
اور ابو منصور طبری نے مسند الفردوس میں
سند ضعیف معاذ بن جبل کی حدیث کے
روایت کیا ہے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح
معرفت ہوتی جیسا معرفت کا حق ہے تو
تم دریائوں سے چلتے اور تمہاری ماؤں سے
پہاڑ اپنی جگہ سے اٹل جاتے **ف** مراد
یقین سے اس مقام پر پہنچے کہ بعض افہام
یومیہ کی نسبت بعض تصورات حق کا ایسا
جازم خیال ہو جس میں انب مخالفات کا احتمال
ہی نہ ہو مثلاً یہ پختہ خیال کر لیا کہ میں اگر پانی
پر چلوں گا تو اللہ تعالیٰ بکو غرق نہ کریں گے

لمشيتم على البحور
ولزالت بدعائكم
الجبال والمعاد
باليقين ههنا هو
الحزم ببعض تصرفات
الحق في بعض الحوادث
اليومية بحيث
لا يحتمل النقيض وهو
قسم من التوكل و
هذا خاصيته عادة
المانع خاص
وليس من لوازم الايمان
ولا من خواصه نعم يرد
بركة بالايمان وهو معنى
قول عيسى عليه السلام
بالايمان واليقين وحده
معاذ لو عرفتم اي لو
ايقنتم وعرفتم وانقصتم
بيان خاصيته لا فضيلته
ولو اشكل عليكم ان
الغزالي كيف جرد هذا

اور یہ توکل کی ایک قسم ہے اور یقین (یعنی
المنكسر) کی عاقلانہ خاصیت ہے مگر کسی
مانع خاص سے (اس کا تخلف ہی ہو جاتا ہے)
اور یہ یقین (بامعنی) نہ لوازم ایمان ہے
(ممكن ہے کہ ایک شخص کامل الايمان ہو اور
خیال اس درجہ کا اوسکو حاصل نہ ہو) اور نہ
خاص ایمان سے (ممكن ہے کہ یہ خیال
اس درجہ کا کسی غیر مومن کو بھی حاصل ہو جائے)
البتہ ایمان اس خیال (میں برکت نہ آئے
ہو جاتی ہے اور یہی (از و یاد برکت) معنی
میں عینی حیلہ شام کے ارشاد کے کہ ایمان
اور یقین سے اور ایمانی معنی ہیں) حدیث
معاذ کے اگر تعلق شد تعالیٰ کی معرفت خا
ص یعنی امر تکوینی اور معرفت حاصل ہو تو او
سے تصور ان روایات میں یقین کی خاصیت
کا بیان کرنا کہ اس کے اوسکی فضیلت کا
بیان کرنا اور اگر تم کو یہ انسان مانع ہو کہ
انہ مرغز انہ اس روایت منکرہ کو کہے
حاضر کیا گیا ہے اپنی کتاب میں فرمودہ ہے
حضرت عیسیٰ سے اون پر قول منقول ہے
کہ "یرید" یعنی سب پر دلائل و بیو جائز

الروایۃ المنکوحۃ مع قول
 علیؑ لو کشفتم لی الغطاء ما
 اذددت یقیناً انہ لیستکرم
 بلوغ علیؑ الی اقصی
 مراتب الیقین وعدہ
 بلوغ عیسیٰ علیہ
 السلام الی مرتبہ بلوغہ
 تفضیل المولیٰ علیؑ النبی
 و هو باطل فالمرزوم مثله
 فاذہب ان المراد بہ فی
 قول علیؑ علی تقدیر
 ثبوتہ ہوا ایمان
 ولا دلیل علی عدہ
 بلوغ عیسیٰ علیہ
 السلام الی اقصی
 مراتب بل اقصی
 مراتب ایمان
 المولیٰ لا یبلغ اذہ
 مراتب ایمان النبی
 فضلہ عن اقصی
 مراتبہ فافہم حق الفہم

۱۰۸

تب بھی میرے یقین میں ترقی نہ ہو (بلکہ
 جتنا یقین اور سقت حاصل ہوتا وہ اب بھی
 حاصل ہے اور اشکال) اس نے (دہوسکتا ہے)
 کہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت علیؑ کو پہلا
 مراتب یقین تک پہنچے ہوئے تھے اور پہلے
 علیہ السلام اس مرتبہ تک پہنچے ہوئے
 نہ تھے اور اس سے ولی کی فضیلت بنی
 پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے جس میں سے
 یہ بات لازم آتی ہو وہ بھی باطل ہے (پھر اس
 روایت کی صحت کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا
 پھر حسنہ الی اسکو کیوں لائے) سو اس
 اشکال کو اس طرح زائل کرو کہ مراد یقین سے
 حضرت علیؑ کے قول میں بشرطیکہ یہ قول
 ثابت ہی ہوا ایمان ہے نہ معتد امر نہیں بلکہ
 کلام ہے) اور اسکی کوئی دلیل نہیں کہ عیسیٰ
 علیہ السلام ایمان کے انتہائی مراتب تک
 پہنچے ہوئے نہ تھے (نہوذا لشدنہ) بلکہ ولی کا
 انتہائی مرتبہ ایمان کا بنی کے ایمان کے بعد الی مرتبہ
 تک ہی نہیں پہنچتا چہ جائیکہ اس کے نہایت
 مرتبہ تک پہنچے ہوئے خوب چھٹی طرح سمجھ لو (مرزوم شریح
 اسکی کلیہ دشمنی فرما دے اس کے عشر ثلث میں سے)

الحديث متفق عليه من
 حديث ابی هريرة عن
 محمد بن عبد الله بن
 يار رسول الله قال ولا
 الا ان يتغمد في الماء
 منه بفضل رحمته
 وفي رواية لمسلم ما من
 احد يدخله الجنة
 الحديث واتفق عليه
 من حديث عائشة
 وانفرد به مسلم
 من حديث جابر
 في صريحه ما قالوا
 ان اصل مناط الوصول
 فعلته هو الجزية السلوك
 المحض نعم لا ينكر
 اشتراطه في الاكثر مما
 بعضهم فيه جذبة من
 جذبات الحق تعالى
 خير من عمل النقلين
 الحديث حديث عقبة بن عامر

حديث بخاری مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث
 سے روایت کیا کہ کسی شخص کو اس کا عمل جنت
 میں داخل نہ کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا
 نہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے داخل جنت ہوں گے
 یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور نہ میں مگر یہ کہ اللہ
 تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل و رحمت میں نہ دے تاکہ
 اے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے
 کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس کا عمل اس کو
 جنت میں داخل کرے اور بخاری و
 مسلم دونوں اس پر متفق ہیں جنت سے
 مانع نہ ہو حدیث سے اور مسلم اس میں مغرور
 ہیں جابر کی حدیث سے **ف** حدیث
 صحیح ہے اور بعضوں میں **ف** اصل طریق نے
 فرمایا ہے نہ اصل امر اور البتہ رسول خدا
 (ﷺ) ہے نہ کہ محض سلوک (اور عمل)
 البتہ عمل کے شرط ہونے کا انکار نہیں کیا
 جاسکتا اکثر احوال میں اور بعض نے اس
 اس عبارت سے تعبیر کیا ہے کہ حق تعالیٰ
 کا ایک بندہ جو جن باتوں سے یکہ تمام اعمال
 سے افضل ہے +

حدیث عقبة بن عامر کی حدیث پر

اذا رايت سما لرجل يعطيه
الله ما يحب هو مقبوع
معصيته فاعلموا ان ذلك
استدل بلم الحد يث احمد
والطبراني والبيهقي
في الشعب بسند حسن
ف شمل ما يحب المولى
والذواق فلا يستدل
بوجودها على بقاء النسبة
البطنية كما اغتر بها المبطون
المدعون لقوة نسبتهم بحيث
لا تزول بالمعاصي في المجتمع
مع المعاصي ليست هي
النسبة المطلوبة التي
تعلق من العبد
بالذكر والطاعة
ومن الحق بالرضا

بقاء النحال مع المعاصي استدل
استدل بكونه ذواقا
۱۱۰

تم کسی شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمام
اس کی خواہشیں اور مرادیں دے رہا ہے
اور وہ اپنے معصیت پر مصر ہے تو سمجھ لو
کہ یہ استدلال ہے روایت کیا اسکو
احمد اور طبرانی نے اور بیہقی نے شعب میں
سند حسن سے ف مراد میں موجد
واذواق ہی داخل ہو گئے پس اس کے
بقا سے نسبتہ باطنیہ پر استدلال کیا
جاوے جیسا کہ اہل باطل کو دھوکا ہو گیا
ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اون کی نسبت
باطنیہ ایسی قوی ہے کہ معاصی سے بھی زائل
نہیں ہوتی اس لئے کہ جو چیز معاصی کی تباہ
جمع ہو جاتی ہے وہ نسبت مطلوبہ نہیں ہے
جسکی حقیقت یہ ہے کہ عباد کی جانب سے
(حق کے ساتھ) ذکر و طاعت کا تعلق ہو
اور حق کی جانب سے (عبد کے ساتھ) رضا کا
تعلق ہو اور ظاہر ہے کہ معاصی کے ساتھ رضا کہا

کتاب الخوف والرجاء

کتاب الخوف والرجاء

الحديث حديث زيد
المخيل جئت لاسألك

حديث زيد خيلي كى جوبه حديث به
كهن لى حاضر مواهون كى آسبه به پوچھوں

عن علامۃ اللہ فہم یرید
 و علامۃ فہم لا یرید
 الحدیث الطبرانی فی
 الکبیر من حدیث ابن
 مسعود بسند ضعیف
 وفیہ انتہا قال
 لہ انت زید الخیر و کذا
 قال ابن ابی حاتم
 سماہ النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم الخیر
 لیس یروی منہ
 حدیث و ذکرہ
 فی حدیث یروی فقہم
 زید الخیر فقال
 یا رسول اللہ الحدیث
 سمعت ابی یقول
 ذلک و تمامہ
 فقال کیف اصبحنا
 اصبحنا لمحہ الخیر و اہلہ
 اذ اقدرت علی شئ
 منہ سارعت الیہ

کہ اللہ تعالیٰ کی کیا علامات ہیں اوس شخص
 کے متعلق جبکو وہ چاہتے ہوں اور اوس
 شخص کے متعلق جبکو وہ نہ چاہتے ہوں
 اس حدیث کی طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود
 کی حدیث سے بند ضعیف روایت
 کیا ہے اور اوسیں یہ بھی ہے کہ اپنے
 اون سے فرمایا تو زید خیر ہے یا اپنے
 خیل کو خیر سے بدل دیا اور اس طرح کہا ہے
 ابن ابی حاتم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اون کا نام خیر رکھ دیا اور اسے
 کوئی حدیث مروی نہیں اور انہوں نے
 ۱۱۱ اون کا ذکر صرف ایک حدیث میں کیا ہے
 جو مروی ہے یعنی زید خیر کہلے ہو
 اور عرض کیا یا رسول اللہ اخیر حدیث تک
 میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ یہ
 فرماتے تھے اور تمہارے اوس کا یہ ہے کہ
 آپ نے فرمایا تم نے کس حال میں صبح
 کی انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس
 حال میں صبح کی کہ میں خیر سے اور اہل
 خیر سے محبت کرتا ہوں اور جب میں
 کسی خیر پر قادر ہوتا ہوں تو اوسکی طرف

وایقنت بشواہ و اذا
فانتے منہ شئی
حزنت علیہ و
حزنت الیہ
فقال هذه علامة
اللہ فیمین یرید ولوا
ارادک للآخرے
ہیاک لها شملہ
یبال فی ای او دیتھا
حکلت و فیہ
قد صرحوا بہ من ان الرجاء
المحض بد و
العمل مع القدر
علیہ غر و محض
الحديث لا یؤمن بحکم
الا وهو یحیی الظن بالہ
مسلم من حدیث جابر
و یدال باطلہ علی
کون الرجاء غیر مشروط
بالعمل مع الحجج عنہ
کما فی قرب الموت

مردودت رجا بدون عمل

۱۱۳

افکار رجا غیر بدون عمل

دوڑتا ہوں اور اس کے ثواب کا یقین کرتا
ہوں اور جب کوئی غیر میرے ہاتھ سے
نکل جاتا ہے میں اس پر غمگین ہوتا ہوں اور
اس کی طرف مشتاق ہوتا ہوں اپنے
فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی علامت ہے اس
شخص کے متعلق جسکو وہ چاہتے ہیں اور
اگر تمکو کسی دوسری بات کیئے چاہتے
ہیں ضلال و ہال کیئے تو تم کو اس کے
یئے تیار کرتے پہرے واپسی کر کے کہ ہم اس
کسی وادی میں بھی ہلاک ہو جاتے۔
و اسیں اس سلسلہ ہے جسکی محققین نے
تصریح کی ہے کہ رجا محض بدون عمل کے
باوجود عمل پر قادر ہونیکے محض (فرض کام)
فریب ہے۔

حدیث۔ تم میں سے کسیکو موت نہ آئے
پلے گلاس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ
گمان نیک رکھتا ہو روایت کیا اسکو مسلم
نے جابر کی حدیث سے و یہ حدیث
اپنے اطلاق سے اس پر دل ہے کہ رجا عمل کیساتھ
مشروط نہیں جبکہ عمل پر قدرت نہ ہو جیسا موت
کے قرب میں حالت ہوتی ہے۔

باقی آئندہ

الحديث ان لعن طعن
عبدی بن قلیظن
بی ما شاء
ابن حبان
من حدیث
واشلة بن الاسقم
وهو فی الصحیحین
من حدیث
ابہرمة دون قوله
فلیظن بی ما شکف
هو مجمل فیضلہ الحدیث
السابقان و
الایمان شرط فی کل حال
الحديث لو تعلمون
ما اهل الضحاکم قد یروون
ولیکم کثیر الحدیث
وفیه قبط جبریل
الحديث ابن
حبان فی صحیحہ من
حدیث ابہرمة فاوله
متفق علیہ من حدیث

حدیث (قدسی) میں یعنی حق تعالیٰ،
اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہیں
پس میرے ساتھ جو چاہے گمان کرے
روایت کیا اسکو ابن حبان نے واثلہ بن
الاسقم کی حدیث سے اور یہ حدیث
صحیحین میں ابوہریرہ سے ہے اوس میں
یہ مضمون نہیں ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے
گمان کرے **ف** یہ حدیث مجمل ہے
اور پہلی دو حدیثیں اس کی تفصیل کرتی
ہیں (یعنی یہ حسن ظن قدرت کے وقت
عمل کے ساتھ مقرب ہے اور عجز کر کے وقت
بدون عمل بھی مقرب ہے) اور ایمان
ہر حال میں شرط ہے۔

حدیث اگر تم کو اذن باتوں کی خبر
ہو چکی مجھ کو خبر ہے تو تم بہت کم ہنسو۔
اور کثرت سے رویا کرو اور اس حدیث
میں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نازل
ہوئے اُسکو ابن حبان نے اپنی صحیح
میں ابوہریرہ کی حدیث سے روایت
کیا ہے پس اس حدیث کا اول حصہ
شیخین کا روایت کیا ہوا ہے حضرت

النسور و رواہ بریاق
 و لخرجہم الی
 الصعدات
 احمد و الحاکم
 و تمامہ فقال
 ان ربک یقول
 لک لم تقنط عباد
 فخرج علیہم
 و رجاء و
 شوقہم و
 فیہ ادب
 الشیخ من تغلیب
 الہجاء علی الخوف
 لمن ہو بصدد
 الحیازۃ لغایت
 الخوف من الاتهام
 للآخرۃ کذا اب
 الصحابۃ و
 الحدیث المومن افضل
 من الکعبۃ ابن طلجۃ
 من حدیث

اس کی حدیث سے اور احمد و الحاکم نے اسکو
 اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا
 اور تم جنگلوں کو نکل جاتے اور تمہارے
 یہ ہے کہ پس جبریل علیہ السلام نے کہا
 کہ آپ کے پروردگار فرماتے ہیں کہ آپ
 میرے بند و مومن ایمان کیوں کرتے ہیں پس
 آپ اہل لوگوں کے پاس تشریف لائے
 اور فرمایا میدولائی اور شوق دلایا (تا کہ
 زیادتِ تحریف کا تدارک ہو جاوے)
ف اس حدیث میں شجاعت کا ادب ہے کہ
 خوف پر جہاد کو غالب رکھا کرے ایسے
 لوگوں کے لیے جو کہ خوف کی حکمت یعنی
 اہتمام آخرت کے سامان کی کوشش میں لگے
 ہوں جیسے صحابہ کی شان تھی کہ اہتمام آخرت
 میں شدت سے مشغول تھے جس سے خوف
 کی قایت حاصل تھی تو اہل لوگوں کے لیے خوف سے
 زیادہ ضرورت رہا کرتی ہے

حدیث مؤمن کعبہ سے افضل ہے
 روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث
 سے ان الفاظ سے کہ (ای کعبہ) تو کعبہ

۱۱۱
 الفیضۃ السیاحۃ من الخوف لیس فیہ لایحی
 الخوف من رطوبۃ الارض و ما سواہا و ما فیہ

ابن عمر بلفظ
ما اعظمتك واعظم
حرمتك والذی نفسی
بیدہ لحرمة المؤمن
اعظم حرمة منك ماله
ودمه وان یلقن به الا
خبر او شیخہ نصر بن محمد
ابن سلیمان الحمصی
ضعفه ابو حاتم و
وثقه ابن حبان
ف فیہ فاضل المؤمن
على الكعبة ولو جزئياً
ومنہ قول
بعضہما
از ہزاراں کعبہ کیل بہتر است
فان المؤمن هو
القلب لقوله تعالى
ولتأید اخل
الايمان فی قلوبکم
ولا یحنا الجناح
ان مدلول الحديث

ان تا فیہ یلقن ہی للفقہ ۱۲۱

عظیم ہے اور تیری حرمت کثرت عظیم ہے
(مگر) قسم ہے اوسنات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے (کہ) البتہ مومن کی حرمت
تیری حرمت سے اعظم ہے اوسکا مال بھی اور
اوسکی جان بھی اور اوس کے ساتھ خیر بھی
کا گمان کیا جاسکتا ہے اولین ماہ کے
شیخ مینی نصر بن محمد بن سلیمان حمصی کو
ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے اولین ماہ
نے اوس کی توثیق کی ہے فت اس
حدیث میں مومن کا کعبہ برفیضیت رکھنا
نکوحہ ہے اگرچہ فیضیت جزئیہ ہو (اسی
لئے اوسکا جہت سجدہ ہونا لازم نہیں
آتا) اور اسی سے بھی کا مقولہ ہے
از ہزاراں کعبہ کیل بہتر است
کیونکہ مومن قلب ہی ہے حسب اشارہ
حق تعالیٰ کے کہ ابھی تک ایمان غنکار
قلوب میں اہل نہیں ہوا پس مومن کا
افضل ہونا جیسا کہ حدیث میں ہے
اور دل کا افضل ہونا جیسا قول بعض میں ہے
ہم سنی ہے اور تکوین علیہا ان نہ ہو کہ حدیث
کا مدلول تو صرف حرمت میں اعظم ہوتا ہے

۱۱۵

فیہ فیض علی الکعبۃ
نکوحہ مومن نہیں

إِغَاوَاهُ لَا عِظَمِيَّةَ فِي الْحَقِّ
بِمَعْنَى لَزُومِ الْأَثْمَانِ لَهَا
فَوْفَ الْكَلْبِ مِنْ
وَجْهِ لَكُونِ حَقِّ الْعَبْدِ
أَشَدَّ مِنْ حَقِّ اللَّهِ وَ
هُوَ لَا يَسْتَلْزِمُ
أَفْضَلِيَّةَ وَالْأَلْزِمُ
الْقَوْلُ بِأَفْضَلِيَّةِ
مَالِ الْمُسْلِمِ بِهِ وَهُوَ
بِاطِلٌ لَا نَاسْتَدِلُّ
بِقَوْلِهِ حُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ
بَلْ يَقُولُ مَا عِظَمَ ذَلِكَ
عَلَى الْعِظَمِ الَّذِي أَقْبَلُ
بِإِزَادَةِ الْمَقَابِلَةِ عَلَى عِظَمِيَّةِ
الْمُؤْمِنِ ذَاتًا وَالْأَلْزِمِ

لَكَانَ ذِكْرُ الْعِظَمِ الَّذِي
خَالِفَ لِحُزْنِ الْفَائِدَةِ وَلَا يَسُوْغُ الْقَوْلُ

الْحَدِيثُ الْمُؤْمِنِ أَكْرَمُ
عَلَى اللَّهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
ابْنُ مَاجَةَ مِنْ رَوَايَةِ
أَبِي الْمُهَزَّمِ يَزِيدَ بْنِ سَعْيَانَ

جسکے معنی یہ ہیں کہ اوس (مومن) کی حرمت
پر حملہ کرنے سے پُرسبت بے ادبئی کہہ کے
من و ہر گناہ زیادہ لازم آنا ہے بوجہ اگر
کہ حق العبد اشد ہے حق اللہ سے
اور یہ مستلزم فضیلت (ذات) کو نہیں
ورد لازم آتا ہے کہ مال مسلم کی فضیلت
کے بھی قایل ہوں کہ وہ بھی دم کے
ساتھ مذکور ہے) حالانکہ یہ باطل ہے
(سو یہ غلجہان نہ ہو) کیونکہ ہم اس قول سے
استدلال نہیں کرتے حرمت المؤمن الخ
بلکہ ما غلطک سے استدلال کرتے
ہیں۔ جو کہ عظمت ذات کہہ کر پرداں ہے
پس چونکہ مقصود مقابلہ کرنا ہے اس سے
یہ قول مومن کی عظمت ذات پر داں
ہوگا ورنہ عظمت ذات (کہہ) کا ذکر
بیغائیدہ ہوگا اور (حدیث میں) اس کا
قائل ہونا جائز نہیں۔

حدیث۔ مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک
ملائکہ کی بھی ارفع و اکرم ہے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے ابوالمہزم یزید بن سفیان
کی روایت سے وہ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ بلفظ المؤمن
 آکر موعظ علی اللہ من بعض
 الملئکة و ابوالمہزم
 سترکہ شعبۂ وضعفہ
 ابن معین و رواہ
 ابن حبان فی
 الضعفاء و البیہقی
 فی الشعب
 من هذا الوجه بلفظ
 المصنف فیہ
 دلیل علی بعض اجزاء
 مسئلۃ التفاضل
 بین البشر بین الملئکة و فضل
 البعض جنۃ و البعض کلی
 الحدیث قال اللہ
 تعالیٰ انما خلقت الخلق
 لیذبحوا علی و لم
 اخلقہم لاریح
 علیہم لم اقف
 نہ علی اصل
 قلت و الیہ

ابو ہریرہ سے ان لفظوں سے کہ مومن اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک بعض ملئکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے
 اور ابوالمہزم کو شعبہ نے ترک کر دیا ہے اور
 ابن معین نے اسکو ضعیف کہا ہے۔ اور
 روایت کیا اسکو ابن حبان نے ضعیف میں
 ابویہقی نے شعب میں اسی طریق سے ضعیف
 کے الفاظ سے یعنی اس میں لفظ بعض
 نہیں ہے۔ **ف** اس میں دلیل ہو مسئلہ
 تفاضل بین البشر و الملئکہ کے بعض اجزاء پر
 اور بعض بشر کی فضیلت (ملئکہ پر خیرتی
 ہے) جیسے عوام مومنین کی کہ باوجود مانع
 طبعیہ کے کچھ اطاعت کرتے ہیں (اور بعض
 کی کئی ہے جیسے حضرات انبیاء کی کہ قرب
 میں بھی فضل ہیں)

حدیث ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے
 مخلوق کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ
 مجھ سے نفع حاصل کریں اور اس لئے
 پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل
 کروں (عراقی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث
 کی کسی اصل پر واقعہ نہیں ہوا۔ اہم
 کتب ہوں کہ اسی مضمون کی حرف مولوی

الفصل فی التفاضل بین البشر و الملئکہ

بعضات جزئیہ مومن بعضی ملئکہ

استعمال میں ثابت ہوا
استعمال میں ثابت ہوا

۱۱۸

اشار الرومی بقوله
من ذكره خلق ناسوا كنتم
بلکه تا بر بند گان جی کے کنتم
واصله في القرآن من
قوله تعالى وهو
يطعم ولا يطعم وقوله
تعالى لا تسئلت
رزقا نحن نرزقك قوله
تعالى ما اريد منم مزرقة
وما اريد ان يطعمون ان
الله هو الرزاق والمسئلة
عقلية من امتناع استكمال
تعالى بالغير فالحدیث
اذن ثابت معنى وان
يثبت لفظاً۔

الحديث لو لم تدنوا الخلق
الله خلقا يذنبون ليغفر لهم
وفي لفظ لذهبكم الحديث
مسلم من حديث ابی
ایوب واللفظ الثاني
من حديث ابی هريرة

رومی نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے
من ذكره خلق ناسوا كنتم
بلکه تا بر بند گان جو دے کنتم
اور اس ضمن میں کی اہل قرآن مجید کی ان
آیات میں ہے بنسبر وہ اوروں کو
کہلاتا ہے اور کو کوئی نہیں کہلاتا۔
بنسبر ہم جسے رزق نہیں مانگتے ہم تمکو
خود رزق دیتے ہیں بنسبر میں اون (جن
اس سے رزق نہیں چاہتا اور نہ یہہ
چاہتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھانا کلا دیں بیشک
امد تعالیٰ وہ خود رزاق ہیں احو اور یہ
ذکورہ فی الحدیث عقلی ہے کہ حق تعالیٰ
پرست کمال بال غیر محال ہے بس حدیث
اس حالت میں بالمعنی ثابت ہے گو باللفظ
ثابت نہیں۔

حدیث اگر تم گناہ نہ کرتے تو امد تعالیٰ
ایسی مخلوق کو پیدا کرتے جو گناہ کرتے
تاکہ اون کی مغفرت فرماتے اور ایک لفظ
میں یہ ہے کہ تمکو (اس عالم سے) بیجا
روایت کیا اسکو مسلم نے ابوالیوب کی حدیث
سے اور لفظ ثانی کو ابو ہریرہ کی حدیث سے

قرباً منه وتمامه
وجاء بخلق اخرين نبون
فيغفر لهم ف فيه
حكمة لوجود الذنب
تكويناً من الخالق
لان حسن لا صمد
من الخلق لانه
قبليم وحاصلها
ظهور المغفرة
ولوصول اليها
ذهن غيبي
العارفين

الحديث
عائشة قلت
يا رسول الله
الذين يوتون
ما اتوا وقلوبهم
وجلة
هو الرجل
لسراق
وزني

اوسيكے قریب اور تمامہ اوسکایہ ہے کہ (تم کو
تو اس عالم سے بجاتے) اور (کجاں بٹھارے)
ایک دوسری مخلوق کو لاتے جو گناہ کرتے
پھر اون کی مغفرت فرماتے ہیں
گناہ کے وجود کی حکمت (مذکور ہے)
(مگر) اس حیثیت سے کہ وہ حق تعالیٰ
کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ ایجاد حسن
نہ اس حیثیت سے کہ وہ خلق سے صادر
ہوا ہے کیونکہ صمد و قریب ہے اور صمد
اوس حکمت کا ظہور مغفرت ہے اور اس نکتہ
تک یخبر عارفین کے کسی کے ذہن کی رسانی
نہیں ہوتی۔

حدیث حضرت عائشہ کی حدیث ہے
کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو بات
ہے یوتون ما اتوا وقلوبهم وجلة
یعنی دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور انکے
دل خوف زدہ ہیں یہ تمام افعال کو عام ہے
کیونکہ سب میں اون کو عدم سے ہستی میں
لانا اور وجود دینا ہے (کیا مراد اس سے
وہ شخص ہے جو چوری اور زنا کرے۔
دیکھو کہ خوف تو ان ہی افعال کے بعد

بعض الکلمۃ النبی بیکۃ الایجاد النبی
بعض اصناف کفر شیعہ خلق ازلیہ و ازلیہ خلق

قال لا الحديث الترمذی و
ابن ماجه والحاکم وقال
صحيح الا سندا قلت بل
منقطع بين ما نشته وبين
عبد الرحمن بن سعد بن
وهب قال الترمذی وری
عبد الرحمن بن سعد عن ابی
حازم عن ابی هريرة وقامه
بل الرجل يصوم ويصلي
ويتصدق وينفق ان
لا يقبل منه ف
عدم الاتكال على
الاعمال + وقطع الغرور
والادلالات لان يغلب الخوف
على الرجاء من الرحيم
الافضال + فان الثابت
هو عكس لمن له بالاطاعات
اشتغال + من الصلوة و
الصوم والتصدق بالاموال
ومقربيا تحت حدیثلو
تعلون ما اعلو

۱۲۰

نیکو کردن بر خدا و
انعام الاله

ہوتا ہے) آپ نے فرمایا نہیں (اگے تتمہ
آتا ہے) اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے
اسکو صحیح الاسناد کہا میں (یعنی عراقی) کہتا
ہوں کہ بلکہ منقطع ہے مائتہ اور عبد الرحمن
ابن سعد بن وہب کے درمیان میں ترمذی نے
کہا ہے کہ یہ حدیث عبد الرحمن بن سعد سے
بھی مروی ہے وہ ابو حازم سے روایت کرتے
ہیں وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور
تتمہ حدیث کا حضور کے اوس ارشاد کے
بعد کہ نہیں) یہ ہے کہ (آپ نے فرمایا) بلکہ
مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھے اور نماز
پڑھے اور صدقہ دے اور (پھر) دے
کہ یہ اوس سے قبول نہ کیا جائے
اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ اعمال پر
اعتماد نہ چاہیے اور نیز اس میں قطع ہے عروہ
نازکا اور مضمون میں یہ کہ خوف کو غالب کیا جائے
خوف افضل ہو امید کہ نہ ہو کہ خوف میں ان باتیں
مشغولی ہو جو نماز و روزہ و مال کا تصدق نہ ہو سکے
یہ تو اس کا عکس ہے چنانچہ یہ مضمون قریب ہی گذر
چکا ہو اس حدیث کے تحت میں لوتعلون ما اعلو

(باقی)

الحديث

حديث

حظلة

كنا عند

رسول الله

صلى الله عليه

وسلم فوعظنا

وفيه نافع

وفيه ولكن

يا حظلة

ساعة وساعة

مسلم مختصراً

فيه

إن التغير الطبعي

لا يخلو عنه

كامل وهو

غير مضر

بل فيه

من المصلح

ما ينوقه

أهل الطريق

حدیث حضرت حنظلہ کی حدیث ہے کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدمت میں

تھے آپ نے ہم کو بغیر حقین سنائیں اور اس

حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت حنظلہ نے

حضرت صدیق اکبر سے یہ کہا کہ حنظلہ دینی

میں، تو منافق ہو گیا جسکی وجہ یہ بیان کی گئی

جب ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں ہوتے ہیں تو ہماری یہ حالت

ہوتی ہے کہ گویا جنت و دوزخ کا شاہد

کر رہے ہیں اور جب گہرتے ہیں تو بوجہ

بچھل میں مشغول ہو کر وہ حالت نہیں ہوتی

اور یہ بظاہر تفاق ہے حضرت صدیق مجھے کہ

یہ حالت تو میری بھی ہے (اور اس حدیث

میں یہ بھی ہے کہ) پھر دونوں صاحبِ حضور

میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے

ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کی سی حالت

رہے تو تم سے ملنے معاشرہ کیا کریں لیکن

اے حنظلہ ایک ساعت کیسی ایک ساعت

کیسی روایت کیا اسکو مسلم نے مختصراً

اس حدیث میں یہ ہے کہ اتنی طبعی ہے

کابل ہی خالی نہیں دینا پڑے صاحبِ سب کا

۱۲۱

الانوار فی المناقب
صاحبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

الحديث قال يوم

بدا سر اللهم

ان تملك هذه

العصابة لم

يبق على وجه

الارض احد

يعبدك البخاري من

حديث ابن عباس

بلفظ ان شئت

لم تعبد بعد اليوم

في سياتي ما فيه

الحديث كان

اذا دخل في الصلوة سمع

لصده ازيزا كازيز

المرجل ابو داود

الترمذي في الشمائل

والنسائي من حديث

عبد الله بن الشيخير

في الحديثين

اجتماع غلبة الحال

مع الكمال ولو

۱۲۳

اجتماع حال مع الكمال

خصوص حضرت صدیق اکبرؓ اور یہ تفسیر
(مقصود میں) مفسر نہیں بلکہ اس میں ایسی حقیقت
ہیں جو اہل طریق کو ذوق طریق پر معلوم ہوتی ہیں
حدیث آپ نے یوم بدر میں فرمایا کہ
اگر یہ جماعت (مسلمانوں کی) ہلاک ہو جائے
گی تو روئے زمین پر کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے گا
جو آپ کی جلالت کرے گا روایت کیا اسکو
بخاری نے ابن عباس کی حدیث کہ ان الفاظ
کہ اگر آپ کو یہی منظر دیکھتے تو آج کے دن
بعد آپ کی عبادت نہ کی جاوے گی **ف**
اس کا فائدہ آگے آتا ہے

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت
نماز میں اٹھ جاتے تھے تو آپ کے سینہ کی کسی
آواز سنائی دیتی تھی جیسے ہنڈیا کے جوش
کی آواز ہوتی ہے روایت کیا اسکو ابو داود
ترمذی نے شامی میں اور نسائی نے
عبد اللہ بن شخیر کی حدیث سے **ف** اس
حدیث میں اور حدیث سابق میں دلالت ہے
اس پر کہ غلبہ حال کا کمال کے ساتھ جمع ہونا ممکن
ہے اگرچہ یہ علی سبیل القلہ ہوتا ہے (چنانچہ
حدیث سابق میں) ماکا اندازا اس حدیث میں

علی النداء -

سینہ کی آواز اسی قلبہ مال سے ناشی ہے

کتاب الفقر والزهد

کتاب الفقر والزهد

الحديث ابو نعیم فی الحلیۃ
من حدیث الحسن بن علی
بسند ضعیف اتخذوا عند
الفقراء ایدی فی الحاشیۃ
عن البرهان الحلبي عن ابن
تیمیمۃ بخط بعض الفضلاء قد
اتخذوا مع الفقراء ایدی
وکن احدیث الفقر فخری کلاما
کذب وفي المقاصد الحسنۃ
الفقر فخری قال شیخنا باطل
موضوع والدیلمی عن معاذ
ابن جبل رفته تحفته المؤمن
فی الدنیاء الفقر مسند لا بأس
ف اصل معنی الحدیث
من فضل الفقر و
الفقراء والاحسان
الیهم ثابث بلا امتراء
الحديث لقد هممت ان

حدیث - ابو نعیم نے حسین بن علی سے
بسند ضعیف علیہ میں روایت کیا ہے کہ
فقراء کے پاس احسانات میرا کیا کروالی
آخرہ حاشیہ میں برہان حلبی سے انہوں نے
بخط بعض فضلاء ابن تیمیمہ سے نقل کیا ہے
کہ یہ حدیث مذکور اور اس طرح حدیث الفقر
فخری دونوں غلط ہیں اور مقاصد سنہ میں
ہے کہ لغت فخری کو ہمارے شیخ نے باطل
موضوع کہا ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل
سے مرفوع روایت کیا ہے کہ مؤمن کا تختہ
دنیا میں فقر ہے اہل اسکی سند میں کچھ
مفادۃ نہیں (اشارہ ہے قدرے ضمت
کی طرف) ف اصل یعنی اولیٰ کو
حدیثوں کی (نکو موضوع کہا گیا ہے)
یعنی فقر و فترت اور کی فضیلت اور اوج کے
ساتہ احسان کرنا یہ بلا کسی اشتباہ کے ثابت
ہے

حدیث میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ

اَقْبَابُ الْاِمْنِ
فَسْ شَى
اَوْ شَعْنَى
اَوْ اَنْصَادَى
اَوْ دَوْسَى
الْتَرْمِزَى
مِنْ حَدِيثِ
ابِيهِمِ رَسْمَةٍ
وَقَالَ رَوَى مِنْ
غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ
ابِيهِمِ رَسْمَةٍ قُلْتُ
وَرَجَالُهُ ثَقَاتٌ
فِيهِ
اصْلُهُ لَتَقْبِيلِ
قَبُولِ
الْمُهْدِيَةِ
بِشْرَاطِ تَقْبِضِهِ
مَصْلَحِ
الْوَقْتِ

۱۳۴

الْمُهْدِيَةُ قَبُولُ الْعَدْلِ وَبِشْرَاطِ تَقْبِضِهِ
عَنْ رَوَاهُ ۱۰۰ بِشْرَاطِ تَقْبِضِهِ

ہمہ قبول نہ کرو گنا بخیر قریشی یا ثقفی یا انصاری
یا دوسی کے (یہ اس وقت فرمایا تھا جبکہ ایک
احزابی نے آپ کو ایک اونٹ پر یہ دیا تھا اور
آپ نے اس کے عمن میں کئی اونٹ عطا
فرمائے مگر وہ راضی نہ ہوا و سکوت و قبح اور زیادہ
کہہتی اس فرمائے کا حال یہ تھا کہ یہ خاص
قبائل یا ان کے اشال مالی حوصلہ ہوتے
ہیں کہ محض محبت سے ہدیہ دیتے ہیں کسی
غرض کی قطع سے نہیں دیتے) روایت کیا
اسکو ترمذی نے حدیث ابو ہریرہ سے
اور کہا کہ یہ حدیث کئی طریق سے ابو ہریرہ
سے روایت کی گئی ہے میں (مسماقی)
کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں
اس حدیث میں اہل ہے اسکی کہ قبول ہدیہ
کو ایسے خاص شرائط کے ساتھ مقبید
کر دیا جاوے جن کو مصالح ثقفی ہوں
(اور ان شرائط کے نہ ہونے پر وہ
ہدیہ کو خلاف سنت نہ کہا
جاوے چ

(باقی آئندہ)

الحديث والصحيحين من
حديث عمر بن الخطاب من هذا
المال وانت غير مشرف ولا
سائل فخذ الحديث فيه
بعض الادب بقبول الهدية
من اشراطه بعدم
الاشراف وعلامته التاذي
بعدم اتيانه

الحديث للسائل حق وان
جاء على افرس ابوداود من حديث
الحسين بن علي ومن حديث
علي وفي الاول يعلى بن الجعفي
يحيى جهمه ابو سائر
ووثقه ابن حبان في الثاني
شيعه لم يسمروا سكت
عليهما ابوداود واما
ذكر ابن الصلاح في
علوم الحديث انه
بلغه عن احمد بن حنبل
قال اربعة احاديث
تدور في الاسواق

حديث صحيحين میں ہے حضرت عمر بن الخطاب
حدیث سے کہ جو مال تمہارے پاس اس حالت
میں آوے کہ تم کو نہ اوس کا انتظار ہو اور نہ تم
اوس کا سوال کرو تو اس کو لے لیا کرو
اس حدیث میں قبول ہدیہ کا ایک ادب ہے
یعنی اوسیں شرط یہ ہے کہ اوس کا انتظار
نہ ہو اور انتظار کی یہ علامت ہے کہ اوس
مال کے نہ آنے سے اس کو نگہاری ہو۔

حدیث سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑ
پر آوے روایت کیا اس کو ابوداود نے
حسین بن علی ثانی حدیث کی اور نیز حضرت علی
کی حدیث سے اور اول طریق میں یحییٰ
ابن ابی یحییٰ کی جو سکوا بوجہ تہم نے مجہول کہا
ہے اور ابن حبان نے اوس کی توثیق کی
ہے اور دوسرے طریق میں ایک شیخ ہے
جس کا نام معلوم نہیں ہوا اور دونوں (طریقین)
حدیثوں پر ابوداود نے سکت کیا ہے (تو)
ثابت ہوا کہ حدیث بے اصل نہیں (اور ابن
الصلاح نے جو علوم حدیث میں (اس کے
خلاف) ذکر کیا ہے کہ ان کو احمد بن حنبل سے
یہ خبر ہو چکی کہ چار حدیثیں ہیں جو بازاروں میں

اشرف ما قبل الصدقة یعنی مال صدقات
میں سے جو صدقہ میں آتا ہے

وہی الجرحی بالقرآن العقائد
عن محمد بن یونس

۱۲۶

لیس لها اصل منها السائل
حق الحديث فانه لا يجمع عن
احمد فقد اخرج حديث
الحسين بن علي في مسنده
ف فيه عدم الحكم بالقلائن
الظنية فيما يضر صاحب ككون
السائل غنيا وهو من
اخلاق القوم-

الحديث لما قال له
حارثة انا مؤمن حقا
فقال وما حقيقة
ايها نك الحديث البزار
من حديث الش
والطبراني من حديث
الحارث من مالك و
كلا الحديثين ضعيف
وتما قال عزت نفسي
فاستوى عندى حجرها
وذهبها وكافى
بالجنة والنار وكافى

سفي القاموس عزت نفسي عنه زهد تينه
ولانصرفت عنه اولئك المزمع ۱۲

فانہیں جن کی کوئی اصل نہیں اور نہیں سے
ایک یہ ہے للسائل حق الاثر قول احمد
صحیح نہیں ہے کیونکہ خود احمد نے اس حدیث
کو اپنی سند میں حسین بن علی سے روایت
کیا ہے **ف** میں یہ مضمون ہے کہ صاحب
معاملہ کو جس میں ضرر ہوا وہیں قرآن ظنیہ
پر حکم نہ کرنا چاہیے جیسے سوار دیکھ کر اس کو
غنی سمجھ لیا جاوے اور یہی مادت کا صوفیہ
حدیث جب آپ نے عارف نے عرض کیا
کہ میں مؤمن ہوں آپ نے فرمایا تمہارے
ایمان کی حقیقت کیا ہے انہی روایت کیا
اسکو ہزار نے حدیث اس سے اور طبرانی
نے حدیث حارث بن مالک سے اور زونہ
حدیثیں ضعیف ہیں اور تہ حدیث کا یہ ہے
کہ حارث نے (حقیقت ایمان کے سوال
کے جواب میں) عرض کیا کہ میرا نفس دنیا
سے ہٹ گیا پہ پہلے میرے نزدیک دنیا کا
سنگ اور زر برابر ہو گیا اور (مجھ کو)
مشاہدہ قلبیہ نہ کہ مشاہدہ عین سے
ایسا معلوم ہوتا ہے (گویا میں جنت و
دوزخ پر مطلع ہوں اور گویا میں اپنے

بعرض رجبہ بآرز
فقال صلى الله عليه
وسلم عرفته فالذمر
عبد نور الله قلبه
بألايمان وفيه
صفات الكاملين
ومعنى الحديث أو مره
الروحي في مثناويه
بعد أربعة أخماس
من الدفتر الأول
معنى الحديث الأول من كتاب
الحروف والرجاء وخطبتهما
مع تعدد هما وسادكرهما في الشطر
الباقى عن غير العراقى مفصلا
إن شاء الله تعالى وفيه خوف
ابن مالك مكان
حارثه
الحديث الطبراني من
رواية أبي العالنية ان
العباس بن عرفة
فقال له النبى صلى الله

پروردگار کے عرش مطلع ہوں کہ کیا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
(واقعی) تمکو معرفت حاصل ہوگئی پس تم
جسے رہو اور اوروں کی نسبت یہ بھی فرمایا کہ
یہ ایک بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے
قلب کو ایمان سے منور فرمایا ہے وہ ہیں
صفات کاملین کی مذکور ہیں اور اس
حدیث کے مضمون کو مولانا رومی اپنی
ثنوی میں فقر اول کے چار خس کے بعد لکھا
ہیں مع مضمون اوس حدیث کے جو کتاب
الخوف میں سب سے پہلی حدیث ہے اور
دونوں حدیثوں کو ایک کر دیا حالانکہ
دونوں الگ الگ ہیں (مگر اس سے
اصل مقصود میں کوئی غلط نہیں ہوا) اور
اس تہد کی تحقیق ایشاء اللہ تعالیٰ شہر باقی
میں غیر العراقی میں آوے گی اور اس میں
بجائے حارثہ کے خوف بن مالک ہیں
حدیث طبرانی نے ابوالعالیہ کی
روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت
عباس نے ایک بالافانہ زبان ضرورت
بنایا متبادرہ بصورت خود حضور کے یہاں

ترمذی ۱۲

۱۳۸

ترمذی ۱۲
ترمذی ۱۲
ترمذی ۱۲

عليه وسلم اهد مع الحث
وهو منقطع وحدث
بجندة معدلة فقال
لمن هذه قالوا الفلان
فلما جاءه الرجل اعرض
عنه الحديث ابوداود
من حديث الش باسنا
جيد بلفظ فرأى قبة
مشرفة وقامه فلم
يكن يقبل عليه كما كان
فسأل الرجل اصحابه عن
تغير وجهه صلى الله عليه
وسلم فاخبر فذهب فهدى
فمر رسول الله صلى الله عليه
وسلم بالموضع فلم يرها
فاخبر بانتهدها فندما الحيلة
ففيها ذم للتفاخر
والترفع والتكلف فوق الحاجة
والمسئلة كالمتفق
عليه بين الصوام
علما وعملا (باق آتية)

بالاثان تها، اون سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسکو منہدم کرو اور واپس اور یہ حدیث
منقطع ہے اور یہ حدیث کہ آپ ایک
بلند قبة پر گزرے اور پوچھا کہ یہ کس کا ہے
لوگوں نے عرض کیا کہ فلان کا ہے جب
شخص آپ کے پاس حاضر ہوا آپ نے اس سے
موضع پھر لیا اس حدیث کو ابوداود نے
حدیث الش سے باسنا وجید نقل کیا ہے
ان الفاظ سے کہ حضور نے ایک بلند قبة
دیکھا اور تہہ اوسکایا ہے کہ آپ رانے
کے وقت اوس کی طرف اتنے متوجہ
نہیں ہوئے جیسے پہلے ہوتے تھے اوس نے
پانے دوتوں سے یا آپ کے اصحاب سے آپ کے برج پر
کیوجہ پوچھی۔ لوگوں نے بتلادیا اوس نے جا
اوسکو منہدم کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس
موقع پر گزر ہوا تو اوسکو نہ دیکھا اور آپ کو خبر نہ
گئی کہ اوسکی اوسکو منہدم کر دیا آپ نے اوسکی
سینے دھارے خیر فرمائی **ف** ان وفوض ثوبا
میں نہرت ہوتا تھا اور ترفع اور تکلف اتر
از حاجت کی اور یہ مسئلہ علما و عملا اہل طریق
میں مثل متفق علیہ کہ ہے :- (باقی آئندہ)

کتاب التوحید والتوکل

الحديث ابن عدی
وابو نعیم فی الحلیۃ
من حدیث ابن عمر
القدر سر الله فلا
تفتنوا الله عز وجل سره
لفظ ابی نعیم وقال ابن
عدی لا تکلموا فی القدر
فانه سر الله الحديث
وهو ضعيف
فی تسمیة القدر بسر الله
والنهی عن التکلم
فیه دلالة علی امرین
احدهما جواز انکشاف
مسئلة القدر فی
الدنیا بقدر الاستعداد
والا لما نهی
عن افشاء کلام النهی
یقتضی المقدس ربه وثانیها
النهی عن افشاء الکشف

کتاب توحید وتوکل

حدیث ابن عدی اور ابو نعیم نے جابر
ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے
کہ (مسئلہ) قدر اللہ تعالیٰ کا راز ہے سر اللہ
عز وجل کے راز کا افشاء است کر دینا الفاظ نعیم
کے ہیں اور ابن عدی نے (بجائے ان الفاظ
کے یہ) کہا ہے کہ قدر میں کلام مت کرو
کیونکہ وہ راز ہے اللہ تعالیٰ کا (اسکا بھی
وہی حاصل ہے) اور یہ حدیث ضعیف ہے
(یعنی لفظ باقی معنی حدیث صحیح سے ثابت
جس میں تدریس کلام کرنے پر ناخوشی ظاہر
فرمائی ہے) مسئلہ قدر کو تبر الہی فرما
میں اور اس میں کلام کر کے سے مانعت
فرمانے میں دو امر پر دلالت ہے ایک یہ کہ
مسئلہ قدر دنیا میں بھی بقدر استعداد
منکشف ہو سکتا ہے ورنہ اس کے
افشاء سے مانعت نہ فرمائی جاتی کیونکہ
مانعت کرنا اسکو مقتضی ہے کہ اس
چیز پر قدرت بھی ہو (اور قدرت علی
الافشاء موقوف ہے انکشاف پر)

والغوا مض التی لا
یتحملها غیر الادل
والثانی معرفت فی
کلام القوم والاول معرو
للخواص وما قاله
بعضہم من امتناع
انکشافہ حتی فی
الجنة فالمراد
انکشافہ بکنہ
لتوقفہ علی
تحقیق الصفات
یکنہما وھو
ممتنع لا مستلزم
احاطة الممكن
بما لواجب۔

الحديث مرض علی
فسمعه رسول الله
صلی الله علیه وسلم
وهو یقول اللهم
سبرنی علی البلاء
فقال لقد سالت الله

اور دوسرا امر یہ کہ امور کشفیہ کے اور ایسے
غوامض کے افشاء سے ممانعت ہے کہ
نا اہل اوس کا تحمل نہ کر سکے اور یہ دوسرا امر تو
(عام طور سے) کلام قوم میں معروف ہے
اور امر اول (صرف) خواص کو معلوم ہے
(باقی عام خیال یہی ہے کہ مقررہ دنیا میں
منکشف نہیں ہو سکتا گو آخرت میں ہوگا)
اور بعض کا جو یہ قول ہے کہ اس کا انکشاف
(اسلاماً) ممتنع ہے جسے کہ جنت میں ہی انکشاف
نہیں ہوگا) تو مراد انکشاف کب نہ ہے کیونکہ
وہ موقوف ہے انکشاف صفات (الکبیر)
بکنہا پر اور وہ ممتنع ہے (حتیٰ کہ آخرت
میں بھی) کیونکہ اس سے ممکن کا احاطہ کرنا
واجب کو لازم آتا ہے (اور یہ احاطہ عقلاً
ممتنع ہے جس میں سب مواطن برابر ہیں)

حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ
سواءن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا کرتے سنا کہ اے اللہ تجھ کو بلا پر صبر
دیجئے آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے
بلا مانگی کیونکہ صبر تو اسی میں ہوتا ہے
سوا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو (عراقی کتب خانہ)

البلاء فسل الله العافية
تقدم مع اختلاف قلت لم
اظفر بهذا المحل ورأيت
في الفصل الثاني من باب
الدعوات في الاوقات من
المشكوة عن الترمذي
سم النبي صلى الله عليه وسلم
رجلا وهو يقول اللهم اني
اسئلك الصبر فقال سألني
فاسئله العافية فيه نكس
على ما يوم دعوا الحق فكيف
بدعواها كما قد يصد
عن بعض المغلوبين كقول
سمنون المحب

فليس لي في سواله حظ
فكيف ما شئت فاختبرني
وعتب وابتلى فاستغفر
وعوفي وما ورد من
سوال الصبر في النصوص
فهو في الاعمال مثل
الثبات في الجهاد

یہ حدیث پہلے گزری چکی تھی کیونکہ اختلاف کے
میں (الشرع) کہتا ہوں کہ چکو وہ موقع نہیں
ملا اور مشکوٰۃ کے باب دعوات فی الاوقات کے
فصل ثانی میں ترمذی سے منقول دیکھا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ
دعا کرتے سنا کہ اللہ میں آپ صبر مانگتا
ہوں آپ نے فرمایا تو نے اللہ سے بلا مانگی
سرا س سے عافیت مانگ و اس
حدیث میں ایسے امر نہ لکیر ہے جو دعویٰ
قوت کو موم ہو چکا کیونکہ قوت کا دعویٰ
ہو چکے ہیں مغلوبین سے اس کا صدق
ہو جاتا ہے جیسے سمنون محب کا قول ہے
جز تیرے چکو کوئی بھاتا نہیں
ازمے میں طرح چاہے مجھے

اور اس کے غیر عقاب ہوا۔ اور اصل محل
میں مبتلا ہو گئے پھر استغفار کیا اور
آرام ہو گیا اور وہ جزو نصوص میں صبر کا
سوال آیا ہے وہ صبر فی الاعمال ہے
جیسے جہاد میں ثابت قدم رہنا۔ اور
اسی کے ساتھ ساتھ غلبہ علی الکفائر کا
بھی سوال ہے جو رواں کے سوال کو

مستلزم ہے سود و نول سوالوں میں
فرق ہو گیا (یعنی جس سے نبی آئی اور جس کا
امر آیا ہے)

کتاب المحبۃ والشوق

حدیث ابراہیم علیہ السلام نے ملک
الموت سے فرمایا جب وہ آپ کی روح قبض
کرنے آئے کیا آپ کبھی دوست کو
دیکھا ہے کہ اپنے دوست کی جان لیتا آ
(عراقی کہتے ہیں) میں نے اسکی کوئی
اصل نہیں پائی اور تمہ اس کا یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے پیروی فرمائی کیا تمہ
کسی محب کو دیکھا ہے کہ اپنے محبوب کے
ملنا ناگوار سمجھتا ہو انہوں نے فرمایا آ
ملک الموت بس اب جان یلوف
میں کہتا ہوں اس کے منہ مرکب میں
ادلل اور شوق سے اور یہ دونوں ثابت
ہیں اور نیز ایک تیسرے جزو سے بھی
یعنی اللہ تعالیٰ کا مومن کے کج کونا گوار
سمجھنا اور یہ مضمون (حدیث میں) مصرعاً
وارد ہوا ہے (کہ حق تعالیٰ فرطے ہیں

وامر معہ لبسوال الغلبۃ
علی الکفار المستلزم للکفر
زوال البلاء فافترقا -

کتاب المحبۃ والشوق

الحديث ان ابراهيم
قال لملك الموت اذ جاءه
ليقبض روحه هل رأيت
خليلاً يقبض خليله
الحديث لم أجده أصلاً
وتمامه فادعى الله تعالى
اليه هل رأيت محباً
يكره لقاء حبيب
فقال يا ملك الموت
الآن فاقبض قلتي
معناه مركب من الادراك
والشوق وهما
ثابتان ومن كراهة
الله مساة المومن
وقد ورد صريحاً
وقد تقدم

فی کتاب النکاح من
الرسالة فمعناه ثابت
لکن لیس روایۃ
بالمعنی بل للمعنی وقت
وفی ذکرہا اصلہ لم
یوجد فائدتان احدھا
ما فی خطبة الرسالة
من فتوح عسان یظفر
بہ احد وثانیہما
الاحتیاط عن
روایۃ ما لم یوجد
لہ سند

الحديث ابو نعیم فی الطب
النبوی من حدیث ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
یحب ان ینظر الی الخضرۃ
والی الماء جاری واسنادہ
ضعیف و فیہ زلاہ مستمک
بالمباح ما لم یغل فیہ
لا ینافی کمال الزہد کما
یزعمہ المتعشفون +

جملہ مومن کا رنج گوارا نہیں اور اسکو موت
سے رنج ہوتا ہے اور یہ حدیث اس سادہ کے
کتاب النکاح میں گندہ مکی ہے پس اس
روایت کا مضمون (جو کہ اصل مقصود ہے) وہی
ثابت ہے لیکن اسکو روایت بالمعنی نہ پھر
گئے گو المعنی کہیں اور سند میں کہتا ہوں
ایسی روایات کے ذکر کرنے میں جلی اصل
نہیں پائی گئی و وفائدے ہیں ایک تو وہی جو
اسی رسالہ کے خطبہ میں میرے اس قول میں
مذکور ہے کہ شاید کسیکو وہ روایت
بجائے اور دوسرا فائدہ یہ کہ ادنیٰ روایت
احتیاط رکھی جاوے جبکہ کہ سند لمجاہ
حدیث ابو نعیم نے طب نبوی میں حضرت
ابن عباس کی حدیث سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سبزی اور آب جاری
کی طرف نظر کرنے کو پسند فرماتے تھے
اور اسناد اسکی ضعیف ہے و اس
حدیث میں اسپردالت ہے کہ مباح سے
ارتفاع جب تک کہ اکس میں غلو کرے
کمال زہد کے منافی نہیں جیسا کہ خشک
لوگ سمجھتے ہیں +

۱۳۳

۱۳۳۵ اتنی ہی ہیں انھوں نے اسکا ذکر کیا کہ انھوں نے

حدیث میں اسکا ذکر کیا کہ انھوں نے

الحديث فما عاثر
منها اختلف وقد تقدم في
اداب الصحبة وسياقة فيما
تقدم مكنة الارواح
جنود مجندة فما تعارف
منها اختلف وما تناكر
منها اختلف مسلم من
حديث ابي هريرة والبخاري
تصنيفاً من حديث عائشة
ففيه اصل لما
تقدم عند القوام
من اشتراط التناسب
بين المفيد والمستفيد
لان هو الغرض
من الحكاية +

الحديث في الصحيحين
انها راى عائشة قالت
من حديث ابن عمر اصرى
ربه فقد كذب المسلم من
حديث ابى ذر سالت رسول الله
صلى الله عليه وسلم هل ابيت

حديث فما عاثر منها اختلف
یہ آداب صحبت میں گزری چکی ہے اور اس
مقام پر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ
ارواح (اپنے عالم میں) جمع کی ہوئی
جماعتیں ہیں سو جن (ارواح) میں (وہاں)
تعارف ہو گیا (یہاں) انہیں باہم لغت
ہو گئی اور جن میں (وہاں) اجنبیت رہی
(یہاں) انہیں باہم اختلاف رہ گیا
روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث سے اور بخاری نے سلفاً حقیقاً
ماثلاً کی حدیث سے **ف** اس حدیث
میں اصل ہے اس مسئلہ کی جو صوفیہ
کے نزدیک مقرر ہے کہ شیخ اور طالب
میں مناسبت شرط ہے کیونکہ اہم مقصود
اس واقعہ کی عمر دینے سے یہی ہے۔

حدیث صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ
نے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ سے یہ بیان کہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
ہے اُسے جھوٹ بولا اور سلم کے نزدیک
ابو ذر کی یہ حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے

اشراط التماس بین المشیخ والطالب
بدرود و صحبت و درایت صحیح و طالع

۳۴

بدرود و صحبت و درایت صحیح و طالع
بدرود و صحبت و درایت صحیح و طالع

ربك قال لوراني اراة وذهب
ابن عباس واكثر العلماء الى
اثبات رويته له رقلت
واورد السيلوطي في تفسيره عن
مستدرك الحاكم عن ابن عباس
قال قال رسول الله صلى الله
عليه وآله رايته (في عز وجل ۴)
وحاشا لشبه لغيره ذلك عز النبي
صلى الله عليه وسلم رقلت مرواه
ابن عباس عنه صلى الله عليه
وايه محتمل الحكم بالاثبات
ان يكون اجتهادا
ويحتمل النفي كواسم
بالاجتهاد بقوله تعالى
لاتدركه الابصار (۴)
وحديث ابى ذر قال
فيه احمد ما زلت
له منكرا وقال
ابن خزيمة في
القلب من صحة
اسناده شئ

ربك کو دیکھا ہے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے میں
اوسکو کہاں کیجھ سکتا ہوں اور حضرت ابن عباس
اور اکثر علماء آپ کی اثبات رویت للرب
کی طرف گئے ہیں (میں کہتا ہوں کہ جلیل
سیوطی نے اپنی تفسیر (جلالین) میں استدلال
ماکر سے وارد کیا ہے وہ ابن عباس سے
نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں نے اپنے ربؐ کو دیکھا
ہے (۴) اور حضرت عائشہ نے اسکو اپنی
نفی رویت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل نہیں کیا (محض اونکی سائے ہے میں
کہتا ہوں اور ابن عباس نے اثبات رب
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا
ہے اور حکم بالاثبات میں اس کا احتمال
نہیں کہ اجتهاد سے ہوا و نفی میں اس کا
احتمال ہے اس آیت کیوجہ سے لامکرا کہ
الابصار (۴) اور ابو ذر کی جو حدیث ہے
جس میں نفی رویت مذکور ہے امام احمد فرماتے
ہیں کہ میں اسکو ہمیشہ منکر سمجھتا رہا۔ اور
ابن خزيمة کہتے ہیں کہ قلب میں اسکی
صحیح اسناد کی طرف سے کشک ہے

مع ان فی روایت لاحمد
فی حدیث ابی ذر رائتہ
نولا الحدیث و رجال
اسنادھا رجال الصمیم
رقلت و فی الحاشیۃ علی
مسلم عن فتح الباری
ولابن خزمیۃ عنہ
ای عن ابی ذر قال
ما بقلبه ولم یرہ
بعینہ و بہذا یتبین
مساد ابی ذر بن کرہ
النورای ان النور
حال بین رویتہ
وبصرہ ما فی
الحاشیۃ قلت ہذا رای
من ابی ذر جمیع بہ بین وایتہ
الاثبات والنفی والجمع
فرع التعارض ولا تعارض
لتقدم النص وهو الاقبا
علی الظاہر هو النفی ولو لم
یمکن الجمع بوجہ اخر

۱۳۶

اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ امام احمد کی ایک
روایت میں ابو ذر کی حدیث میں یہ ہے
کہ میں نے اسکو ایک نور دیکھا الحدیث میں
یہ صریح ہے اثبات رویت میں (اور اس
روایت کے سہ کے رجال صحیح کے رجال
ہیں) (اور کسی امام نے) اس پر نکارت یا تردید
کا حکم نہیں کیا پس اسکو ترجیح ہوگی میں کہتا
ہوں کہ مسلم پر ایک حاشیہ میں فتح الباری کے
یہ مضمون ہے کہ ابن خزمیہ کے نزدیک
ابو ذر کا یہ قول ہے کہ آپ نبی کریم کے قلب سے
دیکھا اور اسے کھ سے نہیں دیکھا اور اس سے
ابو ذر کی مراد ذکر نور سے ظاہر ہوتی ہے
یعنی نور و میان رویت اور بصر کے حامل
ہو گیا۔ حاشیہ ختم ہوا میں کہتا ہوں کہ یہ ابو ذر
کی ایک لائے ہے جس سے اثبات و نفی
کی روایتوں کے درمیان وہ جمع کر رہے
ہیں اور جمیع فرج ہے تعارض کی اور تعارض
پر نہیں کیونکہ نص اور وہ اثبات ہے ظاہر
پر اور وہ نفی ہے مقدم ہوگی۔ اور اگر
تعارض تسلیم ہی کر لیا جاوے تب بھی
دوسرے طریق پر جمع کرنا ممکن ہے۔

باقی آئندہ

وہو حمل الایات علی
مطلق الرویۃ والنفی
علی الادراک بالکف وھکذا
یکون یوم القیۃ وھذا التو
فی ھذہ الحیوۃ من خواص نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم لیل المنصوص
الاعمال لآلۃ اللہ فی قیل المثل
والعبارات المدرجۃ
من ابتدأت بقول قلت
وانتھت بقولی اء والیا
من العراق (۱)

الحديث حديث الله
اذا احب الله جدا
لم يضرب ذنبا والتاب
من الذنبا لمن لا
ذنبا له ذكرا
صاحب الفردوس ولم
يخرجه ولد له
مسند فاصريه
في ابطال مذهب
الاباحۃ والالم ببق ذنبا

اور وہ طریق یہ ہے کہ اثبات کو مطلق تو
پر محمول کیا جاوے اور نفی کو ادراک بالکف پر
قیامت میں بھی وصیت ایسی ہی ہوگی اور یہ تو
اس حیات میں چار کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کے خواص میں سے ہے دلیل دوسرے
نصوص کے جو وصیت قبل الموت کو متفق قرأ
سے رہی ہیں اور در بیان در بیان کی جہاں
میری بڑھائی ہوئی ہیں جو اس نقطہ سے
شروع ہوتی ہیں کہ میں کہتا ہوں اور ان
پر ہو جاتی ہیں کہ احیائی تھے الباقی جہاں
عراقی کی ہیں (۱)

حديث جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے
محبت کرتے ہیں اسکو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا
اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس کے مشابہ ہے
جن کے پاس کوئی گناہ ہی نہیں فکر کیا اس کو
صاحب فردوس نے اور ان کے کو لے
اسکو مسند الفردوس میں تحریر نہیں کیا۔
فتیہ فرقہ اباحہ کے ذہب کے ابطال میں
میں ہے (جو کہتے ہیں کہ بے تفریق کے مساوی
بیاض ہو جاتے ہیں) اور وہ گناہ ہی مرتکب
اسکو گناہ فرمانا صاف اباحت کی نفی کر رہا ہے

اما عدم الضرر
 فاما لعدم المحقة
 ويجعل ما بعده
 مقابلا له واما
 لتوفيق التوبة
 ويجعل ما بعده
 مفسل له واما لغلبة
 الحسنات ويجعل
 ما بعده مستقلا
 في مقصوده
 قلت وكذا
 حديث فقد
 غفرت
 لکم في اهل
 بد قال
 الشيخ الاکبر
 فيه لم يقل
 اجحت
 لکم و
 احللت
 لکم

۱۳۸

باقی ضرر نہ کرنا اور اس کی مبرا یہ ہے کہ گناہ اس کے گناہ
 ہی نہیں ہوتا (یعنی اس کے گناہ کا صدر ہی نہیں ہوتا
 تا کہ ضرر پہنچ سکے) اور (اس صورت میں) اس کا
 مابعد اس کے مقابل ہوگا (یعنی بعض گناہ ہیں جن سے
 گناہ ہی نہیں ہوتا اور بعض ان کے مقابلہ میں ہیں
 جن سے گناہ ہوتا ہے مگر توبہ کر کے ایسے جھپٹتے ہیں
 جن سے نہیں آتا) اور (عدم ضرر) توفیق توبہ
 کی وجہ سے ہے اور (اس صورت میں) اس کا
 مابعد اس کا مفسر ہو جائیگا (یعنی عدم ضرر کی تفسیر یہ ہے
 کہ وہ توبہ کر لیتا ہے) اور (عدم ضرر) غلبہ
 حسنات کے سبب ہے (جن سے گناہ ہوں گا گناہ
 ہو جاتا ہے) اور (اس صورت میں) اس کا
 مابعد اپنے مقصود میں مل ہو جائیگا (نہ مقابل ہو جائے
 نہ مفسر ہوگا) نیز میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ابن کثیر
 کے باب میں غفرت میں ہے فقد غفرت
 لکم وہ بھی (ابطل) با حق کی دلیل ہے چنانچہ
 شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تفسیر
 میں کہا ہے کہ (حدیث میں غفرت لکم فرمایا)
 جو غور و میل ہے اس میں اس کے ذنب ہونے کی
 اجحت لکم یا احللت لکم نہیں فرمایا۔
 (جو اجاحت پر حال ہو)

الحديث لا يمتنع احدكم الموت لضر نزل به فتفق عليه من حديث السرف دل هذا التقيد على الاذن بالتمتع شفا الى لقاء الله ونقل عن لا يحصى

الحديث روى ابو نعيم في الحلية المرفوع منه من حديث عمر بن ان سالما يحب الله حقاً من قلبه وفي رواية ان سالماً شهد المحب لله عز وجل لم ينح الله عز وجل ما عصاه وفيه عبد الله بن هبيرة في ان الاصل في ترويض المصيبة هو المحبة لما الخوف فزادوا رجله يعني المحققون بالقاء المحبة في قلوب الطالبين

حديث تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کسی تکلیف کے سبب اس پر نازل ہوئی کیا اس کو یقین نے اس کی حدیث کی یہ قید (نظر) اس پر وال ہے کہ شوق لے لیا کے سبب جو موت کی تمنا ہو اس کی عاملت نہیں اور یہ پیشاب بزرگوں سے منقول ہے۔

حديث ابو نعيم في حلية المرفوع منه من حديث عمر بن ان سالما يحب الله حقاً من قلبه وفي رواية ان سالماً شهد المحب لله عز وجل لم ينح الله عز وجل ما عصاه وفيه عبد الله بن هبيرة في ان الاصل في ترويض المصيبة هو المحبة لما الخوف فزادوا رجله يعني المحققون بالقاء المحبة في قلوب الطالبين

تقریر الموت شوق

۱۳۹

ان حدیثوں میں جو قیام الایمان میں

الحديث قال الله ان الله
لا اله الا انا من لم يصبر على
بلاؤي الحديث الطبراني
في الكبير وابن جابر
في الضعفاء من حديث
ابن هند الداري
مقتصر على قوله
من لم يرض ويصبر
على بلاؤي فليلق
ربا سواي واسناده
ضعيف **ف** صريح
في وجوب الصبر
والرضا.

الحديث الدال على الشكر فاعله
ابو منصور الدالي في مسند الفردوس
من حديث ابن عباس باسناد
ضعيف **ف** صريح في الوجوب والتسبب
للمشقة لا كان او فعلا للعموم
الدلالة لها ومن ثم تری
اهل الخشية يجهون الخمول
لئلا يتأثم بهم

۱۴۰
ابن جابر والصدی

۱۴۱
ابن جابر والصدی

الحديث حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں پسند
میرے سوا کوئی محبوب نہیں جو شخص میری بلا پر صبر
نکرسے الحديث (ایجاب میں) اس حدیث میں
یہ بھی ہے اور میری نعمتوں کا شکر نہ کرے اور میری
قضا پر راضی نہ ہو (الم) روایت کیا اسکو
طبرانی نے کبیر میں اول ابن جابر نے ضعیف
ابن ہند داری کی حدیث کے میں صرف یہی
قول ہے کہ جو شخص میری بلا پر صبر و رضا نہ کرے
(اُس میں شکر کا مضمون نہیں) اُسکو
چاہیئے کہ میرے سوا کسی اور رب کو تلاش
کرے اسناد اسکی ضعیف **ف**
یہ حدیث صحیح ہے وجوب صبر و رضا میں
(جو کہ تعلقات سلوک میں سے ہیں)

الحديث دلالت کرنے والا شرعی شل او
کرنیواسے کہ ہے روایت کیا اسکو ابو منصور
وہابی نے مسند الفردوس میں اسناد ضعیف
ف صریح ہے تسبب للشر سے ممانعت
میں صحیح او قول ہوا فعل کیونکہ لفظ دلالت و دل
(کے تسبب) کو عام ہے اور کسی وجہ سے
تم اہل خشیت کو دیکھتے ہو کہ گناہی کو پسند
کرتے ہیں تاکہ کوئی اُن کا ایسے امر میں اعتدال

فیما عسی ان یضر
بالدین ولم تقبل
نظرہم الی ضررہ۔

الحديث حدیث جابر
یبعث کل عبد علی ما مات علیہ
رواہ مسلم **ف** لما کان
الموت غیر موقت وکان
البعث علی ما مات فارجلہ
تروی لقوم یعنون اشد اعلیاء
باصلاح ظواهرهم وبواظہم کل
الحديث من تطیب

جاء یوم القيمة ورحمہ
طیب من المسکن الحديث
ابو الولید الصفاق فی
کتاب الصلاة
من حدیث اسحق
بن ابی طلحہ مرسل
ف فیہ اصل لما
تدسمعت
شیخہ ان ینتفی النطیلان
لنفسہ فی نظر اللہ تعالیٰ

نگرے پاوے میں یہ اتناں ہو کہ وہ دین
کو مضر ہوا دین کی نظر اس کے ضرر کی نظر
تک نہ پہنچی۔

حدیث جابر بن عبد اللہ کی حدیث کہ ہر بندہ کی
حالت پر مبعوث ہوگا جس پر مہر ہے روایت
کیا اس کو مسلم نے **ف** چونکہ موت کا
کوئی وقت نہیں اور بعث ہوگا موت کی
حالت میں اسی لیے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ فنی
اصلاح ظاہر و باطن کا ہر وقت شدت سے
اہتمام رکھتے ہیں۔

حدیث جعفر بن محمد کہ نے خوشبو لگانے
وہ قیامت میں اس حالت میں آدھکا کہ اسکی
خوشبو شکریہ دہا کہیر ہوگی روایت کیا اسکو
ابو الولید صفاق نے کتاب الصلاة میں اسحق بن ابی
طلحہ کی حدیث مرسل **ف** اس میں
کی اصل ہے جو میں نے اپنے شیخ رہبر سنابہ
کہ ہماری نیت تو خوشبو لگانے میں ہوتی ہو کہ
کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں جو معلوم ہوں دیکھو
جو چیز واقع میں آچھی ہے وہ خدا تعالیٰ کو بھی آچھی
ہی معلوم ہوتی ہے اس لیے اس کا علم مطابق دہم
کے ہی اور اللہ میں اور سب نیک نیت ہی اصل نہیں

الارواح سال صلاحتہم کل یوم
ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

۱۴

النطیلان و دخل فیہم النطیلان
وخرجوا یدانہما ودرمان وخرجوا یدانہما

معنی النية هي في العمل
التي يات في قول الحسن

۱۲۲

كون القلب مناط الاصلاح
بدون تشبيهه بالاصلاح

الحديث نية المؤمن خيرا
من عمله الطبراني من
حديث سهل بن سعد
ومن حديث النوايس بن سمعان
وكلاهما ضعيف والوجه
ان النية لا يحتمل لغائلة والعمل
يحتملها ومن ثم تری القوام
ينظر من الى مناشى الاعمال
ما لا ينظرون الى الاعمال -
الحديث ان في الجسد
خسفة اذ صلت حلق ساش
الجسد متفق عليه من حديث
النعمان بن بشير في صحيح
في كون اصلاح القلب
اصل مدار الاصلاح والمسئلة
كانها روح النفس

حديث نية المؤمن في نياؤه بهتر من اس عمل
روایت کیا اسکو طبرانی نے سهل بن سعد کی حدیث
اور نوايس بن سمعان کی حدیث کے دو دونوں
کے دونوں ضعیف ہیں **ف** اور جب اسکی یہ ہے
کہ نیت میں کوئی آفت کا احتمال نہیں (کہہ نہ کہ اس پر
کیسکو ملے ہی نہیں) اور عمل میں اسکا احتمال ہے
(اشکال یا وہ ضعیف) اور یہی وجہ سے تمام اس حالت
(صوفیہ) کو دیکھتے ہو کہ مناشی اعمال پر اس قدر
تفکر کرتے ہیں کہ عمل پر اس قدر نہیں کرتے، ویشی اسکی
حديث بدن میں ایک خشک کا تو تیرا وہ جب
سفر جاتا ہے تو تمام جسد سنبھ جاتا ہے (مراد قلب)
کہ اسکی اصلاح ہی تمام جسد کے اصلاح درست ہو جائیگا
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے نعمان بن بشیر کی سند
سے **ف** یہ حدیث صریح ہے اس میں اصلاح
قلب اصل مدار ہے تمام اصلاح کا اور یہ
(باقی رہتا) مسئلہ گویا فن کی روح ہے -

تنبيه متعلق مابعد

حدیث آئندہ یعنی مصعب بن سعد کی حدیث رسالہ ہذا ہی کا جزو ہے مگر اس کے مدلول کے
مہتمم بالشان ہونے کے سبب اسکو مستقل رسالہ کی شکل میں بکھدیا گیا ہے اس کا مابعد
اس کے اقبل ہی کی صورت میں رکھا گیا ۱۲۔

الحکایت

مَمْلُوكٌ يَأْتِي بِإِلَاقَةِ التَّوَصُّلِ إِلَى حَقِيقَةِ إِشْرَاكِ التَّوَسُّلِ

بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ وَالْمَهْلَةِ وَالصَّلَاةِ - ایک حدیث ہے رسالہ تشرف کی جس
دوسرے اڈاؤں کی ایک نئی تحقیق ہے جو ثابتاً تلاش سے ملتی ہی نہ مارنا ہو کر
وہاں تک سنی ہوتی ہے ایک مسئلہ توصل جو موضوع رسالہ (تشرف) میں اعلیٰ سمجھنے
کے سبب قصداً وارد کیا گیا ہے دوسرا معیار فرق شرک اکبر و اصغر کا جو ضمناً مذکور
ہوا ہے۔ ضروری اور کثیر النفع اور اہل علم کے متفقہ بہ ہونے کے سبب کو ایک مستقل
رسالہ کی شکل میں نہ دیا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو اور استقلال کی بنا پر اس کا ایک تفسیر
بھی رکھ دیا گیا جو عزائم میں نہ کھو ہے اللہ تعالیٰ اس کو توفیق اور شہادت کے نئے واقع
فرمادے۔ کتب سارہ - انشرف علی آغاز محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث مصعب بن سعد
عن ابیہ اند ظن ان لہ فضلا
علی من دون من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال لنبی
صلی اللہ علیہ وسلم انا ناصر اللہ

حدیث مصعب بن سعد کی حدیث میں
روایت کرتے ہیں اپنے بچے کے اور ان کو یہ
خیال ہو گیا کہ مجھ کو دوسرے صحابہ پر (جو جو
ریاست کے) کچھ فوقیت ہے پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت

مدۃ الاستمر
بضعاً ثماناً ودعوتهم
واخذ صہم
رواہ النسائی وھو
عند البخاری
بلفظ ھل تنصرون
وترزقون الا بضعاً ثماناً
ف دل علیہ ان اول
فضل الضعفاء ومن ثم تحریر
اہل اللہ یقدمون الضعفاء
علی الکبراء والثانی ثبوت
التوسل بالمقبولین ذواتہم
واعمالہم الظاہر واعمالہم
الباطنۃ کما تدل علیہ
بضعاً ثماناً ودعوتہم و
اخلاصہم التخصیل فی
امسئلۃ ان التوسل
بالمخلوق لہ تفاسیر ثلثۃ
الاولی عامۃ واستغاثۃ
کد بدن المشرکین
وہو حرام اجمالاً

۱۴۸

اس امت کیساتھ ہی وہ بدولت اُس کے
عاجزوں کے اور انکی دعا و اخلاص ہی کہے
دور و سارا ان کے تعلق ہوئے نہ کہ برعکس
روایت کیا اسکناسی نے اس یہ حدیث
بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے۔
تمہاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو
رزق ملتا ہے یہ صرف تمہارے عاجزوں
کے بدولت یہاں یہ حدیث دو امر پڑا
ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت اور سیوہ
سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو
روسار پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسرا
مقبولین سے توسل کا ثبوت انکی ذات سے بھی
اور ان کے اعمال ظاہر و باطن کے ساتھ
بھی چنانچہ اس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے
ہیں کہ بدولت اُس کے عاجزوں کے اور انکی
دعا و اخلاص کے لفظ عاجز ذات پڑا ہے
اور دعا علی ظاہر پر اور اخلاص علی باطن پر
اور اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخلوق
کی تین تفسیریں ہیں ایک مخلوق سے دعا
کرنا اور اس سے ابتداء کرنا جیسا مشرکین کا
طریقہ ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے باقی

امانہ مشرک
جلی ام لا فعیارہ

یہ کہ شرک حلی بھی ہے یا نہیں سراسر کا
میسار یہ ہے کہ اگر شیعہ اس مخلوق کے

علاقہ جلال اس عقائد تاثر و عدم اعتقاد تاثر کے معیار فرق کا یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ شرک
کے کو خاص مخلوق کو جو اس کا متغیر ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا فرمادی ہے
کہ اس کا اپنے مستقد و محال کو نفع و ضرر پہنچانا مشیت جزئیہ حق پر موقوف نہیں گو اگر روکنا چاہے
پھر قدرت حق ہی غالب ہے جیسے سلاطین اپنے تابعین و حکام کو خاص اختیارات اس طرح دیدیتے ہیں
کہ ان کا اجراء و وقت سلطان عظمیٰ کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا گو روکنا چاہے تو سلطان ہی کا
حکم غالب رہے گا سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثر ہے اور مشرکین عرب کا اپنے آلب ملکہ کے ساتھ
یہ اعتقاد تھا، اور بعض کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ایسی قدرت مستقلہ کو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق
کو قرب و قبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کیلئے سفارش کرتے ہیں پہر اوس
سفارش کے بعد قبول میں تعلق کبھی نہیں ہوتا اور اوس سفارش کی تحصیل کیلئے اُسے ساعدہ واسطہ
یا واسطہ معاملہ مشابہ عبادت کرتے ہیں یہ عقیدہ اعتقاد تاثر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ غلط
دلیل شرعی ایسا عقیدہ رکھنا معصیت، عقاد وہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت
علیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاقات شرعیہ میں اس کو مشرک کہہ دیا جاتا ہے۔ ۱۴۵

تتمیم لزیادۃ التفہیم

تفسیر بر مذکور فائق بین الشریکین اچو کہ ماغزوہ ہے کلیات شرعیہ سے اپنے دونوں دعویٰ کے
اعتبار سے ایک یہ کہ مشرکین اس تصرف تو یہ عقیدہ بالا ذن کے قائل تھے دوسرے یہ کہ تصرف عقیدہ بالا ذن
کا قائل ہوتا شرک اکبر میں زیادہ امتناع میں محتاج تھی؛ دوسرے یہ کہ جس نے ایک دلت تک باوجود
فکر و ذہن خالی رہا، بعد مذکور کہ ہر سول اور کل میں علی الساقب ہمیں دلیل بر نسبت اور نصرت گزیرہ جنت کا
مجموعہ دونوں دعویٰ میں تردد کے لئے کافی ہے

دلیل اقل عقلی براصول نیز نہیں جہاں جہت کے سبب ایک سے زیادہ کافی وہ یہ ہے کہ مسئلہ
توحید کبھی واجب عقلی ہے خواہ بدیہی ہو یا نظری یہ دوسری بحث ہے اور کسی حکم کا واجب عقلی
مستلزم ہوتا ہے اس کی نقیض کے امتناع عقلی کو پس نقیض توحید کا حکم مانع ہوگا اور اس نقیض کی
دو قسمیں ہیں ایک نفی آلہ کہ کفر ہو دوسری تشریک الہ آخر مذکور کہ شرک، اور مشرک ہی امتناع

انہ انہ اعتقد استقلالہ بالتأثیر
فہو شرک کفری اعتقاداً کما ان الصلوات
محرر مستقل ہونے کا مستحق ہے تب تو شرک
کفری ہے جیسا کہ غلطی کے لئے تار و رشتہ

مستند ہوتا ہے اس کے سب اقسام کے امتناع کو کچھ شرک کے لئے لازم ہوا کہ وہ کسی امر متنع کا متنع
ہوگا اور اس امتناع و استحالہ کی صورت نصوص بھی مشیر ہیں۔

کقولہ تعالیٰ لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدنا و قولہ تعالیٰ لو کان معہ
الہة کما یقولون اذ لا تبغوا الی ذی العرش سبیلہ و قولہ تعالیٰ ما اتخذ

اللہ من ولد و ما کان معہ من الہ اذ الہ بخلق و لعلی
بعضہم علی بعض و قولہ تعالیٰ لو اراہ اللہ ان یخذ ولد الارض طغی
ما یخلق ما یشاء سبحانہ۔ و خواہا من الایات علی ما حضرت فی بیان القرآن۔

اور تصرف بقید بالاذن عقلاً متنع نہیں پس وہ شرک نہ ہوگا گو کبھی تصرف معنی بالنفس کا اعتقاد ہو
مخالفت نص کے معصیت یا کفر یا بدعت ہو علی اختلاف مراتب النص مراتب المخالفة مگر شرک

کسی مال میں نہ ہوگا اور جاہلان عرب کا شرک ہوا نفس سے ثابت ہے پس لاکالہ وہ تصرف
غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔ اس سے محمد اللہ و انوں و دعویٰ ثابت ہو گئے۔

وہل تمانی نعتی من الاقوال المستقر عن العلماء الراغبین جو بوجہ صراحت موانعت الکاسر کے
دلیل عقلی سے زیادہ شافی ہے۔ قال القاضي محمد علی التہانوی فی کتابہ کشف

اصطلاحات الفنون الشراء علی اربعة الخاء آلی ان قال منهم من یقول
ان اللہ بسمان بخلق هذه الکواکب و فوض تدبیر کل من العالم السفلی

الیہما و قال بعد و قد ان القوم یعقدون ان اللہ فوض تدبیر کل من العالم
الی ملک معین و فوض تدبیر کل قسم من اقسام العالم الی روح سماوی

بعضہ (ص ۱۱۱ و ۱۱۲)
وقال ابن القيم فی اغاثۃ اللہقان ما حاصلہ انہ تعالیٰ قال ام
اتخذوا من دون اللہ شفعاہ قل اولو کافوا یملکون شیئاً ولا یعقلون

قل للہ الشفاعة جمیعاً لہ ملک السموات والارض اخبار ان الشفاعة
لمن لہ ملک السموات والارض و هو اللہ وحدہ فوالذی یشفع بنفسہ

الی نفسہ فی رحم عبدہ فیاذن ہو لمن یشاء ان یشفع بیدہ فصارت
البقیہ ما مشیر برہمن و مشیر

والصوم ما يختص بالله تعالى الخ لا يشرك كفرى علما ومما ملكت لسانى من النجاسة وان كانت محصية الاماكان شعار الكفر كسجدة الصنم وشدا الزنا	عبادت کرنا جو خاص ہے حق تہا کے ساتھ علماء و علماء شرک کفری ہے نہ کہ جود حقیت کو محبت کہ با ستنا راوس قبل کے جوشا کفر ہو جیسے جود منم شذنا رورہ نہیں
--	--

الشفاعة في الحقيقة انما هي له والذي يشفع عنده انما يشفع باذن له
وامر بعد شفاعة سبحانه تعالى وهي اذ ادته من نفسه ان يرحم عبدا
وهذا عند الشفاعة الشريكة التي اثبتها حق الامم المشركون ومن وافقهم
وهي التي ابطالها سبحانه وتعالى في كتابه بقوله ليس لهم من دونه ولا يشفع
فاخبر سبحانه ليس للعباد شفيع من دونه بل اذ اد الله تعالى رحمة عبده
اذن هو لمن يشفع فيه لشفاعة باذن له وليس لشفاعة من دونه والفرق
بين الشفيعين كما لفرق بين الشريك والجد الماص الى ان قال فالسرب
تعالى هو الذي يحرك المشفع حتى يشفع والشفيع عند المخلوق هو الذي
يحرك المشفوع اليه حتى يفعل (ص ۱۱۵ الى ۱۱۸)

ان اقول سے دعوے او لے مخلوق کا اور دعوے ثانیہ منہر ثابت ہے۔

وکما قال ثانی نقلی من آیات رب العلمین جو عالم سائر الضمائر کی شہادت ہونے کے سبب
محبت میں جبکہ زیادہ دانی ہے وہو قوله تعالى قل دعوا الذين بعثتم من
دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويدين، وقوله تعالى ولا يملك
الذين يدعون من دونه الشفاعة الا من اذن، وامشأ لها من الآيات
التي تفوت المحصور دج دالات دعوے او لے پر ہے کہ ان خصوص میں ملک تصرف
کی نفی کی گئی ہے اور ملک میں حیث الملک کا مقتضا بلکہ معقبت تصرف غیر متبہ باران
ہے اور سیاق سے مقصود مضر عبادت مشرکین کا ابطال ہے اس سے معلوم ہو کہ وہ اپنے
اعتیارات و تصرفات کے قائل تھے جو کہ مقتدا بالاذن نہیں پس دعوے او لے ثابت
ہو گیا۔ اور محل ذم کی قید میں مفہوم مخالف متبر ہوتا ہے اس سے دعوی ثانیہ پر بھی حالت ہو گئی
والحمد لله على اتمام المنعم واليهما من المحكم - ۲ - سنة ۱۳۳۸ م - ۲ -

توضیح: ان اقول سے دعوے او لے مخلوق کا اور دعوے ثانیہ منہر ثابت ہے۔

۱۳۶

والا فلا ومعنی استقلال اللہ قدوس
الیہ الامور بحیث لا یحتاج فی
امضاء لہا الی مشیتہ الخیرۃ و
ان قدر علی عزہ عن هذا التعلیض
والثانی طلب الدعاء
سنہ وھذا اجازت فیمن
ممکن طلب الدعاء منہ
ولم یثبت فی المیت بدلیل
فیختص من المعنی بالحق
والثالث دعاء اللہ ببرکۃ
هذا المخلوق المقبول وھذا
قد جزی زہ الجمہور ومنع منہ
ابن تیمیۃ واتباعہ زعماء
منہم انہ لم ینکر
احد من العلماء انہ لیشعر
التوسل والاسْتِسْقَاء
بالنبی والصالح
بعد موتہ ولا فی
مغیبہ کما فی رسالتہ
زیارۃ القبور
والعجب من

۱۴۸

صرف معصیت ہے) استقلال بالثانیہ
کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اس کے
سپر وایسے طور پر کر دیے ہیں کہ وہ اس کے
نافذ کرنے میں حق تعالیٰ کی مشیت خاصہ کا
محتاج نہیں ہے گو اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے
کہ اس کو اس تعلویض (رواخیارات) سے
معزول کر دے اور دوسری تفسیر یہ کہ مخلوق
دعا کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص کے
حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست
ممکن ہے اور یہ مکان ہیئت میں کسی دلیل سے
ثابت نہیں پس یہ سنی (توسل کے) رذہ
کے ساتھ خاص ہوں گے۔ اور تیسری تفسیر یہ
اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس سے قبل مخلوق
کی برکت سے اور اس کو چہرہ کرنے جائز کہا ہے
اور ابن تیمیہ نے اور ابن کے اتبع نے
منع کیا ہے اس خیال سے کہ کسی نے علماء
میں سے اس کو ذکر نہیں کیا کہ توسل بالاستقامۃ
کسی نبی یا صالح کے وسیلہ سے اور کئی وقت
یا عیہ عارضی کی حالت میں مشروع ہے
جیسا کہ ابن کے رسالہ زیارۃ القبور میں یہ
تقریر مذکور ہے اور ابن سے تعجب کیا کہ خود

انه نقضه قد ذكر في رسالته
المذكورة قول المحوزين
ودليلهم بما لخصه قالوا
وليس في التوسل دعاء
المخلوقين ولا استغاثة
بالمخلوق لكن
فيه سوال بجاهه
كما في سنن ابن
ماجه بحق
السائلين عليك و
بحق مشاي هذا
والله تعالى قد
جعل على نفسه حقاً
الى اخر ما قال
واطال و سرد الايات
والاحاديث ولم يجزعه
اللائل لكن مع هذا ثبت
المنع وحقيقة هذا المعنى
المثالث اللهم ان العبد
الفلاني او العلي الفلاني في لنا
اولفان مقبول وعرضي

انہوں نے اپنے رسالہ مذکور میں مجوزین کا قول
اور اوکی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر
کی ہے کہ وہ مجوز لوگ کہتے ہیں کہ توسل میں نہ
مخلوق سے دعا ہے اور نہ اولیٰ سے اجازت
لیکن اس میں صرف اس کی جاہ (و مقبولیت)
کے ذریعے (حق تعالیٰ سے) سوال ہے
جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں
ان لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں
جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور اپنے اس
چلنے کی حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض
انفلاص کے ساتھ واقع ہوا ہے) اور انہوں
نے اپنی ذات پر (مقبولین کا) حق قرار دیا
اپنے قول کے ختم تک اور دوسرے کہتے
چلے گئے اور اس حق کے اثبات کے لئے
آیات و احادیث بیان کی ہیں (موضوع مجوزین
کی دلائل خود ذکر کئے ہیں) اور ان دونوں
کچھ جواب نہیں یا لیکن باوجود اس اجازت
نہ دینے کے) اس کے منع ہو پر جے
رہے اور اس منشی ثالث کی حقیقت یہ ہے
کہ اسے اشرف نذر بندہ یا نذر عمر عار
یا نذر بندہ کا علم اس کے نزدیک مقبول ہے

عندك ولنا تليس
وتعلق به أما
مباشرة له في العمل
وأما حجة له في العبد
أو عمله وأنت عدت
الرحمة بمن له هذا
التليس فنتسلك هذه
الرحمة فيا ليت
شعري أي محذور فيه
نقلا أو عقلا نعم
لومنع عنه لمصلحة
العوام لما خالفناه لكن
الكل في تحقيق المسئلة
فالحي فيه معنا إنشاء
الله تعالى فاختتم هذا
التحرير كما شئت
لحقيقة التوسل حقيقة
الشرك اللتين
يتخير فيهما كثير
من الفضلاء والعقلاء

اور ہم کو اوس (بندہ یا محل) سے تلبس اور
تعلق ہے خواہ تو اوس محل میں ارتکاب کیے
اور خواہ اوس بندہ یا اوس کے محل میں اوس
محبت رکھنے کا اور اپنے ایسے شخص پر محبت
فرمانے کا وجہ یہ ہے جسکو یہ تلبس (و تعلق)
ہو پس ہم اوس محبت (و مودودہ) کا آپکے
سوال کرتے ہیں (حقیقت ہے اس
توسل کی) پس کاش جسکو کوئی یہ بتلا دے
کہ اس (معنی) میں کونسی خرابی یا عقلی
ہے البتہ اگر عوام کی (دینی) مصلحت کے
سے اس سے منع کیا جاوے تو ہم بھی آپس
کی مخالفت نہ کریں گے۔ لیکن کلام مسئلہ کی
تحقیق میں ہے سوا اوس حق ہاں ہے
سبے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اس تحریر غنیمت
سمجھو جس سے حقیقت توسل کی اور حقیقت
شرک کی کشوت ہوگی جنہیں بہت فہملاؤ و خطاؤں پر
میں۔ تبیلہ مسئلہ توسل کی ضرورت تحقیق مع انشاء
ر اللہ انشاء اللہ کی آؤ فیہ فیصل میں بقایا باللاحظہ
خاتمہ مصعب بن سعد کی حدیث جو مکمل اسلام
مستند ہے ختم ہوئی +

(تقریباً ۱۵۱۸ء)

۱۷۔ اس تحریر کے بعد ایک تحقیق علامہ شوکانیؒ کی جواز توسل کے باب میں نظر سے گزری چونکہ بن

(الحمد لله رب العالمین)

معتقدین شوکانی کو بھی حجت کہتے ہیں اس لئے اس کو نقل کرنا مافہوم ہوا ہو۔ حداد اور اولیاء
 قاضی شوکانی کا بیان کہ یہی بات کہ ان اپنے مقصد کے حصول کے لیے امد قائلے کے
 دیبا میں کئی شخص کو بطور وسیلہ پیش کرے تو اس میں شیخ غفر الدین عبد السلام فرماتے ہیں کہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شخص کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بطور وسیلہ پیش کرنا ناجائز
 مان نبی کریم کو وسیلہ بنانا جائز ہو گا۔ لیکن بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جو توسل بالنبی صلعم کے
 اثبات میں پیش کی جاتی ہے۔ شاید حدیث توسل بالنبی صلعم سے شیخ غفر الدین کی مراد وہ حدیث
 ہو جو سنائی نے اپنے سنن اور ترمذی نے اپنے صحیح اور ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں
 اسناد نقل کی ہے کہ ایک اندھا دیبا نبی صلعم میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 میں اندھا ہو گیا ہوں میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ میں بینا ہو جاؤں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ
 وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو پھر دعا پڑھو اسے اللہ میں تیرے بچے کی فیض تجھ سے
 درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں اپنی بینائی واپس کیلئے میں
 تجھے خدا کے دربار میں سفارش پیش کرتا ہوں اے اللہ میرے حق میں اپنے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما۔ پھر نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ ازیں بعد بھی اگر تمہیں
 کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو اسی طرح مجھے وسیلہ بناؤ اس شخص نے نبی کریم کو وسیلہ
 بنایا اور انھوں نے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بینا کر دیا۔ علماء حدیث مذکورہ بالا
 حدیث کا مطلب دو طرح بیان کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث میں توسل کا مطلب وہی ہے
 جو حضرت فاروق نے بیان کیا ہے کہ اے اللہ جب قحط پڑ جاتا تو ہم تیرے نبی کو
 تیرے دربار میں وسیلہ پیش کیا کرتے تھے پس تو ہم یہ بارش کرنا تھا اور اب ہم اپنے نبی
 کے چچا کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ حضرت عمر کی حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتاب
 میں موجود ہے تو حضرت عمر کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم صلعم کی زندگی میں بارش کی دعا
 کے وقت صحابہ کرام آپ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے پھر آنحضرت کی رحلت کے بعد
 آپ کے چچا جاسٹ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا تو صحابہ کے توسل بالنبی کا یہ مطلب ہے کہ وہ
 اللہ تعالیٰ سے اس طرح طلب باران کیا کرتے تھے کہ نبی کریم دعا فرماتے اور صحابہ
 بھی آپ کے ساتھ دعا کرتے تو اس طرح آنحضرت صحابہ کے لیے دعا کے دربار میں وسیلہ
 ہوتے کہ سفارشی بھی ہوتے اور ان کے لئے دعا بھی فرماتے اور دوسرا مطلب حدیث توسل

۱۵۱

(الحمد لله رب العالمین)

بانی کا یہ ہے (جو قاضی شوکانی کا مذہب ہے) کہ بنی کریم کو حاجات میں وسیلہ بنانا ضرر زندگی کی حالت سے مخصوص تھا بلکہ جس طرح زندگی میں آپ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا اسی طرح انتقال کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور جس طرح آپ کی موجودگی میں آپ سے توسل جائز تھا اسی طرح عدم موجودگی میں بھی جائز تھا۔ یہ بالکل واضح ہے کہ بنی کریم کا آپ کی زندگی میں وسیلہ بنانا اور آپ کے انتقال کے بعد دوسرے بزرگوں کو وسیلہ بنانا صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت ہے کیونکہ جب حضرت فاطمہؑ نے حضرت عباسؑ کو وسیلہ بنایا تو کسی صحابی نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا۔ میرے خیال میں جواز توسل کو بنی کریم سے مخصوص کر دینا جیسا کہ عزالدین کوہم ہوا ہے اس کی کوئی وجہ نہیں اس عدم تخصیص کی دو دلیلیں ہیں پہلے تو یہ صحابہ کا اجماع جس سے ہم مطلع کر چکے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ابواب فضل اندکماں کو بطور وسیلہ پیش کرنے کا دراصل یہ طلب ہے کہ ان کے احوال صالحہ اور کمالات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کیونکہ کوئی شخص وسیلہ بننے کے قابل ہی تب ہوتا ہے جبکہ وہ احوال صالحہ کرے تو گویا جب کوئی شخص یوں ہے کہ اسے اللہ میں فلاں صاحب کمال کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتا ہوں تو اس کا وسیلہ فناء بلحاظ کمال کے ہوگا۔ اور نیک عمل کو وسیلہ بنانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مسلم بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ بنی کریم نے ان تین شخصوں کا قصہ بیان کیا جو خاریں تھے اور فاح کے منہ پر چھڑا گیا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے بڑے عمل کو وسیلہ بنایا اور پتھر فار سے ہٹ گیا تو اگر احوال صالحہ سے توسل ناجائز ہوتا تو شرک ہوتا جس طرح عزالدین وغیرہ محنت گیر لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں آدمیوں کی دعا قبول نہ کرتے اور بنی کریم صلعم ان کا قصہ بیان کرنے کے بعد ان کے فعل توسل کو ضرر ناجائز قرار دیتے (قاضی مرحوم توسل کو ثابت کر کے اب متکبرین توسل کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے کہ جب یہ واضح ہو گیا کہ توسل ناجائز ہے تو اب معلوم ہو گیا کہ جو دلائل متکبرین توسل پیش کرتے ہیں۔ مثلاً مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلٰی اللّٰهِ دَلْفٰی) اور فلاح دعا

۱۵۲

مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا اور لَہُ دَعْوَا الْحَقِّ وَالَّذِینَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِہِ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَہُمْ شَیْئًا) ہمارے دعویٰ جواز توسل بالبنی والصحابین کے لیے مضر نہیں بلکہ اگر ان آیات کو امتناع توسل کے لیے پیش کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ مکمل نزع اور امتناع

(۱۵۲) بنی کریم کے متعلق

توسل سے یہ دلائل یا عقل اجنبی میں کیونکہ مشرکوں کے اس قول سے (کہ ما بعدہم الامم) صاف یہ واضح ہے کہ مشرک قرب الہی حاصل کرنے کے لئے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ باریں اس کی عزت ہے اس کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسی طرح یہ آیت (فلاتذروا مع اللہ الامم) جو تو توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں تو مشرک یوں کیا گیا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور یوں نہ کہو یا اللہ یا فلاں اور جو کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ تو صرف اللہ کو پکارتا ہے یا اللہ کے کسی نیک آدمی کو جو چہ کمال وسیلہ بناتا ہے جیسے ان فارحانے تین اشخاص نے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنایا تھا اور اسی طرح آیۃ والذین یدعون من دونہ الامم جو از توسل کے خلاف نہیں کیونکہ مشرک تو ان کو بلا تے تھے جو ان کی ستی نہیں تھے۔ اور خدا کو جو ان کی سنتا ہے اس کو نہیں بلا تے لیکن کسی بزرگ کو وسیلہ بنانا تو صرف اللہ کو بلا تے کسی دوسرے کو نہیں بولانا۔

ہمارے کلام سابق سے منکرین توسل کے تمام دلائل کی بھی تصدیق کھل جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دلائل کو منع توسل سے دور کا بھی واسطہ نہیں شلانا کا یہ استدلال کہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئاً الا امر یومئذ باللہ الخ) جو توسل کے منافی نہیں کیونکہ اس آیت میں تصریح بیان ہو رہا ہے کہ قیامت کو سب اختیارات اللہ کو ہوں گے۔ اور کسی دوسرے کو کوئی اختیار نہیں ہوگا لیکن جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے اس کا تو بھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ یہ بزرگ اختیاراتِ خدائی میں خدا کا شریک ہے جو یہ عقیدہ رکھنے کو غیر اللہ کو امر آخرت میں کچھ اختیار ہے اس کو تو ہم بھی مگر اہم سمجھتے ہیں لیکن متوسل کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا۔ اسی طرح منکرین توسل کا آیت لیس لك من الامر شئی وایقـل لا املـك لنفسی نفعا ولا ضررا سے استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ ان آیتوں میں تو اس کی تصریح ہو رہی ہے کہ بنی کریم صلعم کو امر اللہ میں کوئی دخل نہ ہوگا اور یہ بنی کریم جب اپنے نفع نقصان کے ذمہ نہیں تو دوسرے کے نفع نقصان کے کس طرح مالک ہو سکتے ہیں۔ لیکن کسی نبی یا ولی یا امام کے توسل کے عدم حاد میں ان آیتوں کو کیا دخل متوسل کا تو یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کو امر آخرت یا نفع نقصان میں کوئی اختیار ہے۔ توسل کا انکار بنی کریم کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بنی کریم صلعم کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت عطا کیے

۱۳

(۱۱۱) گھر بزرگ و مشرک

الحديث حديث ابن عباس
ان قوما تفكروا في الله عز وجل
فقال النبي صلى الله عليه وسلم
تفكروا في خلق الله ولا تفكروا
في الله فانكم لن تقدروا
قدرة ابونعير في الحيلة
بالمزئوع منه باسناد
ضعيف ورواه الاصبهاني
في الترغيب والترهيب من
وجه اخر احمد بن حنبل
فيما قالوا من امتناع ادراكه
كيفية تعاقب اثار وصفة لا ضل
لكونه داخل في الخلق

حدیث حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کہ ایک قوم نے حق تعالیٰ میں لشکر کیا یہی پہلی علیہ وسلم نے (طلحہ پاکر) فرمایا خلق اللہ میں تفرکرو اللہ میں لشکر مت کرو تم اور اسکا اندازہ نہ کر سکو گے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے علیہ میں اس کے مرفوع حوالہ کو اسناد ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو اسہبانی نے تخریج پہلی میں اسکو طریق سے جو اس سے صحیح ہے یہ صحیح ہے اور مضمون میں جو عالمین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات یا صفات کا ادراک بالکلمہ ممکن ہے مگر فعل کا ادراک ممکن نہیں کیونکہ فعل مخلوق میں داخل ہے (جہن لشکر کی اجازت ہے)۔

کتاب ذکر الموت

الحديث بحقه الموت
روى بنى الدنيا في كتاب الموت
والطبراني والحاكم من حديث
عبد الله بن عمر بن مسعود السدي
الحديث أثرت كفارة لكل مسلم

کتاب ذکر الموت

حدیث: مومن کا تحفہ موت ہے اور
کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب المیت
میں اور طبرانی اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر
کی حدیث سے مسلسلہ سند حسن سے
حدیث دیگر موت کفارہ ہے رسولان

ابو نعیم فی الحلیۃ والبیہقۃ
فی الشعب والخطیب فی
التاریخ عن حدیث
النسائی قال ابن العربی
فی شرح المریدین
انہ حسن صحیح وضعفہ
ابن الجوزی وقد
جمعت طرقہ فی جزء
ف صرح بجان فی فضل
الموت ومن شریعہ اهل الله
الحديث قال لبد الله بن عمار
احسن ما تحدثت نفسك بالساء
ابن حبان رواه البخاري عن قول ابن عمر
اخر حديث كن في الدنيا كأنك غريب
الحديث حديث ابن عباس
كان يخرج يهرق الماء فيمسم بالباب
فاقول الماء منك قريب
فيقول ما يدري مني لعل
لا يبلغه ابن المبارك
في الزهد ما بن ابي الدنيا
في قصر الاصل والبزار

كتاب
البرق
۱۵۹

(کے گناہ) کا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے علیہ
میں اور یہی کسی نے شعب میں اور خطیب نے
تاریخ میں انس کی حدیث سے ابن العربی
نے شرح المریدین میں کہا ہے کہ یہ سن صحیح
ہے اور ابن الجوزی نے اسکو ضعیف کہا
ہے اور میں نے اس کے طرق کو ایک جزء
میں جمع کر دیا ہے **ف** یہ دونوں میں
فصلیت موت میں صحیح ہیں اسی لیے اہل اللہ
اوس کو محبوب رکھتے ہیں (اوس متوحش
نہیں ہوتے)

حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے عبد اللہ بن عمر کو فرمایا کہ جب تم صبح
کرو تو اپنے نفس سے شام کی بابت
باتیں مت کرو (کہ شام کو یہ کروں گا)
حدیث دیگر ابن عباس کی حدیث کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے
اور پیشاب کرتے اور دوازہ یریم فرماتے
میں عرض کرتا کہ پانی تو آپ کے قریب ہے آپ
فرماتے شاید میں یا فانی تک نہ پہنچ سکوں
روایت کیا اسکو ابن المبارک نے زہد
اور ابن ابی الدنیاء نے قصر اعلیٰ اور بزار

بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ وَفَرِیْضٍ
 فِي اسْتَحْضَارِ الْمَوْتِ وَهُوَ
 كَالْعَادَةِ الْعَامَّةِ لِلْقَوْمِ
 الْحَدِيثُ حَدِيثُ عَائِشَةَ
 مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ
 اخِيهِ وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ
 اِلَّا اسْتَأْذَنَ بِهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ
 حَتَّى يَقُومَ ابْنُ اِبْنِ الدُّنْيَا
 فِي الْقُبُورِ وَفِي
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمْعَانَ
 وَلِحَاقِفَ عَلَى حَالِهِ
 وَرَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
 فِي التَّمْهِيدِ مِنْ حَدِيثِ
 ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَصَحَّحَهُ عَبْدُ الْحَقِّ
 اَلْأَشْجَلِيُّ وَفَرِیْضٍ
 فِي ادْرَاكِ الْمَيِّتِ وَانْفِقَ عَلَيْهِ
 اَهْلُ الْكُشْفِ -

الْحَدِيثُ مَا الْمَيِّتُ فِي
 قَبْرِهٖ اِلَّا كَالْعَرَقِ الْمُنْقُوشِ
 يَنْظُرُ حَوْلَهُ تَلْخُصُّهُ مِنْ اَبِيهِ
 اَوْ مِنْ اُمِّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ

بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ وَفَرِیْضٍ
 اسْتَحْضَارِ الْمَوْتِ فِي اسْتَحْضَارِ الْمَوْتِ وَهُوَ
 كَالْعَادَةِ الْعَامَّةِ لِلْقَوْمِ
 الْحَدِيثُ حَدِيثُ عَائِشَةَ
 مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ
 اخِيهِ وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ
 اِلَّا اسْتَأْذَنَ بِهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ
 حَتَّى يَقُومَ ابْنُ اِبْنِ الدُّنْيَا
 فِي الْقُبُورِ وَفِي
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمْعَانَ
 وَلِحَاقِفَ عَلَى حَالِهِ
 وَرَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
 فِي التَّمْهِيدِ مِنْ حَدِيثِ
 ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَصَحَّحَهُ عَبْدُ الْحَقِّ
 اَلْأَشْجَلِيُّ وَفَرِیْضٍ
 فِي ادْرَاكِ الْمَيِّتِ وَانْفِقَ عَلَيْهِ
 اَهْلُ الْكُشْفِ -

الْحَدِيثُ مَا الْمَيِّتُ فِي
 قَبْرِهٖ اِلَّا كَالْعَرَقِ الْمُنْقُوشِ
 يَنْظُرُ حَوْلَهُ تَلْخُصُّهُ مِنْ اَبِيهِ
 اَوْ مِنْ اُمِّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ

بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ وَفَرِیْضٍ

۱۵۷

بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ وَفَرِیْضٍ

الحديث ابو منصور الديلمي
 في مسند الفريديس
 من حديث ابن عباس
 وفيه الحسن بن علي بن
 عبد الرحمن قال
 الزهبي حدث عن
 هشام بن عمار حديث
 باطل وتسماه فاذا
 لحقته كانت احب اليه
 من الدنيا وما فيها
 وان هد ايا الاحياء
 للاموات الدعاء
 والاستغفار فصح
 في نفع اعمال الاحياء
 للاموات سواء كانت حياء
 كما في هذا الحديث او طاعة المؤمنين
 وبلدية كما في نصوص آخر الاول
 متفق عليه بين الامة والثاني
 بغير اهل السنة والثالث فيه
 اختلاف اهل السنة والجماعة

۱۵۸

في اعمال الاحياء والاموات
 في نفع اعمال الاحياء
 للاموات سواء كانت حياء
 كما في هذا الحديث او طاعة المؤمنين
 وبلدية كما في نصوص آخر الاول

طرف سے پہنچ جاوے الحدیث ورنہ
 کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے منہ الفردوس
 ابن عباس کی حدیث اور اس میں حسن بن علی
 بن عبد الرحمن ہے ذہبی نے کہا ہے کہ اس
 هشام بن عمار سے ایک غلط حدیث روایت
 کر دی اور تمہارا یہ ہے کہ جب وہ دعا
 ہو سکے پہنچتی ہے تو وہ دوسرے کے نزدیک تمام
 دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور
 ایسا رکے دیا اہل اسلام کیلئے دعا و استغفار
 ہے یہ صحیح ہے ہیں کہ ایسا رکے
 اعمال اموات کو نافع ہوتے ہیں خواہ وہ
 ہو جیسا اس حدیث میں ہے خواہ غلات
 مالہ ہو خواہ طاعت بدنیہ ہو۔ جیسا
 دوسری نصوص میں ہے اور اول تمام
 امت میں متفق علیہ ہے (حتی کہ فرقہ طہ
 بھی اس کے قائل ہیں اسی لئے اس حدیث
 کا مجموعہ ہونا ضروریں اجلع سے اس کا
 مضمون ثابت ہے) اور ثانی اہل سنت و ایمان
 (متفق علیہ) اور ثالث میں اہل سنت کا بھی
 اختلاف ہے اور ضعیف اور کما اشیاء کرتے ہیں

(باقی بندہ)

الحديث حديث صهيب
في قوله تعالى للذين احسنوا
الحسنه وزياده رواه مسلم
كما ذكره المصنف قلت
وهو قال (صهيب) قرأ
رسول الله صلى الله عليه
وسلم قوله تعالى للذين
احسنوا الحسنه وزياده
قال اذا دخل اهل
الجنة الجنة واهل النار
النار نادى مناد يا
اهل الجنة ان لكم
عند الله موعدا يريد
ان ينجزكموه قالوا
ما هذا الموعد الم
يشغل موازينا
ويبيض وجوهنا ويدخلنا
الجنة ويجرنا من النار
قال فيرفع الحجاب
وينظر من الى وجه الله
عز وجل فما اعطوا شيئا

حديث صهيب کی حدیث اس آیت کے
متعلق کہ جن لوگوں نے نیک کام کیے
ان کے لئے اجر نیک ہے اور ایک ذکر ائمہ
ہے روایت کیا اس کو مسلم نے جب کہ مصنف
نے ذکر کیا میں (یعنی عراقی) کتابوں کہ
و حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ آیت پڑھی اَلَّذِينَ احْسَنُوا
الْحَسَنَ وَزِيَادَةً (جس کا ترجمہ اور پر گزرا ہے
اور) فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل
نار میں داخل ہوئیں گے ایک پکارنے والا
پکارے گا اے اہل جنت تمہارے لئے اللہ تعالیٰ
کے نزدیک ایک عہد ہے وہ تمہے اسکو
پورا کرنا چاہتا ہے اہل جنت (عجب سے)
کہیں گے وہ وعدہ کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ
نے ہماری نینر ان کو (نیکوں سے) و رفتی نہیں
فرمایا اور کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا
اور کیا ہم جنت میں داخل نہیں کر دیا اور
کیا ہم کو دوزخ سے نہیں بچا بنا (اب
اس سے پڑھ کر کیا مہربا جو ابھی نا قہ ہے)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ
جواب اٹھا دیا جاوے گا اور جن کتابوں کے

تفسیر صحیح مسلم
جلد اول

احب اليهم من النظر اليه ف
 دل علی رویتہ تعالیٰ و هو نظاہر
 يدل علی روية الذات وهو
 من ذهب الجوهل و ذهب
 البعض الى كونها تجلياً مثالياً
 كما في حديث مسلم ايضاً
 عن ابي هريرة لما سألوه صلى
 الله عليه وسلم هل ترى رباً
 يوم القيمة قال صلى الله عليه وسلم
 فيأتهم الله في صورته التي يعرفون
 فيقول انار بكم فيقولون انت
 ربنا الحديث والله تعالى منزّه
 عن الصورة فأقرب تاويلاتها
 هو التجلي المثالي والمبهم يحصل على
 المقصر هذا ما قالوه لكن الظاهر ان
 هذه الروية في الموقفت يوم القيمة
 غير الثرية التي في الجنة انكرامة
 اوليا الله تعالى انما هذه الاما
 صرح به الخطاب كما نقله عنه النفا
 في شرح مسلم ولا نسلم الا بهام
 فان قوله عليه السلام في نظر

سوی مبارک کی طرف نظر کریں گے سوا محو
 کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوئی جو ان کے
 نزدیک حق تعالیٰ کی طرف نظر کرنے سے
 زیادہ محبوب ہو۔ **ف** یہ حدیث آتو
 باری تعالیٰ پر صریح دال ہے اور یہ حدیث اپنے
 ظاہر الفاظ سے رویت ذات پر دلالت
 کرتی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض
 اس رویت کے تجلی مثال ہونے کی طرف گئے
 ہیں جیسا کہ مسلم ہی کی دوسری حدیث میں
 حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جب کہ
 بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سوال کیا کیا ہم قیامت کے دن
 اپنے رب کو دیکھیں گے آپ کے اس شا
 تک کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس تشریف
 لا دیں گے اپنی اس صورت میں جس کو
 یہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائیں گے تو
 تمہارا رب ہوں نہ لوگ عرض کریں گے
 آپ ہمارے رب ہیں الخ (تو اس حدیث
 میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ صورت آ رہا ہے)
 اور اللہ تعالیٰ صورت کے منزہ ہیں (بس
 لامحالہ یہ مآول ہوگا) اور سب تاویلات

الحمد لله تعالى صريح في روية
العين فلا يفسر بالتجلى المثالي
ولتيمم الغائبة انقل لك ذلك
الحديث مع توجيه بعض اجزائه
على اصول القوم واللفظ لا وسعيد
الحمد ري حين يقال لاهل الموقف
ليتم كل امته ما كانت تعبد وفي
آخره حتى اذالم يبق الا من كان
يعبده الله تعالى من يروى فاجراتهم
رب العالمين في اذنى صورة من
التي اودع فيها راي عرفة بها
كما في لفظ ابي هريرة وتبقى هذه
الامة فيها منافقوها فياتهم الله
في صورة غير صورته التي يعرفون
الحديث اى قبل ذلك في الدنيا
ويكون هذا تجليا مثاليا كما هو
ظاهر من لول لفظ الصورا
قال فماذا تنتظرون يبيع كل امته ما كانت تعبد
قالوا يا ربنا فارقتنا الناس
افقر ما كنا اليهم ولهم
نصاجهم فيقول انا ربكم

میں تیسری مرتبہ تاویل کی مثال ہے اور ہم کو
مفسر پر محمول کیا جاتا ہے (پس رویت کا
بطریق مثالی ہونا ثابت ہو گیا) یہ وہ قول
ہے جو اپنے مطلوب پر استدلال میں
انہوں نے کہا ہے لیکن (یہ استدلال کافی
نہیں کیونکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ رویت جو قیامت
کے دن موقف میں ہوگی اس وقت سے
متاخر ہوگی جو حین میں مقبولان حق کے
اکرام کے لئے ہوگی اور یہ (موقف کی رویت)
تو محض امتحان کے لئے ہوگی (جیسا عنقریب
آتا ہے) خطابی نے اس تفاسر کی تصریح کی
۱۲۱ ہے جیسا کہ نووی نے شرح مسلم میں اس
نقل کیا ہے اور ہم ابہام کو تسلیم نہیں کرتے۔
کیونکہ یہ قول منتظرین الی وجہ اللہ تعالیٰ
رویت عین میں صریح ہے پس اسکی تجلی مثالی
کے ساتھ مفسر نہ کریں گے اور تيمم فائدہ کیلئے
میں اس حدیث کو مع اس کے بعض اجزاء
کی توجیہ بنا پر اصل قوم کے ابو سعید خدری
کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں جبکہ اہل موقف
سے کہا: دیگا ہر جماعت کو چاہئے کہ اپنے
مجموعہ کے ساتھ بائیں اور پس حدیث

فیقولون تعوذ باللہ منک
 لا لشربہ باللہ شیئاً مرتین او ثلثاً
 حتی ان بعضهم لیکاد ان یقلب
 رعن الصواب ویرجع عنہ
 لامتحان الشدید الدی
 جری قال المناوی ولعل
 وجه انکارہم ان الوجه الذی
 یعرفون بہ الحق فی الدنیا
 تجلی مثالی الی علی او ضاع
 مختلفۃ فی اذہان مختلفۃ
 ویکون هذا التجلی المثل الحشر
 کما دل علیہ قولہ علیہ
 السلام فی اذ فی صلوۃ من
 التی راوہ فیہا الحدیث ولعل
 حکمت الامتحان کما سبق
 عن الخطابی والنواوی یشی
 امتحان ایمانہم ودعواہم
 التوجید وقولہم فارقنا
 الناس فیتجلی لہم فی غیب
 صورہم الذہنیۃ ولم
 یخلق فیہم علما ضریرا لیکون تجلیا کریم

۱۶۲

آخر میں ہے کہ یہاں تک کہ جب کوئی باقی
 نہ رہے گا بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ
 کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہو یا بد
 اس وقت انبیاء امین ان کے پاس ایسی صورت
 میں تشریف لائیں گے جو اس صورت کا بعد
 کے درجہ میں ہوگی جس میں پہلے دیکھا تھا اپنی
 جس صورت کے پہلے معرفت حاصل تھی جیسے
 ابو ہریرہؓ کے الفاظ میں اس طرح ہے
 کہ یہ امت باقی رہے گا لی جس میں منافقین بھی
 ہوں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایک
 ایسی صورت میں آویں گے جو اس کی اس صورت
 سے غیر ہوگی جسکی ان لوگوں کو معرفت
 حاصل تھی یعنی اس سے قبل دنیا میں پس میں
 جو دیکھنے کی تفہیم سے کی ہے وہ اس
 دلیل سے ثابت ہوگئی اور یہ رویت تجلی
 مثالی ہوگئی جب لفظ صوت کا ظاہر بدل لیا ہے
 پھر ارشاد ہوگا تم کس چیز کے منتظر ہو
 جماعت اپنے معبود کے ساتھ جاوے
 وہ لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب
 ہم (صرف آپ کے لئے) دوسرے لوگوں سے
 ایسی حالت میں جدا ہوئے۔

(باقی آئندہ)

فلما انكروها ظهر صدق دعواهم
 التوحيد حيث نفوا ربوبية
 ما ازعموا غير الرب ولعل
 الانقلاب عن الصواب
 هو لفظة الاحوال على
 عقولهم بحيث لا يبعدان
 نيكروا السبق المثلالي
 الاحترا لاقى فيما بعد
 قيا سار احد هما
 على الاختار فيقول
 هل بينكم وبينه
 اية فتعرفونه
 بها فيقولون نعم
 فيكشف عن ساق
 فلا يبق من كان
 يسجد لله من تلقاء
 نفسه الا اذنه
 بالاسجود ولا يبق
 من كان يسجد للقاء
 وربه اذ جعل الله
 ظهوره طبقه واحد

کہ ہم کو اون کی طرف سخت اختیار تھی اور
 اون کا ساتھ نہیں دیا پس اس وقت آپ کے
 چہرہ پر کہاں جائیں حق تعالیٰ ارشاد فرما دیا
 گے میں تمہارا نہیں (چونکہ اس تجلی میں حق
 تعالیٰ کو پہچانیں گے نہیں اسلئے) وہ لوگ
 کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں
 تجھ سے ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیوں شریک
 نہیں کرتے دو بار یاتین بالرب کہیں گے
 یہاں تک کہ بعضے تو بالکل اس کے قریب
 ہو جائیں گے کہ (امر صواب سے منقلب
 ہو جائیں) اور اس سے ہٹ جائیں
 بسبب امتحان شدید کے جو کہ جاری
 ہو گا یہ نووی نے کہا ہے اور ان لوگوں
 کے اس انکار کی کہ تو ہمارا رب نہیں
 شاید یہ وجہ ہے کہ جس صفت حق تعالیٰ
 کی اوکو دنیا میں معرفت حاصل ہے وہ بھی
 تجلی مثالی ہے جو اذیان مختلفہ میں اوضاع
 مختلفہ پر ہے اور یہ تجلی مثالی ذہنی نیست
 کی تجلی مثالی محشری پر منطبق ہوئی نہیں
 جیسا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یہ ارشاد ادا ہے فی اولئہ صوره من

كلما اراد ان
 يسجد خیر علی
 قعنه وقت اللفافه
 عیاض كما نقله
 عنه النواوی
 قبل المساد
 بالساق هنا
 نور عظیم وورد
 ذلك فی حدیث
 عن النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم قلت
 وینزل اللہ ح
 فیہم علما
 ضروریا بكونہ
 تجلیا ربانیا
 وان لم یعرفوہ
 بہ قبل ذلک
 واللہ اعلم ثم
 یرفعون رؤسہم
 وقد تحول
 فی صولۃ الحق

۱۶۴

الحق راؤ ما اور شاید حکمت اس تنہا تجلی
 کی امتحان ہو عیاض خطابی و نووی سے
 اوپر ذکر ہے یعنی امتحان اون کے
 ایمان کا اور ان دعویٰ توحید کا تو
 اون کے اس قول کا کہ ہم لوگوں سے
 جدا ہو گئے تھے پس اس امتحان کے
 لئے اون کے لئے اون کی صورت
 و ہنیہ سے مغائر صورت میں تجلی
 فرمائی اور اسکی ساتھ اون میں اس کا
 علم ضروری پیدا نہیں فرمایا کہ یہ بھی تجلی
 رہانی ہے پس جب انہوں نے اس صورت
 کا انکار کیا تو اون کے دعویٰ توحید
 کا صدق ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے فیر کی
 ربوبیت کا انکار کر دیا اور شاید انقلاب
 عن الصواب کا سبب اون کے عقول
 پر احوال کا غلبہ ہو اس طرح کہ استبعاد
 تھا کہ اس پر قیاس کر کے اس تجلی مثالی
 کا بھی انکار کر بیٹھیں جس کا ذکر عنقریب
 اسی حدیث میں آتا ہے پھر ارشاد فرمایا
 گئے کیا تمہارے اور رب تعالیٰ کے
 درمیان کوئی علامت ہے جس سے

رواہ فیہا اول مرة
فقال انا ربکم
فیقول انت ربنا
الحديث رباب
اثبات رؤیة
المؤمنین ج ۱
والدی ارے
ان هذا التحول
هو ظهورہ فی
الصورة الذہنیة
المثالیة
التي كانوا یعرفون
بها قبل ذلك
وهذا هو الذي
وعدنا بآیاتہ
ذکرہ بقولنا
سیأتی فی
الحديث ویجوز
هذا التحول
فی التحلیات
المثالیة من

تم اسکو پہچان لو وہ کس گے ہاں پس
ساق کو کول دیا جاوے گا پس کوئی
ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ کو سجدہ
کرتا ہو دل سے مگر اسکو سجدہ کی توفیق
ہو جاوے گی اور کوئی ایسا شخص باقی
نہ رہے گا جو تقیہ اور ریاء سے سبک کرتا
ہو مگر اللہ تعالیٰ اسکی لکھ کو ایک تختہ
کریں گے وہ جب بھی سجدہ کرتا
چاہے گا فوراً ہی قضا کے بدل گریز گا
(قاضی عیاض نے کہا ہے جیسا کہ نووی
نے اون سے نقل کیا ہے کہ بعض نے
کہا ہے کہ مراد ساق سے اس جگہ ایک
تور عظیم ہے اور یہ ایک حدیث میں بنی
صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اور
میں اثر کرتا ہوں کہ اون لوگوں میں
اوسوقت اللہ تعالیٰ اس کے تجلی ابائی
ہونے کا علم ضروری پیدا کر دیں گے
اگرچہ اس کے قبل اس تجلی سے اونکو
اوسکی معرفت نہ تھی واللہ اعلم البیرہ
لوگ سجدہ سے اپنا ملوثا دیں گے
اور اللہ تعالیٰ اپنی ایسی صورت میں منتقل

بعضہا الى بعض
وهذا الصورة
وان كانت
واحدة بالشخص
لكنها يمكن
ان ترے مختلفة
في ابصار مختلفة
فلا يشك
انطباق
التصورات
المختلفة على
الصورة المتعينة
هذا وانما لم
يتجلى بصورة
احلى مما عرفوه
مغائرة له لعدم
حصول حكمة
الا متحان به
لان كل مؤمن
يقنع ان تعالى
ليس دون ما اعتقده

۱۶۶

ہو چکے ہوں گے جس میں ان لوگوں
نے اون کو اول بار (یعنی دنیا میں) بچھا
تھا (یعنی بچانا تھا) پھر فرمادیں گے میں
تمہارا رب ہوں وہ لوگ کہیں گے
آپ ہمارے رب ہیں (حدیث مسلم ۱۰۰۰)
باب اثبات روتہ المؤمنین (اور اسمیں
میں جو سمجھا ہوں یہ ہے کہ اس انتقال
کی حقیقت اس صورت مثالیہ ذریعہ
میں ظہور ہے جس کے ذریعہ سے وہ
لوگ حق تعالیٰ کو اس کے قبل دنیا میں
پہچانتے تھے اور یہی تجلی ہے جس کے
مذکور ہونے کا ہم نے اپنے اس فعل
میں مدد کیا تھا وہ قول یہ ہے جس کا
ذکر عنقریب حدیث میں آتا ہے اور
تجلیات مثالیہ میں ایسا انتقال ایک سے
دوسری کی طرف جائز ہے اور یہ صورت
مثالیہ اگرچہ واحد بالشخص ہوگی لیکن
ممکن ہے کہ ابصار مختلفہ میں جب
تصورات مختلفہ مختلف اطوار میں نظر
آوے پس یہ اشکال واقع نہیں ہوتے
کہ تصورات مختلفہ صورت متعینہ کی دو متعلق ہو سکیں

باقی پڑے

ولا يعتقد انه ليس فوق
ما اعتقدناه
فلو تجلّى بصورة اعلی لمسوم
احتمالاً کونہ تجلیاً ربانیا وما
نفاہ فلم یحصل الامتحان فلما
تجلّى بصورة اذنی وکان یعتقد
انه لیس اذنی حکم بالنفوق فہم
واعلم ان کل ما ذکرته هنا فی
شرح الحدیث علی اصول القوم
لیرشی متہا قطیعا لعمدہ
اقرب من کل ما ذکرہ الخرون
من العلم کقول بعضهم والتجلی
الاذنی انه بعض الملائکۃ
ظہر لہم ولا یغف علیہ بعدہ
واباء قولہ علیہ السلام
اتاہم رب العالمین عن هذا
الحل وکانک عثرت بهذا
التقریر علی ما ادعینا من ان
التجلی فی الجنة یكون برویتہ
الذات وان لم یلک کتہما
وفي الموقف بالمثال حکما کان

خوب سمجھ لو اور دیکھئے اذنی صورت میں
تجلی فرماتے کے ایسی صورت میں تجلی نہ فرما
جو اذن کی پہچانی ہوتی صورت سے اعلیٰ
ہو اس وجہ سے کہ اس سے امتحان
کی حکمت حاصل نہ ہوتی اس لئے کہ ہر مرتبہ
کا یہ تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے
اعتقاد سے کم نہیں ہے اور یہ کیسی کاجی
اعتقاد نہیں کہ میرے اعتقاد سے فوق کیا
نہیں ہے پس اگر صورت اعلیٰ میں تجلی
فرماتے تو اس کو یہ احتمال ہوتا کہ شاید
تجلی ربانی ہو اور اسکی نفی نہ کرنا پس امتحان
حاصل ہوتا اور جب صورت اذنی میں
تجلی نہ ہوتی اور اسکا اعتقاد یہ تھا کہ وہ
اوتے نہیں ہے اسلئے نفی کا حکم کر دیا
خوب سمجھ لو اور جانتا چاہئے کہ میں نے
اسجگہ حدیث کی شرح میں اصول قوم
پر جو کچھ ذکر کیا ہے انہیں کوئی جزو قطعی
نہیں البتہ دوسرے علماء نے جو کچھ
ذکر کیا ہے ان میں سے اقرب ضرور ہے
مثلاً بعض نے کہا ہے کہ اذنی صورت
میں تجلی کی مندرشتہ کا ظہور ہو گا اور اسکا

لمی سے علیہ السلام یا بطور بصورت
النار ولا یمتنع علیہ المثل بمعنی
المشارك له فی الوصف لقوله تعا
وله المثل الا علی ویمتنع علیہ
المثل بمعنی المشارک فی الماهیة
لقوله تعالیٰ لیس کمثله شیء
وهذا المثل وان لم یکن
قد یمکن لکن للمشارك البالغ
الی حد الکمال یکون مرآة للقدیم
ولا ینتفت الذهن فی الخ
وجوه التغاثر والتماثل بربهما
فتبصر وتفکر لئلا تضل ولا
تزل فال مقام ادق من الشعرا
واحد من السیف وصما یعلق
بالحدیث ما قاله النووی انه
لیس فی الحدیث تصریح برویة
المنافقین اللہ تعالیٰ واما
فیہ ان الجمع الذین فیہم المؤمنون
والمنافقون یرون وهذا
لا یقتضی ان یراہ جمیعہم وقد
قامت دلائل الكتاب

۱۶۸

پورا ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
اتام رب العالمین کا اس سے آبی ہونا ظاہر
ہے اور قابل اتم اس تقریر سے ہمارے
اس دعویٰ پر ناگاہ ہو گئے ہوں گے کہ جنت
میں تجلی رؤیت ذات سے ہوگی اگرچہ اسکی
کنہ کا ادراک نہ ہوگا اور موقف میں مثال
ہوگی جیسا موسیٰ علیہ السلام کو کہ وہ طور بصورت
نار ہوئی تھی اور حق تعالیٰ پر مثال یعنی مشارک
فی الوصف متنع نہیں چنانچہ ارشاد ہے
وله المثل الا علی ویمتنع علیہ المثل
معنی مشارک فی الماهیة
متنع ہے جیسا ارشاد ہے لیس کمثله شیء
اور مثال تشبہ نہیں ہوتی لیکن مشارک کامل
کے نسبت یم کا مرآة ہو جاتی ہے اور اقسام
نہن کو وجہ تغاثر و تماثل کی طرف التفات
نہیں ہوتا خوب بصیرت اور شکر سے
کام لونا کہ غلطی اور لغزش میں نہ پڑ جاؤ کیونکہ
مقام ہال سے باریک اور تلوار سے تیز زور
اور اسی حدیث کے متعلق وہ ہاتھ بھی ہے
جو نووی نے کہی ہے کہ اس حدیث میں
اس کی تصریح نہیں ہے کہ منافقین کو بھی
اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہوگی صرف حدیث

والسنة على ان المتأق
لا يراه سبحانه وتعالى
ركقولہ تعالیٰ فی الکفار
کلا انهم عن ربهم
یومئذ لمحجوبون و
اعلم ان الحدیث
تسبیط منه مسئلة وهی
انه كما ان الله تعالى قد
عذر من نفی ما لا یعرفه
من الحق مع کونه مثبتاً
فی الواقع کذلک بعذر
من اقبلت ما عرفه منه
مع کونه منغیاً فی الواقع
لا شترک العلة وهو
التکلیف حسب العلم
کما وقع لبعض المکاشفین
من توهمهم بالتجلی الروح
تجلیاً ربانیا وظن انه یغایر
النشاء الله تعالیٰ وحل بعضهم
قول ابراهیم علیہ السلام
هذا رقی علی مثل هذا

میں یہ ہے کہ ایسی جماعت کو جس میں منین
و منافقین دونوں ہوں گے رویت ہوگی
اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ہی کو
رویت ہو اور کتاب و سنت کے دلائل
اس پر قائم ہیں کہ منافق کو حق سبحانہ تعالیٰ
کی رویت نہ ہوگی (جیسے ارشاد ہے
(کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون) اور
جانتا چاہیے کہ حدیث سے ایک مسئلہ
ہمہ مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ
نے ایسے شخص کو معذور کہا جس نے
حق کے ایسے وصف کی نفی کی جس کی
اس کو معرفت نہ تھی بانیہ جو یہ کہ کسی مرتبہ
میں وہ وصف ثبت تھا۔ اسی طرح وہ
شخص بھی معذور رکھا جاوے گا جو ایسے
وصف کو ثابت کرے جبکہ اس کو
معرفت ہے گو وہ بعض مرتبہ میں متقی ہو
کیونکہ دونوں جبکہ علت معذوریت
کی مشترک ہے اور وہ علت یکہ نفس ہے
حسبہم جیسا بعض مکاشفین نے تجلی حق
کو تجلی حق سمجھ لیا امید ہے کہ معذور ہوں گے
اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

العدو منهم العنقا الروي
 في دفتر الخامس من المثنوي
 بعد أربعة أحماص منه
 قبيل قصة الشيخ محمد بقول
 گفت ہاربی ابراہیم راد
 چونکہ اندر عالم وہم افتاد
 وفتاوا کا شیخ عبدالقادر دہلوی من
 اساتذہ تنافی تفسیر طہ
 القصۃ والی وان لہ امر حق
 لا نبیاء لکن ذہاب بعض
 اہل الحق الیہ کاف
 فی جن از احتمال کونہ
 حذر او اللہ اعلم
 الحدیث ینادی مناد
 من تحت العرش یوم
 القیامۃ یا امۃ محمد
 اما ما کان لی قبلکم
 فقد حضرتہ لکم
 وبقیت التبعات
 فتواہبوا بینکم
 وادخلوا الجنۃ برحمتی

۱۵۰

قول هذا بقول کو اسی قسم کے عذر چڑھوا لیا
 ہے انہیں سے حالت رومی بھی ہیں۔
 دفتر خامس کے تین نمبر کے بعد شیخ محمد کے
 قصہ سے ذرا قبل اس قول میں ہے
 گفت ہاربی ابراہیم راد
 چونکہ اندر عالم وہم افتاد
 اور ہمارے مشائخ میں سے حضرت شاہ
 عبدالقادر دہلوی نے اپنی تفسیر میں
 اسکو اختیار کیا ہے اور اگرچہ محکمہ انبیاء
 علیہم السلام کے شان میں یہ پسند نہیں
 لیکن بعض اہل حق کا اس طرز جانا اس کے
 عذر محمل ہونے کے لئے تو کافی ہے
 واللہ اعلم

حدیث قیامت کے دن ایک ندا کرے
 والا حق تعالیٰ کی جانب سے زیر عرش سے
 ندا کرے گا اے امت محمد میرا جو کچھ
 حق تمہارے طرف تھا اسکو تو موعات
 کر چکا اور تمہارے باہمی حقوق باقی رہ
 گئے سو تم آپس میں ایک دوسرے کو بخشو
 اور میری رحمت سے جنت میں داخل
 ہو جاؤ۔ (باقی آئندہ)

رویناۃ فی سبایعات
ابی اسعد القشیر سے
من حدیث الشرف فی
الحسین بن داؤد السخی
قال الخطیب لیس بثقة
ف فیہ تقویہ الرجا فی
حقوق العباد ایضا و تقوی
هذا الرجا لمن راقبها
ومن شریکون رجاء
الصوفیۃ اقوی کخفہم ایضا۔
وقد وقع الفراغ بحمد الله تعالی
ونعتہ من تألیف الشطر الاول
من اصل التشريف المأخوذ
من تخریج العراقی للتاسع و
العشرين من صفر یوم الجمعة
وقت الفحوة الکبریٰ فی
سنہ ۱۳۱۱ھ من المحرم فی
المخائقاۃ الامدادیتا
دامت برکاتهما
من کورة تھانہ بھون و
ہو مشتمل علی ما تلتی

ہم سے یہ حدیث سبایعات ابی اسعد
قشیری میں حدیث ابن سے روایت
کی گئی ہے اور اس میں حسین بن داؤد السخی
ہے خطیب کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے
اس حدیث میں حقوق العباد میں بھی رجا کی
تقویت ہے اور یہ رجا اس شخص کے
لئے اور زیادہ قوی ہو جائے گی جو حقوق
العباد کی نگرانی و اہتمام رکھے اور اسی مقام
سے صوفیہ کی رجا اور دوسرے زیادہ قوی
ہوتی ہے جیسا کہ ان کا خوف بھی ایسا ہی تھا
اور بحمد اللہ تعالیٰ اصل تشريف
کی تالیف سے جو کہ تخریج عراقی سے ماخوذ ہے
انتیسویں صفر یوم جمعہ وقت چاشت
سنہ ۱۳۱۱ھ بھری کو مخائقاۃ امدادیہ و تھانہ بھون
تھانہ بھون میں فراغت ہوئی اور یہ حصہ
دوسرے حدیثوں پر مشتمل ہے ان حدیثوں
وہ بھی ہیں جو مقصود لائی گئیں اور وہ بھی
ہیں جو کسی دوسری حدیث کے ضمن میں
لائی گئیں مع چندے دیگر حدیثوں کے
جو دوسرے علاوہ ہیں اور یہ عدد زائد
حدیث مکرر کے عدد کے جو کہ میری تلاش میں

حدیث ما بین المقصود
والضمی مع زیادة قليلة
توازی عدد المکر و هو
الواحد فیما تتبعت و
عدد ما لیس ثابتاً
لفظاً مع ثبوت معناه
بقی ما لتان وصارت
مع احادیث حقیقتی
الطریقة خمساً و خمین

صرف ایک ہے (احادیث عمالی الی اللہ
ادومہ) اور بعض ایسی روایات کے عدد
جو کہ لفظاً ثابت نہیں گو معنی ثابت ہیں۔
برابر ہے پس دوسرے حدیثیں باقی رہ
گئیں اور حقیقتہ الطریقة کی حدیثوں سے
ملکر ساڑھے پانچ ہو گئیں اور اگر اس میں
سے مشترک کو منہا کر دیا جاوے گا جو انشاء اللہ
تعالیٰ پچاس سے متجاوز نہ ہوگی تب بھی باقی
حدیثیں پانچ سو سے کم نہیں گی اور فوائد کی

۱۶۲

۱۶۲
لے اور یہ سب احادیث کے دلائل ہیں مسائل تصوف کے ان آیات کے علاوہ ہیں جو رسالہ مسائل السلوک
میں ان مسائل کے ثبات کے لئے جمع کی گئی ہیں ان مسائل کی تعداد اسکی دونوں جلدوں میں جیسا کہ
سلسلہ کے خبروں میں مضبوط میں پانچ کم چودہ سو ہیں جن میں بعض آیات سے متعدد مسائل بھی ثابت
ہئے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اس میں جو رسالہ تائید الحقیقہ ملحق ہے اس کے مسائل کی تعداد بالاسبق
نہیں لگی گئی۔ اگر اس تعداد متروک اور اس تعداد کو تخمیناً برابر ہی لیا جاوے تو بھی پانچ کی کسر کا اعتبار
نہ کر کے سو کم ڈیڑھ ہزار آیات کا عدد محفوظ رہے گا اور ان پانچ سو احادیث کی ملا کر سو کم دو ہزار دلائل ہوں گے
اور بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک مسائل و مواظف کا (جو کہ شائع یا صلح لاشاعہ ہو چکے ہیں) عدد (۴۴۴) تک پہنچا
ہے جیسا کہ مابقیہ التابعد مع الکاشیہ میں بذیل مضمون دوم مذکور ہے اگر ان میں سے چوتھے رسالوں کی یا جو
کسی دوسرے رسالہ کا جزو ہے ان کا عدد تخمیناً (۴۴) قرار دیکر اسکو کم کے پھر بھی تقبیر میں جو مسائل
قواعد کلیہ شریعہ سے کہ وہ بھی احکام کے دلائل ہیں یا اصول جزیئہ سے ثابت ہوئے ہیں۔ اگر
فی وعظا اور فی کتاب میں تین تین مسئلہ کی ویلیں فرض کی جاویں اور یہ حد کہیں بھی نہیں واقع میں
اس سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ اس وقت ایک دوست صرف مواظف میں سے ہر نوع کے

<p>تحریر سے جو ایک ایک حدیث کی تحت میں ہیں نیز تاریخ و ماہ مذکور میں سرخ ہوا صرف سند بدل گیا ہے مسئلہ ۳۳۲ اور فوائد ہی کے ساتھ ترجمہ سے ہی خرچ ہوا بجز چند سطروں کے جو ایک قوی عند کے سبب وقت مذکور کے بعد بھی نہیں کر وہ</p>	<p>ولخرج منها المشترك الذی لا یتموا و عن خمسين انشاء الله تعالی ما انقصت عن خمسة و وقع الفراغ من تحریر الغوا تحت كل حدیث ایضاً للتأیخ المذكور والشهر المذكور</p>
---	--

ارتبہ فرٹ مسئلہ ۳۳۲ میں کاہر اجداد انتخاب کر رہے ہیں جس کا ذکر ثانیہ التالیہ میں ذیل معنون سویہ کیا گیا ہے
اگر یہ کل ہو گیا تو اس عدد کا قلیل ہونا مہینہ میں آواہے گا اور دوسرے رسالوں کا قیام الگ رہا۔
لیکن باوجود اس کے اگر فی الحال یہی عدد فرض کر لیا جاوے تب بھی چار سو رسالوں میں بارہ سو
ہوتی ہیں اس کا سبب انیس سو سے ملا کرتین ہزار سے سو زیادہ اول کا عدد ہو چکا ہے اور بعد
فرض سیاہی اشاعت المتعدد بالواحد و اثبات الواحد المتعدد کہ فرض قریب ہے اوسط عدد مسائل کا
یہی استقدر ہوتا ہے اور اگر اس رسالہ تشریف کی دوسری جلد کی ہی توفیق ہو گئی جیسا اسکے
خاتمہ کی اخیر سطروں میں اسکی طرف اشارہ بھی ہے تو وہ اولہ اسپر مزید رہیں اور اگر میں فن
اعتبار کی دلائل کا بھی اخذ کرتا تو اس سے چند گونہ عدد بڑھ جاتا۔

۱۷۳

تحدیث بالعمدة - اب حق تعالیٰ کی ایک نعمت غلطی کا ذکر کرتا ہوں کہ جو فن (یعنی تصوف) کے
دلائل کے اعتبار سے تو گویا بے جان اور مسائل کے اعتبار سے بیجاں ہو چکا تھا چنانچہ بعض اولہ
اس کے زبانوں پر مشہور اور غیر محققین کے ملفوظات و مکتوبات میں مذکور تھے ان کے اکثر حصہ
میں یا کتاب و سنت کی تحریف تھی یا تمیلات شاعری کی تصریف تھی جس سے وہ فن اہل ظاہر کی
تکذیب بلکہ استہزاء کا محل بن گیا تھا اور محققین کے کلام سے قبیح کرنے کی کسکو ہمت خصوص جو
طالب بھی نہ ہو سادہی کے قریب قریب مسائل کی حالت تھی کہ بجز چند مسائل کے اور وہ بھی تنہا
مجل بلکہ مبہم عنوان سے کوئی مسئلہ خصوص صحیح مسئلہ کان میں بھی نہ پڑتا تھا جس کی یہ نوبت

بیتہا للستہ وحشہ من الحجۃ
الاسطیٰ معدن دودۃ حرۃ لعدۃ
وقتی بعد الوقت المذکور لولاہما
تاخرت ولعلیٰ اوفق لتالیف
شطر الیاتی ویکون مآخذاً من غیر الطریق
والا حرکہ للہ وافق من امری الی اللہ

عذر نہ ہوتا تو یہ تاخر نہ ہوتا اور شاید اس کے
حصہ باقیہ کی جگہ غیر سرقی سے ماخوذ
ہو گا تا لیت کے لئے بھی جگہ تو وسیع
ہو جاوے اور ب اختیاریات حق تعالیٰ
کو ہیں اور میں اپنے سب کام الہی کے
سپر د کرتا ہوں + تمام شد

(بقیہ نوٹ منظر پہلے کی ہو گیا خدا تعالیٰ کی یہ توفیق تھی کہ وہ ایسا زندہ ہوا جیسا بغض خدا تعالیٰ اکثر لائق کے
عہد سابق میں تھا اور اب انشاء اللہ تعالیٰ قرون بشطاء تک اس کے زندہ رہنے کی توقع کی جاتی ہے واللہ
اعلم اور اس اقرار کا آیت رسیمہ بلکہ اسیمہ سے زندہ کچھ دخل نہیں نیم حقیقی حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تعالیٰ ہیں اور
واسلام انعام حضرت مرشد علیہ الرحمۃ بقول ایک حکیم کے
کا زلف تست مشک افشانی لما عاشقان

۱۴۴

اور بقول دوسرے حکیم کے

بغض من گلے ناچیز بودم
بجائ ہنشیں و رین اخر کرد
ولیکن مدنے با گل نشستم
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اب اس حاشیہ کو اس اظہار شکرا و اقرار عجز پر ختم کرتا ہوں
شکر لغت ہائے توحید تاکہ نعمت پاک تو
عذر تقصیرت ما چند تاکہ تقصیرات ما۔

۱۲۔ نہ عفی عنہ

458A